

آدابِ ننگی

www.kitabosunnat.com

محمد یوسف اصلاحی

اسلامک سلکشنز (رپرائیوٹ) ملید
۱۳-۱۴، شاہ عالم مارکیٹ لاہور (پاکستان)



معزز قارئین توجہ فرمائیں

کتابِ مہنت کی روشنی میں لمحیٰ جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا منتظر

- کتاب و سنت ذات کام پرستیاب تمام الیکٹر انک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
 - بحثیں تحقیق اسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
 - دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر متمم کتب متعلقہ ناشر ہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com

رچلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

طالعہ: ————— اشراق مزرا، مینگنگ ڈائٹر کرٹر
 ناشر: ————— اسلام پاکستانی شر لیٹریشن
 ۱۳۔ ای اشاد عالم گرگیٹ، لاہور

مطبع: ————— اللہ والا پرنٹر زر لاہور
 اشاعت: .

پہلی تا انتحار ہوئی اپریل ۱۹۷۹ء تا جون ۱۹۸۵ء ۹۰ دلار

اکیسویں فروری ۱۹۸۶ء ۱۰۰ دلار

بیسویں ستمبر ۱۹۸۶ء ۱۰۰ دلار

اکیسویں مئی ۱۹۸۶ء ۱۰۰ دلار

قیمت: ۱۔ ۳۰ روپے

آن

فرزندانِ اسلام کے نام

بجھ

رضاءٰ الہی کی عطا طر

بندگانِ خدا کے دلوں میں
اسلام کے لئے

جذبہ شوق و عقیدت پیدا کرنے کی آئندہ میں ان
اسلامی آداب سے اپنی زندگیوں کو بنانے
اور سنوارنے کا

عزم و حوصلہ رکھتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تُعْرِفُ

زندگی سے بھر پور فائدہ اٹھانا، خاطر خواہ لطفت لند فرنز ہونا اور قی الاقع کا سارہ
زندگی گزارنا یقیناً آپ کا حق ہے لیکن اسی وقت جب آپ زندگی کا سلیقہ ہانتے ہوں،
کامیاب زندگی کے اصول و آداب سے واقف ہوں، اور نہ صرف واقف ہوں
بلکہ علاً آپ ان اصول و آداب سے اپنی زندگی کو آراستہ اور شاستر بنانے کی
کوشش میں پہنچ سکرہم بھی ہوں۔

ادب و سلیقہ، وقار و شانشی، نظافت و پاکیزگی، تہذیب و حُسْنِ انتخاب، ترتیب
و تنظیم، طافت احساس و حُسْنِ ذوق، عالی ظرفی اور شرافت طبع، ہمدردی اور خیرخواہی
زندگی اور شیریں کلامی، تواضع اور اشکاری، ارشاد و قرہائی، ابے غرضی اور علوم،
استقلال و پامردی، فرض شناسی اور مستعدی، خدا ترسی اور پہنچگاری، توکل و حرارت
اقدام — یہ اسلامی زندگی کے وہ دلکش خروجیں ہیں، جن کی بدولت مومن
کی بقی سلوکی زندگی میں وہ غیر معمولی کشش اور وہ اتفاق ہوا جاتی ہے
کہ نہ صرف اہل اسلام بلکہ اسلام سے نا آشنا بندگان خدا بھی یہے اختیار اس کی طرف
کھینچنے لگتے ہیں اور عام ذہن یہ سوچنے پر مجھ درجہ تھے ہیں کہ جو انسانیت نواز تہذیب
زندگی کو تکمیل نے، منوار نے اور غیرہ وہی بذہبیت سے آراستہ کرنے کے لئے
انسانیت کو پہنچ سکا اصول و آداب تعلیکرتی ہے، وہ یقیناً ہوا اور روشنی کی

طرح سارے انسانوں کی حاصلہ میراث ہے، اور جا شیرہ اس قابل ہے کہ پوری انسانیت اس کو قبول کر کے اس کی بیانیادوں پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کامیابی پر کر کے تاکہ دنیا کی زندگی بھی راحت و سکون، میش و نشاط اور امن و حافظت کا گھوارہ بنے اور دنیا کے بعد کی زندگی میں بھی وہ سب کچھ حاصل ہو جو ایک کامیاب اور خلاص یافتہ زندگی کے لئے صورتی ہے۔

پیش نظر کتاب "آداب زندگی" میں اسلامی تہذیب کے اہم اصول و آداب کو معروف تصنیفی ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب اللہ اکرمہ رسول اور اسلاف کے زمرہ جادید آثار کی رہنمائی، اور اسلامی ذوق و مزاج کی روشنی میں زندگی کا سلیقہ سکھانے والا بمحبوبہ مرتب کیا گیا ہے جو پانچ اہم ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول سلیقہ و تہذیب

باب دوم حُسن بُندگی

باب سوم تزیین معاشرت

باب چہارم دعوت دین

باب پنجم احسان عبادت

ان پانچ ابواب کے تحت زندگی کے تقریباً سارے ہی پہلوؤں سے متعلق اسلامی آداب کو

ہموثر ترتیب

پہلی اور سادہ زبان

و عالم فہم اور لنسین تشریفات
و اور بصیرت افروز دلائل
کے ساتھ خطابی انداز میں نمبر دار پیش کیا گیا ہے۔

تو قعہ ہے، کہ ”آدابِ زندگی“ کا یہ مجبو صہر طبقے اور ہر عمر کے شائقین کے لئے خدا کے فضل و کرم سے عاطر خواہ مفید ثابت ہو گا۔ اسلام سے محبت رکھنے والے ہی ان اور بشریں ان گرائیں قدر آداب اور پُر سوز دعاوں سے اپنی زندگیاں بھی سنواریں اور اپنے چھوٹوں کے اخلاق و عادات اور طور طریقوں کو بھی سدھارنے اور بنانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو چھوٹوں کو یہ آداب اور دعائیں یاد کر لیں۔ ان آداب سے نعمت پانی ہری زندگی دنیا میں بھی قدر و احترام اور محبت و عقیدت کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور آخرت میں بھی اجر و انعام کی سختق قرار پائے گی۔

کتاب کی ترتیب میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان کے حوالے موقع ہی پر دے دیئے گئے ہیں۔

خدا سے بزرگ دربارے دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو شرف قبول بخشنے اور سماںوں کو توفیق دے کر وہ ان اصول و آداب سے اپنی زندگیوں کو بن سنوار کر اسلام کیلئے دلوں میں گنجائش اور شوق و عقیدت کے چند بات پیدا کریں، اور یہ مجبو صہر بندگان خدا کو خدا کے سچے دین کی طرف کیسی بخچ لانے میں ایک مؤثر ذریحہ، اور مرتضیٰ کے لئے بہانہ مغفرت ثابت ہو اور ان خادمان دین کو بھی جزا سے بخیر میں شرکیں فرمائے گن کی گرائیں قدر کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ آمين۔

محمد نبویت اسلامی

راہب مولود ۳۰ ستمبر ۱۹۶۶ء

آدابِ زندگی

باب اول

سلیمانیہ و تہذیب

۱۲

۱۔ طہارت و نظافت کے آداب۔

۱۸

۲۔ صحت کے آداب۔

۳۳

۳۔ لباس کے آداب۔

۴۸

۴۔ کانے پینے کے آداب۔

۵۱

۵۔ سونے پاگنے کے آداب۔

۶۵

۶۔ راستے کے آداب۔

۷۰

۷۔ سفر کے آداب۔

۷۵

۸۔ رنج و فرم کے آداب۔

۸۹

۹۔ خوف و هراس کے آداب۔

۹۴

۱۰۔ خوشی کے آداب۔

۱۰۴

باب دوم

حسنِ بندگی

۱۔ مسجد کے آداب۔

۲۔ نمازوں کے آداب۔

۱۰۹

۱۱۵

- ۳۔ تلاوت قرآن کے آداب۔
 ۴۔ نیم جمعرت کے آداب۔
 ۵۔ نماز جنائزہ کے آداب۔
 ۶۔ میت کے آداب۔
 ۷۔ قبرستان کے آداب۔
 ۸۔ کسوف و خسوف کے آداب۔
 ۹۔ المبرک کے آداب۔
 ۱۰۔ روزہ روزے کے آداب۔
 ۱۱۔ ذکرہ در صدقے کے آداب۔
 ۱۲۔ حج کے آداب۔

تذکرہ بین معاشرت

- ۱۔ والدین سے سلوک کے آداب۔
 ۲۔ ازدواجی زندگی کے آداب۔
 ۳۔ اولاد کی پروردش کے آداب۔
 ۴۔ درستی کے آداب۔
 ۵۔ مبیر بانی کے آداب۔
 ۶۔ فہمانی کے آداب۔
 ۷۔ مجلس کے آداب۔
 ۸۔ سلام کے آداب۔

۳۰۵

۹۔ حیا و تکریم کے آداب۔

۳۱۲

۱۰۔ ملاقات کے آداب۔

۳۱۵

۱۱۔ گفتگو کے آداب۔

۳۱۹

۱۲۔ خط و کتابت کے آداب۔

۳۲۴

۱۳۔ کار و بار کے آداب۔

باب چہارم

دعوت دین

۳۲۹

۱۔ داعیانہ گردار کے آداب

۳۵۰

۲۔ دعوت و تبلیغ کے آداب

۳۴۶

۳۔ تعلیم جماعت کے آداب

۳۴۷

۴۔ قیادت کے آداب

باب پنجم

احسوسات

۳۸۵

۱۔ توبہ و استغفار کے آداب۔

۳۸۶

۲۔ دُعا کے آداب۔

۳۸۸

۳۔ قرآن کی جامع دعائیں۔

۳۸۹

۴۔ نبی کی جامع دعائیں۔

۳۹۰

۵۔ درود و سلام۔

۳۹۱

۶۔ قربانی کی دُعا۔

۳۹۲

۷۔ عقیقۃ النعم کی دُعا۔

۳۹۳

۸۔ زرادیح کی دُعا۔

۳۵۵

۹۔ قنوت نازلہ۔

۳۵۶

۱۰۔ نمازِ حاجت۔

۳۵۷

۱۱۔ حفظ قرآن کی دعا۔

۳۶۰

۱۲۔ فہم قرآن کی دعا۔

۳۶۴

۱۳۔ جسم کا خطبہ۔

۳۶۷

۱۴۔ نکاح کا خطبہ۔

۳۸۱

۱۵۔ استغفارہ۔

۳۸۲

۱۶۔ اسلامی حُسْنی۔

۵۰۶

۱۷۔ مسلمان دعائیں ————— ایک نظری

سلیمانیہ و تہذیب

- ۱۔ طہارت و نظافت کے آداب۔
- ۲۔ صحت کے آداب۔
- ۳۔ لباس کے آداب۔
- ۴۔ کھانے پینے کے آداب۔
- ۵۔ سوتے جانٹنے کے آداب۔
- ۶۔ راستے کے آداب۔
- ۷۔ سفر کے آداب۔
- ۸۔ رنج و غم کے آداب
- ۹۔ خوف و ہراس کے آداب
- ۱۰۔ خوشی کے آداب۔

بَابُ أَوْلَى

حضرت جابر بن زید نے فرمایا
 رایک دن آدمی صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملنے کے لئے ہمارے یہاں
 رونق افرودز ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی گرد و غبار
 میں اٹا ہوا ہے اور اس کے ہال بکھرے ہوئے ہیں۔ آپ نے
 فرمایا یہ کیا اس کے پاس کوئی کنگما نہیں ہے کہ یہ اپنے بالتوں
 کو بن سنوارے؟“

اور ایک دوسرے آدمی پر آپ کی تظریبی، جس کے
 کپڑے انتہائی گندے تھے۔ آپ نے فرمایا مدد کیا اس کو وہ چیز
 بھی میسر نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو کر صاف
 کر لے؟“

(شکوحة المصايح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طہارت و نظافت کے آداب

خدا نے ان لوگوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے جو طہارت اور پاکیزگی کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں اور قبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے «طہارت اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے» یعنی آدھا ایمان تھے ہے کہ آدمی روح کو پاک صاف رکھے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی جسم کی صفائی اور پاکی کا خیال رکھے روح کی طہارت و نظافت یہ ہے کہ اس کو کفر و شرک اور مصیت و ضلالت کی نجاستوں سے پاک کر کے، صالح حقائد اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور جسم کی طہارت و نظافت یہ ہے کہ اس کو ظاہری ناپاکیوں سے پاک و صاف رکھ کر نظافت اور سلیقے کے آداب سے آراستہ کیا جائے۔

- ۱۔ سو کرنے کے بعد ہاتھ دھونے ب بغیر پانی کے پرتن میں ہاتھ نہ ڈالنے کیا معلوم سوتھے میں آپ کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہو،
- ۲۔ غسل خلنے کی زمین پر پیشاب کرنے سے پر بغیر کچھیے، بالخصوص جب

غسل خانے کی زمین کچھی ہو،

۳۔ ضروریات سے فراغت کے لئے ن قبلہ رُخ بیٹھنے اور ن قبلہ کی طرف پہنچنے کیجئے فراغت کے بعد ڈھینے اور پالی سے استنجا کیجئے یا صرف پالی سے طہارت حاصل کیجئے۔ لپڑ، ٹھی اور کوئلے دغیرہ سے استنجا کیجئے اور استنجے کے بعد صابون یا بھٹی سے خوب اچھی طرح ہاتھ دھولیجئے۔

۴۔ جب پیشاب پاخانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھانے نہ بیٹھنے فراغت کے سمجھکر کھانا کھائیے۔

۵۔ کھانا دغیرہ کھانے کیلئے دایاں ہاتھ استعمال کیجئے دھنو میں بھی دائیں ہاتھ سے کام لیجئے اور استنجا کرنے اور ناک دغیرہ صاف کرنے کیلئے بایاں ہاتھ استعمال کیجئے۔

۶۔ زم جگہ پہ پیشاب کیجئے تاکہ چھپیشیں نہ اڑیں اور ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیجئے۔ ہاں اگر زمین بیٹھنے کے لائق نہ ہو یا کوئی اور واقعی مجبوری ہو، تو کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں لیکن عام حالات میں یہ ٹڑی گندی حادث ہے جس سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہئے۔

۷۔ ندی، نہر کے گھاٹ پر، عام راستوں پر اور سایہ دار مقامات پر قضاۓ حاجت کے لئے نہ بیٹھنے اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور ادب و تہذیب کے بھی خلاف ہے۔

۸۔ جب پاخانے جاتا ہو تو جو تاپہن کر اور سر کو ٹوپی دغیرہ سے ڈھانپ کر جائیے اور جلتے وقت یہ دھا پڑھیئے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّجْبَثِ وَالنَّجْبَاثِ۔ (بخاری مسلم)

«خدا یا! تیری پناہ پاہتا ہوں شیطانوں سے، ان شیطانوں سے بھی جو مدد گر ہیں

اور ان سے بھی جو موانت ہیں تو

اور حب پا خانے سے ہا ہر آئیں تو یہ دعا پڑھئے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اذْهَبْ عَنِّي الْأَذْنَى وَخَافَّاً فِي۔ (نسائی ابن ماجہ)

”خدا کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی اور مجھے مافیت بخشی کی۔“

۹۔ ناک صاف کرنے یا بلغم تنفس کرنے کے لئے احتیاط کے ساتھ اگالہ انستگال کیجئے یا لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اپنی ضروریات پوری کیجئے۔

۱۰۔ پار پار ناک میں انگلی ڈالنے اور ناک کی گندگی بھالنے سے پرہیز کیجئے۔ اگر ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اچھی طرح الطینان سے صفائی کر لیجئے۔

۱۱۔ زر و مال میں بلغم تنفس کر لئے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے یہ بڑی گمناواری عاد ہے۔ الایہ کہ کوئی بجیو رہی ہو۔

۱۲۔ مُنْهَى میں پان بھر کر اس طرح پاتیں نہ کیجئے کہ مخاطب پر چھڈیں اُڑیں اور اُسے تکلیف ہو، اسی طرح اگر تمباکو اور پان کشوت سے کھاتے ہوں تو منہ صاف رکھنے کا بھی انتہائی اہتمام کیجئے اور اس کا بھی لحاظ رکھیجئے کہ بات کرتے وقت اپنا منہ مخاطب کے قریب نہ لے جائیں۔

۱۳۔ دضو کافی اہتمام کے ساتھ کیجئے اور اگر ہر وقت ممکن فہر تو اکثر پا دضور ہے لی کوشش کیجئے۔ جہاں پانی میسر نہ ہو تبکم کر لیا کیجئے، اسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھ کر دضو شروع کیجئے اور دضو کے درود ان یہ دعا پڑھیجئے۔

اَشْهَدُ اَنَّ لَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ كَلَّا شَرِيكَ لَهُ فَأَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا اَعْبُدُهُ كَمَا وَرَسُولُهُ الَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ النَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي
مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ - (ترمذی)

”دیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں“ یہ مکتبہ ہے اور اس کا
کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بنی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے
اور اس کے رسول ہیں، خدا یا مجھے ان لوگوں میں شامل فرمایا جو بہت زیادہ توبہ
کرنے والے اور بہت زیادہ پاک رخصاف رہنے والے ہیں ॥

اور دنبو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِسْمِ مُحَمَّدٍ أَكَفَرُ
أَسْتَغْفِرُ لَهُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ - (نسانی)

”خدا یا ا تو پاک دربار ہے اپنی حمد و شناکے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ
کوئی معبود نہیں مگر توبی ہے میں تجوہ سے مفتر کا طالب ہوں اور تیری طرف
رجوع کرتا ہوں ॥“

نبی کا ارشاد ہے ”قیامت کے روز میری امت کی نشانی یہ ہوگی کہ ان
کی پیشانیاں اور دنبو کے اختصار نور سے بگزار ہے ہوں گے پس شخص
اپنے نور کو پڑھانا چاہے بڑھا لے“ (نجاری مسلم)

۱- پابندی کے ساتھ مسوک کیجیے نہیں ہ کا ارشاد ہے کہ اگر مجھے امت کی
تمکیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر چیز میں ان کو مسوک کرنے کا حکم دیتا۔ ایک
مرتبہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جن کے دانت پہلے ہو رہے تھے۔ آپ نے دیکھا تو

ناید فرمائی کہ مسوک کیا کرو۔

۱۵- ہفتہ میں ایک بار تو ضروری غسل کیجئے جبکہ سکے دن غسل کا اہتمام کیجئے اور صاف سترے کپڑے سے پہن کر جبصہ کی نماز میں شرکت کیجئے، بنی ہل نے فرمایا امانت کی ادائیگی آدمی کو حیثیت میں لے جاتی ہے، صحابہ نے پوچھایا رسول اللہ امانت سے کیا مراد ہے۔ فرمایا، ناپاکی سے پاک ہونے کے لئے غسل کرنا اس سے ٹردہ کر خدا نے کوئی امانت مقرر نہیں کی ہے لہیں جب آدمی کو نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کرے۔

۱۶- ناپاکی کی حالت میں نہ مسجد میں جائیے اور نہ مسجد میں سے گزر جائیے۔ اور اگر کوئی اور صورت ممکن ہی نہ ہو تو پھر یہ سفر کے مسجد میں جائیے یا گذر جائیے۔
۱۷- بالوں میں قیل ڈالنے اور کنکھا کرنے کا بھی اہتمام کیجئے دائرہ کے بڑے ہوئے ہے ذہنگے بالوں کو قلبی سے درست کر لیجئے۔ آنکھوں میں سرمه بھی لگائیے۔ ناخون ترشوں نے اور صاف رکھنے کا بھی اہتمام کیجئے۔ اور سادگی اور اعتدال کے ساتھ مناسب زیب و زینت کا اہتمام کیجئے۔

۱۸- چھینکتے وقت گھنہ پر رومال رکھ لیجئے تاکہ کسی پر چھینٹ نہ پڑے چھینکنے کے بعد اللہ عزوجلہ خدا کا شکر ہے، کہیے سنتے والا یعنی حمدلخا اللہ عزوجلہ آپ پر حمد فرمائے۔

کہے اور اس کے جواب میں یہ فرمائیک اللہ عزوجلہ آپ کو ہدایت بخیے، کہیے۔

۱۹- خوشبو کا کثرت سے استعمال کیجئے نبی ﷺ خوشبو کو بہت اپنند فرماتے تھے۔ آپ سورکاری کے بعد جب ضروریات سے فارغ ہوتے تو خوشبو ضرور لگاتے۔

صحت کے آداب

ا) صحت خدا کی عظیم نعمت بھی ہے اور عظیم امانت بھی۔ صحت کی قدر کیجئے اور اس کی حفاظت میں کبھی لاپرواہی نہ برٹیں ۔ ایک بار جب صحت بگڑ جاتی ہے تو پھر ٹوپی مشکل سے نبنتی ہے۔ جس طرح حقیر دیکھ بڑے کتب غالوں کو چاٹ کر تباہ کر ڈالتی ہے۔ اسی طرح صحت کے معلمے میں معمولی کی غفلت اور حقیر بیماری زندگی کو تباہ کر ڈالتی ہے۔ صحت کے تقاضوں سے غفلت برتنا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بے حسی بھی ہے اور خدا کی ناشکری بھی۔

انسانی زندگی کا اصل جو ہر عقل و اخلاق اور ایمان و شعور ہے، اور عقل و اخلاق اور ایمان و شعور کی صحت کا دار و مدار بھی ٹوپی صحت تک جسمانی صحت پر ہے عقل و دماغ کی لشونی، فضائل اخلاق کے تقاضے، اور دینی فرائض کو ادا کرنے کے لئے جسمانی صحت بیشاد کی جیشیت رکھتی ہے۔ کمزور اور ضریبی جسم میں عقل و دماغ بھی کمزور ہوتے ہیں۔ اور ان کی کارگزاری بھی نہایت ہی حوصلہ لشکن۔ اور جب زندگی اٹھکوں، دلوں اور حوصلوں سے محروم ہو، اور ارادے کے کمزور ہوں، اجنبیات سردا اور مضمحل ہوں تو الیسی بے رونق زندگی، جسم ناتوان کے لئے دبای جان بن جاتی ہے۔

زندگی میں مومن کو جو اعلیٰ کارنا میں انعام دینا ہیں اور خلافت کی جس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جسم میں جان ہو عقل و دماغ میں قوت ہو، ارادوں میں مضبوطی ہو، حوصلوں میں بلندی ہو، اور زندگی دلوں میں

امنگوں، اور اعلیٰ بندیاں سے بھر لور بوجھت نہ اور زندہ دل افراد سے ہی زندہ قومیں
بنتی ہیں اور ایسی ہی قومیں کارگاہ و حیات میں اعلیٰ فربانیاں پیش کر کے اپنا مقام پیدا
کرتی ہیں اور زندگی کی قدر و عظمت سمجھاتی ہیں۔

۴۔ ہمیشہ خوش و ختم، ہشاش بشاش اور پاچ و پھر بند رہئے۔ خوش باشی خوش اخلاقی
مکراہت اور زندہ دل سے زندگی کو آراستہ، پرکشش اور صحت مند رکھئے، خشم، غصہ اور نجاح
و فکر، حسد، جلن، اپد خواری اتنگ نظری، امردہ دلی اور دماغی الجھنوں سے دور رہئے۔
یہ اخلاقی بیماریاں اور ذہنی الجھنیں معدے کے کوبی طرح متاثر کرتی ہیں اور بعد سے
کافساد صحت کا بدترین دشمن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "یہ سید سے
سادے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو" (مشکراۃ)

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو
بیٹوں کا سہارا لئے ہوئے اُن کے بیچ میں گستاختے ہوئے جا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا
اس بوڑھے کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدا
جائے کی نذر مانی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وَخَذْ لَا إِنْسَانَ
نَهْبَهُ كَيْفَ يَحْنُدُ حَنْدَكُو عَذَابٌ مِّنْ مِثْلِكَ" اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ "سوارہ کر
اپنا سفر پورا کرو"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ مریل چال چال پل رہا ہے۔
آپ نے اس کو روکا اور پوچھا "تمہیں کیا بیماری ہے؟" اس نے کہا "کوئی بیماری
نہیں ہے" آپ نے اپنا درہ اٹھایا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا "راستہ پر
پوری قوت کے ساتھ چل بڑا"

بھی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات سے پرچلتے تو نہایت چھے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے۔ کہ جیسے کسی شیب میں اترد ہے ہول، حضرت عبد اللہ ابن حارث رضی کہتے ہیں 『میں نے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیادہ مسکرا نے والا کو فی شخص نہیں دیکھا۔』 (ترمذی) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جو درعا سکھائی ہے اس کا بھی اہتمام کیجیے۔

اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمَّةِ وَالْحُزُنِ وَالْعُجُزِ وَالْكُسُرِ وَشَأْعَمَ
اللَّذَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ۔ (بخاری، مسلم)

عندایا بیم اپنے کوتیری پناہ میں دنیا ہوں، پریشانی سے غم میں، بیچارگی سے، سستی اور کاہلی سے، قرقی سے بوجھ سے اور اس بات کے لئے کہ لوگ محظوظ دبا کر رکھیں ۹

۳۔ اپنے جسم پر پرداشت کے زیادہ پوچھنے والے سبھائی قوتوں کو صاف نہیں سمجھانی تو توں کا یہ حق ہے کہ ان کی خوافات کی بجائے اور ان کے ان کی پرداشت کے مطابق اعتدال کے ساتھ کام لیا جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے 『انسانی عمل کرو جتنا کر سکنے کی تھا اسے اندر طاقت ہو۔ اس لئے کہ نہ انہیں اکٹا۔ یہاں تک کہ خود تم ہی اکٹ جاؤ۔』 (بخاری)

حضرت ابو قیسؓ فرماتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت صاف ہوئے جب کہ نبی مخاطبہ دے رہے تھے جو حضرت ابو قیس دھرم پر میں کھڑے

ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے حکم دیا تو وہ ساتھی کی طرف ہٹ گئے۔ (الادب المفرد)
اور آپ نے اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی کے جسم کا کچھ حصہ دھونپ میں رہے
اور کچھ سلے میں۔

قبيله باہرہ کی ایک خاتون حضرت مجیدہ زینبیان کرتی ہیں کہ ایک ہمارہ میرے آبا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیہان دین کا علم حاصل کرنے کے لئے گئے۔ اور دو دین کی
کچھ اہم باتیں معلوم کر کے مگر واپس آگئے پھر ایک سال کے بعد دوبارہ آپ صلی
الله علیہ وسلم اہمیں بالکل نہ پہچان سکے تو انہوں
نے پوچھا یا رسول اللہ اکیا آپ نے مجھے پہچانتا نہیں؟ بنی اسرائیل نے فرمایا "وَنَهِيْنَ مَيْنَ نَ
تُو تَهِيْنَ پَهْچَانَا - اپنا تعارف کرو" انہوں نے کہا میں قبیلہ باہرہ کا ایک فرد
ہوں۔ پچھلے سال بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تو قبیلی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا
"یہ تہاری حالت کیا ہو رہی ہے؟" پچھلے سال جب آئے تھے تب تو تہاری شکل و
صورت اور حالت بڑی اچھی تھی؟" انہوں نے بتایا کہ جب سے میں آپ کے پاس
سے گیا ہوں۔ اس وقت سے اب تک برابر روزے رکھ رہا ہوں، اصرف رات میں
کھانا کھاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے خواہ مخواہ اپنے کو عذاب میں ڈالا (اور اپنی محنت
بر باد کر ڈالی) اپھر آپ نے ہدایت فرمائی کہ رمضان میں ہر ہی نیے ببر کے روزے رکھو اور
اس کے علاوہ ہر ہفتے ایک روزہ رکھ لیا کرو۔ انہوں نے کہا "حضور! ایک دن سے
زیادہ کی اجازت دیجئے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہر ہفتے میں دو دن روزہ رکھ لیا کرو۔ انہوں
نے پھر کہا حضور! کچھ اور زیادہ کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا ہر ہفتے میں تین دن"
انہوں نے کہا حضور! کچھ اور اضافہ فرمائے؟ آپ نے فرمایا "اچھا ہر سال مختصر مہینوں میں

روزے رکھو، اور حچھوڑ دو۔ ایسا ہی ہر سال کرو۔ یہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ نے اپنی میں انگلیوں سے اشارہ فرمایا ان کو طایا پھر حچھوڑ دیا۔ اس سے یہ بتا ہا مقصود تھا کہ رحیب، اشوال، ذی قعدہ، اور ذوالحجہ میں روزے رکھا کرو اور کسی سال ناغہ بھی کر دیا کرو) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”مومن کے لئے مناسب نہیں ہے کرو اپنے کو ذلیل کرے“ لوگوں نے پوچھا ”مومن بھلا کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے؟“ ارشاد فرمایا۔ وہ اپنے آپ کو ناقابل برداشت آزمائش میں ڈال دیتا ہے ॥ (ترمذی) ہم۔ ہمیشہ سخت کر شی، جغا کشی، ہخت، مشقت اور بہادری کی زندگی گزاری یعنی ہر طرح کی سختیاں جھیلنے اور سخت سے سخت حالات کا مقابلہ کرنے کی عادت ڈالنے اور سخت جان بن کر سادہ اور صحابہ زندگی گزارنے کا اعتمام کریں۔ آر اس مطلب، سہل انگار، نزاکت پسند، کامل، عیش کوش، پست ہست اور دنیا پرست نہ ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حبیب حضرت معاذ ابن جبلؓ کو یمن کا گورنر بن کر بھیجنے لگے تو ہدایت فرمائی کہ ”معاف! اپنے کو عیش کوشی سے بچائے رکھنا۔ اس لئے کہ خدا کے بندے کے عیش کوش نہیں ہوتے“ (مشکوۃ)

اور حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”سادہ زندگی گزارنا ایمان کی علامت ہے“ (ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سادہ اور صحابہ زندگی گزارتے تھے اور ہمیشہ اپنی صحابہ انتہ قوت کو محفوظا رکھنے اور ٹبرحلنے کی کوشش فرماتے تھے۔ آپ تیرنے سے بھی دلپسی رکھتے تھے اس لئے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین دریش ہوتی ہے۔ ایک بار ایک تالاپ میں آپ اور آپ کے چند صحابی تیر رہے تھے۔ آپ نے تیرنے والوں

میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرمادی، کہ ہر آدمی لپٹے جوڑ کی طرف تیر کر پہنچے چنانچہ آپ کے ساتھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ آپ تیرتے ہوئے ان تک پہنچے اور جا کر ان کی گردان پکڑ لی۔

نبی مسیح کو سواری کے لئے گھوڑا بہت پسند تھا۔ آپ اپنے گھوڑے کی خود خدمت فرماتے اپنی آستین سے اس کامنہ پوچھتے اور صاف کرتے۔ اس کی ایال کے والوں کو اپنی انگلیوں سے بنتے اور فرماتے وہ بھلائی اس کی پیشائی سے قیامت تک کے لئے دابستہ ہے۔

حضرت عقبیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیر حلقاً نا سیکھو۔ گھوڑے پر سوار ہوا کر تیر اندازی کرنے والے مجھے گھوڑوں پر سوار ہونے والوں سے بھی زیادہ پسند ہیں اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دی اس نے خدا کی فتحت کی قادری کی۔ (راجداد اور)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے خطے کے موقع پر مجاہدین کی پاسانی کی اس کی یہ رات شبِ قدر سے زیادہ افضل ہے۔ (حاکم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جبکہ دسری قومیں اس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دستِ خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ تو کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نکھل لینے کے لئے قومیں متعدد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی؟" ارشاد فرمایا۔ نہیں، اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی۔ بلکہ ہم بہت

بڑی تعداد میں ہو گے۔ البتہ تم سیلاپ میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہوں گے۔ تمہارے دمنوں کے دل سے تمہارا عجب تکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں پست ہستی گھر کر لے گی۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ایک پست ہستی کس دیرے سے آجائے گی؟ آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم ذنب سے محبت اور روت سے لفڑت کرنے لگو گے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”بہترین زندگی اس شخص کی زندگی ہے جو اپنے گھوڑے کی پاگیں پکڑے ہوئے خدا کی راہ میں اُس کو اڑاتا پھرتا ہے، جہاں کسی خطرے کی خبر سنی گھوڑے کی پیٹھ پر پیٹھ کر دوڑ گی، قتل اور روت سے ایسا بے خوف ہے گویا اُس کی تلاش میں ہے ہے“ (مسلم)۔ خواتین بھی سخت کوشی اور محنت و شقت کی زندگی گزاریں، گھر کا کام کا ج اپنے ہاتھوں سے کریں۔ چلنے پھرنے اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت ڈالیں، آرام علیبی، سستی اور علیش کوشی سے بہریز کریں۔ اور اولاد کو بھی شروع سے سخت کوش، جغا کش اور سخت جان اللہ نے کی کوشش کریں۔ گھر میں ملازم ہوں نہ بھی اولاد کو بات بات میں ملازم کا سہارا لینے سے منع کریں، اور عادت ڈالوں کر بچے اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ صحابیہ ہوتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ ہادر چی خانے کا کام خود کر تیں۔ چلکی پیٹتیں۔ پانی بھر کر لاتیں، اکپرے دھوکیں سینے پر دنے کا کام کر تیں اور محنت و شقت کی زندگی گزارنیں اور ضرورت پڑنے پر میدان جنگ بیٹی خمبوں کی مردم ہٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحبت بھی بی بی رہتی ہے۔ اخلاق بھی صحبت مندرجہ ہتھے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام

کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر کے کام کاچ میں صرف رہتی ہو، اور جو شوٹ فرداز اس طرح اپنی گھر بیوی داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اس کے چہرے بُشِر سے سُحت کی تھکان بھی نمایاں رہے اور باور چی خانے کی سیاہی اور دھوئیں کا ملگھاپن بھی ظاہر ہو رہا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”میں اور ملکے گالوں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے“

آپ نے شہادت کی انگلی اور زیچ کی انگلی کو ملا تے ہوئے بتایا۔

۴۔ سحر خیزی کی عادت ڈالیئے۔ سونے میں اعتدال کا خیال رکھیئے نہ آنا کم سوئے کہ جسم کو پوری طرح آرام دسکرنے مل سکے اور اعضا میں ہمکان اور ٹمکشی رہے نہ نمازیادہ سوئے کہ سستی اور کامی پیدا ہو۔ رات کو جلد سوئے اور صبح کو جلد اٹھنے کی عادت ڈالیئے۔

صبح انہ کر خدا کی بندگی بجا لائے۔ اور گپن یا میدان میں ٹھہنے اور تفریح کرنے کے لئے نسل جائیے۔ صبح کی تازہ ہوا صحت پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ روزانہ اپنی حمامی قوت کے لحاظ سے مناسب اور یہکی سچلکی دروزش کا بھی اہتمام کیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم باغ کی تفریح کو پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی باغوں میں تشریف رے جاتے تھے۔ آپ نے عشا کے بعد جانے اور گفتگو کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا عشا کے بعد وہی شخص چاگ ملتا ہے جس کو کوئی دینی گفتگو کرنی ہو یا پھر گھروالوں سے ضرورت کی ہاتھیت کرنی ہو۔

۵۔ ضبط نفس کی عادت ڈالئے۔ اپنے بندیات، خیالات، خواہشات اور شہوات پر قابو رکھیئے۔ اپنے دل کو سیکھنے، خیالات کو منتشر ہونے اور ملکاہ کو آوارہ ہونے سے

بچائیے۔ خواہشات کی بے راہ روای اور نظر کی آوارگی سے قلبے دماغِ سکون و عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ایسے چہرے جوانی کے حسن و جمال ملاحظت و کشش اور مردانہ صفات کی دلکشی سے محروم ہو جاتے ہیں اور پھر وہ زندگی کے ہر میدان میں پست ہوت، پست ہو صلمہ اور بزدل ثابت ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

آنکھوں کا زنا بد مسکا ہی اور زبان کا زنا ہے جیانی کی گفتگو سے نفس تقاضتے کرتا ہے اور شرم مسکا یا تواں کی تصدیق کر دیتی ہے یا انگریب ۔۔۔
کسی حکیم و دانانے کہا ہے۔

مسلمانوں ابد کاری کے قریب نہ پہنچو، اس میں چھڑ خرابیاں ہیں۔ تین خرابیاں تو دنیا کی ہیں اور تین آخوندگی کی۔ دنیا کی تین خرابیاں یہ ہیں کہ اس سے ۔۔۔
وَآدميَ كَمْ كَمْ يَعْصِي إِنَّمَا يَعْصِي إِنَّمَا يَعْصِي إِنَّمَا يَعْصِي
وَآدمی کے چہرے کی رونق اور رشش جاتی رہتی ہے۔
وَآدمی پُر فقر و افلاس کی صیبیت نازل ہوتی ہے۔
وَآدمی کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔

۶۔ لشہر آور چیزوں سے بچئے۔ لشہر آور چیزوں دماغ کو بھی متاثر کرتی ہیں اور محدث کو بھی۔ شراب تو خیر حرام ہے ہی اس کے علاوہ بھی جو لشہر لانے والی چیزوں ہیں ان سے بھی پر ہمیز کھجھے۔

۷۔ ہر کام میں اختدال اور سادگی کا لحاظ رکھیے، جسمانی محنت میں دماغی کا دش میں، اند واجہی تعلق میں، کھانے پینے میں، سوچنے اور آرام کرنے میں۔ فکر مندر ہٹنے اور منہنے میں، تغیریج میں اور عبادت میں، رفتار اور گفتار میں غرض ہر چیز میں اختدال اختیار کر جیئے۔

اور اس کو خیر و خوبی کا سرچشمہ تصور کریجئے ہے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے «خوشحالی میں میانہ روای کیا ہی خوبی کے نادری
میں اعتدال کی روشنی کیا ہی بھلی ہے۔ اور عبادت میں درمیانی روشنی کیا ہی بہتر ہے»
(مسند بزار، کنز العمال)

۱۔ کھانا ہمیشہ وقت پر کھائیے۔ پر خوری سے بچئے۔ ہر وقت منہ چلاتے رہنے سے
پرہیز کریجئے۔ کھانا بھوک لگنے پر ہی کھائیے اور حب کچھ بھوک باقی ہو تو اٹھ جائیے۔ بھوک
سے زیادہ تو ہرگز نہ کھائیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنٹوں میں کھاتا ہے» (ترمذی)
صحبت کا دار و مدار معدہ کی محنتندی پر ہے اور زیادہ کھانے سے مسدہ
خراب ہو جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تمثیل میں اس کو یوں واضح فرمایا ہے۔
”معدہ بدن کے لئے حوصل کی مانند ہے اور رگیں اس حوصل سے سیراب ہونے
والی ہیں پس اگر معدہ صحیح اور تندرست ہے تو رگیں بھی صحبت سے سیراب نہیں گی
اور اگر معدہ ہی خراب اور بیمار ہے تو رگیں بیماری چوپ کر نہیں گی۔ (بیہقی)
کم خوری کی ترغیب دیتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ”ایک
آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے۔“

۲۔ ہمیشہ سادہ کھانا کھائیے۔ بغیر چینے ہوئے آٹے کی روٹی کھائیے۔ زیادہ
گرم کھانا کھانے سے بھی پرہیز کریجئے۔ مصالوں، اچھاروں اور ضرورت نے نیادہ لذت
طلبی سے پرہیز کریجئے۔

الیسی غذاوں کا اہتمام کیجئے جو زد و سمند اور سادہ ہوں اور جن سے جسم کو صحت

اور توانائی ملے۔ محض لذت طلبی اور زیان کے چھپاروں کے پیچے نظر ڈالیے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کہنے آئے کی روئی پسند فرماتے۔ زیادہ پتلی اور میدے سے
کی چپاٹی پسند نہ فرماتے۔ بہت زیادہ گرم کھانا جس میں سے بھاپ نکلتی ہوتی نہ کھاتے
بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار فرماتے۔ گرم کھانے کے بارے میں کبھی فرماتے کہ خدا نے
ہم کو آگ نہیں کھلانی ہے اور کبھی ارشاد فرماتے گرم کھلنے میں برکت نہیں ہوتی۔
آپ گوشت پسند فرماتے خاص طور پر دست، گردان اور پیپر کا گوشت مخوب تھا
و حقیقت جسم کو قوت بخشنے اور مجاہد ان مزاج بنانے کے لئے گوشت ایک اہم اور لازمی
خواہ ہے۔ اور مومن کا سینہ سہر وقت مجاہد ان جذبات سے آباد رہتا چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «بُرْ شَخْصٌ خَدَّا كَيْ رَاهَ مِنْ جَهَادِكَيْ بَغْيَرِ مَرْجِيَا اور اس
کے دل میں اس کی آرزو بھی نہیں تھی وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مراک» (مسلم)
۱۲۔ کھانا نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ خوب چبا چپا کر کھائے۔ غم، غصہ، رنج
اور گھبراہٹ کی حالت میں کھانے سے پر بیز کیجیے۔ خوشی اور ذہنی سکون کی حالت میں
اطمینان کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے وہ جسم کو قوت پہنچاتا ہے اور رنج و فکر اور
گھبراہٹ میں جو کھانا لکھلا جاتا ہے وہ معده پر بُر اثر ڈالتا ہے اور اس سے جسم کو
حاطر خواہ قوت نہیں مل پاتی۔ دستر خوان پرنہ تو بالکل غاموش فردہ اور غمزدہ ہو کر
بیٹھنے اور نہ خد سے ٹبر می ہوئی خوش طبعی کا منظاہرہ کیجیے کہ دستر خوان پر کہتے ہے بلند
ہونے لگیں۔ کھانے کے دوران قہقہے لگانا بعض اوقات یا جان کے لئے خطرہ کا
باعث بن جاتا ہے۔

دستر خوان پر اعتدال کے ساتھ ہنسنے بولتے رہیے، خوشی اور نشاط کے ساتھ کھانا

کھائیے اور خدا کی دلی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیجئے اور حب بیمار ہوں تو پڑھیز بھی پورے اہتمام سے کیجئے۔

اُتم منذر رضا کستی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے ہماں سے یہاں کم جو رکے خوشے لٹک رہے تھے۔ حضور انہیں سے تناول فرمانے لگے حضرت علیؓ وہ بھی آپ کے سہراہ تھے وہ بھی نوش فرمانے لگے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رد کر دیا، کہ تم ابھی بیماری سے اُٹھئے ہو تم مت کھاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اُڑک گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے رہے، اُتم منذر رضا کستی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو اور چند رکے کر پکائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ نے فرمایا یعنی ایہ کھاؤ یہ تمہارے لئے مناسب کھانا ہے۔ (شامل ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ خواں پر حب کوئی مہمان ہوتا تو آپ بار بار اس سے فرماتے جاتے، کھائیے، اور کھائیے، جب مہمان خوب سیر ہو جاتا اور سبے حد المکار کرتا تب آپ اپنے اصرار سے بازگتے ۶

یعنی آپ نہایت خوشگوار فضنا اور خوشی کے ماحول میں مناسب گفتگو کرتے ہوئے کھانا تناول فرماتے۔

۳۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دری قیلو لہ کیجئے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دری چیل قدمی کیجئے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً کوئی سخت قسم کا دماغی یا جسمانی کام ہرگز نہ کیجئے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے تَعْدَى تَدَّى تَعْشَ تَمَسَّ۔ دوپہر کا کھانا کھاؤ تو دراز ہو جاؤ رات کا کھانا کھاؤ تو چیل قدمی گرو۔ ۴۔ آنکھوں کی حفاظت کا پورا اہتمام کیجئے۔ تیز روشنی سے آنکھیں بخراپیے۔

سورج کی طرف نگاہ جماعت دیکھئے۔ زیادہ مدد یا زیادہ تیز روشی میں نہ پڑھیے ہمیشہ صاف اور معتدل روشنی میں مطابعہ کیجیے۔ زیادہ جانے سے بھی پہنچنے کیجیے۔ دھول غبار سے آنکھوں کو بچائیے۔ آنکھوں میں سرمه لگائیے اور ہمیشہ آنکھیں صاف رکھنے کی کوشش کیجیے۔ کھیتوں، باغوں اور سبزہ زاروں میں سیر و تفریح کیجیے۔ سبزہ دیکھنے سے نگاہوں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ آنکھوں کو بند نگاہی سے بھی بچائیے۔ اس سے آنکھیں بے رونق ہو جاتی ہیں اور صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔» مومن کافر من ہے کہ وہ خدا کی اس نعمت کی قدر کرے۔ اس کو خدا کی رحمتی کے مطابق استعمال کرے، اسکی حفاظت اور صفائی کا اہتمام رکھے۔ وہ ساری تدبیری اختیار کرے جن سے آنکھوں کو فائدہ پہنچتا ہو۔ اور ان بالوں سے بچا رہے جن سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ اسی طرح جسم کے دوسرے اعضا اور قومی کی حفاظت کا بھی خیال رکھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ «لوگو! آنکھوں میں سرمه لگایا کرو۔ سرمه آنکھ کے سیل کو دور کرتا ہے اور بالوں کو آگاتا ہے۔ (ترمذی)

۱۵۔ دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجیے۔ دانتوں کے صاف رکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہامنے پر اچھا اثر پڑتا ہے اور دانت مضبوط بھی ہتھی ہیں۔ مسوак کی عادت ڈالنے، منجم وغیرہ کا بھی استعمال رکھیے، پان یا نسبا کو وغیرہ کی کثرت سے دانتوں کو خراب نہ کیجیے۔ کھانے کے بعد بھی دانتوں کو اچھی طرح صاف کر لیا کیجیے۔

دانت گندے رہنے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے نبی ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ حبیب نبینہ سے بیدار ہوتے تو مسوک نے اپنا مسٹر صاف فرماتے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی کہتی ہیں کہ «ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دخوا کا پانی اور مسوک تیار رکھتے تھے جس وقت بھی خدا کا حکم ہوتا آپ اللہ ہمیشہ تھے اور مسوک کرتے تھے۔ پھر دخوا کے نماز ادا فرماتے تھے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم لوگوں کو مسوک کرنے کے بارے میں بہت تاکید کر پہکا ہوں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا «مسوک نہ کو صاف کرنے والی اور خدا کو راضی کرنے والی ہے۔ (نسانی)

آپ کا ارشاد ہے: «اگر میں اپنی امت کے لئے شان نہ بھجنتا تو میں ہر نماز کے وقت مسوک کرنے کا حکم دیتا۔ (راہبو داؤن)

ایک بار آپ سے ملنے کے لئے کچھ سلمان خدمت میں حاضر ہوئے۔
کے دامن صاف نہ ہونے کی وجہ سے پیلے ہو رہے تھے۔ آپ کی نظر پڑی
فرمایا تھا: میرے دامن پیلے پیلے کیوں نظر آ رہے ہیں؟ مسوک کیا کر
(سنند احمد)

۱۶۔ بول و براز کی حاجت ہو تو فوراً حاجت پوری کیجئے۔ ان ضرورتوں کو دے
سے مدد سے اور دماغ پر نہایت بُرے اثرات پڑتے ہیں۔

۱۷۔ پاکی، طہارت اور نظافت کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ قرآن حکیم میں ہے: «ان لوگوں کو اپنا محبوب بنانا ہے جو بہت زیادہ پاک و صاف رہتے ہیں۔» (التوبہ)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "صفائی اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے" ۱۷
 صفائی اور پاکیزگی کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت
 کے تفصیلی احکام دیے ہیں اور ہر معاملے میں طہارت و نقاوت کی تاکید کی ہے۔
 کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر کھیئے۔ ابھیں گندہ ہونے سے بچائیے اور مکھیوں
 سے ہناظت کیجیئے۔ برتنوں کو صاف سترار کیجیئے۔ لباس اور لیٹنے بیٹھنے کے بستر دل کو
 پاک صاف رکھیے، اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں صاف سترار کیجیئے۔ جسم کی صفائی نکلے لئے
 وضو اور غسل کا اہتمام کیجیئے۔ جسم اور لباس اور ضرورت کی ساری چیزوں کی صفائی اور
 پاکیزگی سے روح کو بھی سرو و نشاط حاصل ہوتا ہے اور جسم کو بھی فرحت اور
 تازگی ملتی ہے اور بھیثیت بھومنی انسانی صحت پر اس کا نہایت ہی خوشگوار اثر
 پڑتا ہے۔

حضرت عذری ابن حاتم رضا فرماتے ہیں جب سے میں اسلام لایا ہوں ہر نماز کے
 لئے پاوضور ہتا ہوں۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ سے پوچھا کہ تم مجھ سے پہلے
 جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟ بولے یا رسول اللہ! میں جب بھی اذان کہتا ہوں تو دو
 رکعت نماز ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جب دو قوت بھی وضو ٹوٹتا ہے تو رُ انیا وضو کر کے
 ہمیشہ پاوضور ہنہ کی کوشش کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ہر مسلمان پر خدا کا
 یہ حق ہے کہ ہر صفتی میں ایک دن غسل کیا کرے اور اپنے سر اور بدن کو دھو یا
 کرے ۲۸ (بخاری)

لباس کے آداب

۱۔ لباس ایسا پہنئے جو شرم و حیا، غیرت و شرافت اور جسم کی ستر یا پوششی اور حفاظت کے نفع حصول کو پردازے اور جس سے تمہاری سلیمانیہ اور زینت و جمال کا اظہار ہو۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

یَعْلَمُ ادْكَرْ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ بِيَمِنْ سَوْا إِنْ كُمْ قَرِيبُ شَاءَ

(الاعراف)

”اسے اولاد آدم باہم نے تم پر لباس تاریں کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصول کو دعا ہے اور تمہارے لئے زینت اور حفاظت کا ذریعہ بھی ہو۔“

رش دراصل پوندے کے پردن کو کہتے ہیں۔ پوندے کے پراسی کے لئے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہیں اور جسم کی حفاظت کا بھی۔ عامہ میں رش کا فقط جمال و زینت اور عمدہ لباس کے لئے بولا جاتا ہے۔

لباس کا مقصد زینت و آرائش اور سوسی اثرات سے حفاظت بھی ہے لیکن اولین مقصد قابل شرم حصول کی ستر یا پوششی ہے۔ خدا نے شرم و حیا انسان کی فطرت میں پیدا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم اور حضرت حجۃ علیہما السلام اے جنت کا لباس فاخرہ اتروایا گی تو وہ جنت کے درختوں کے چوپن سے اپنے

جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ اس لئے بس میں اس مقصد کو سب سے مقدم کیجئے اور ایسا بس منتخب کیجئے جس سے ستر پوشی کا مقصد بخوبی پورا ہو سکے۔ ساتھ ہی اس کا بھی ستمام رہے کہ بس موسیٰ اثرات سے حیثیت کی خفاظت کرنے والا بھی ہو، اور ایسا سلیمانی کا بیان ہو جو زینت و حمال اور تہذیب کا بھی ذریعہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اُسے پہن کر آپ کوئی عجور برپا کھلوتا ہیں اور لوگوں کے لئے ہنسی اور دل لگی کا موضوع مہیا ہو جائے۔

۲۔ بس پہنچنے وقت یہ ہو جائے کہ یہ دہ نعمت ہے جس سے خدا نے صرف انسان کو فواز رہا۔ دوسری مخلوقات اس سے محروم ہیں اس انتیازی بخشش و انعام پر خدا کا ٹکر ادا کیجئے اور اس انتیازی انعام سے سرفراز ہو کر کبھی خدا کی ناشکری اور نافرمانی کا عمل نہ کیجئے لہاس خدا کی ایک زبردست نشانی ہے۔ بس پہنچنیں تو اس احساس کو تازہ کیجئے اور جذباتِ ٹکر کا اظہار اس دعا کے الفاظ میں کیجئے جو ہم نے مومنوں کو سکھائی ہے۔

۳۔ پہنچنے والے بس تقویٰ کا والے بس ہے۔ تقویٰ کے بس سے باطنی پاکیزگی بھی مراد ہے اور ظاہری پاکیزگاری کا والے بس بھی یعنی ایسا بس پہنچنے جو شرعیت کی نظر میں پاکیزگار دل کا والے بس ہو جس سے کبر و غرور کا اظہار نہ ہو، جو نہ عورتوں کے لئے مردوں سے مشاہدہ کا ذریعہ ہو اور نہ مردوں کے لئے عورتوں سے مشاہدہ کا۔ ایسا بس پہنچنے جس کو دیکھ کر محسوس ہو سکے کہ بس پہنچنے والا کوئی خدا نہ اور بھلا انسان ہے اور عورتیں بس میں ان مردوں کا لحاظ کریں جو شرعیت نے ان کے لئے مقرر کی ہیں اور مرد ان مردوں کا لحاظ کریں جو شرعیت نے ان کے لئے مقرر کی ہیں۔

ہم۔ نیا لباس پہننیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا افہار کیجئے کہ خدا نے اپنے فضل و کرم سے یہ کپڑا عنایت فرمایا۔ اور شکر کے بذیات سے ارشاد ہو کر نیا لباس پہلنے کی وہ دعا پڑھنے جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید رضی خدا نے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، گرتا یا پادر پہنتے تو اس کا نام لے کر فرماتے۔

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسُوتَنِي، أَسْتَلْكَ خَبْرَةً وَخَيْرَ مَا
صَنَعْتَهُ وَأَغُوذُ بِكَ مِنْ شَرٍّ وَلَا يُمَكِّنُنِي مَا صَنَعْتَهُ۔ (ابوداؤد)

”خدایا تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنا دیا۔ میں مجھ سے اس کے خیر کا خواہاں ہوں اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس بُرے پہلو سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔“

و عما کا مطلب یہ ہے کہ خدا یا تو مجھے توفیق دے کے کہ میں تیرا بختا ہو ایہ لباس انہی مقاصد کے لئے استعمال کروں جو تیرے نزدیک پاکیزہ مقاصد ہیں۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس سے اپنی سر لوپشی کر سکوں، اور بے شرمی، بے حیالی کی باتوں سے اپنے ظاہر و باطن کو محفوظ رکھ سکوں، اور شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے میں اس کے ذریعے اپنے جسم کی حفاظت کر سکوں، اور اس کو زینت و جمال کا ذریعہ بنانے کو سکوں، اکپڑے پہن کر نہ تو دسروں پر اپنی بڑائی بجتا دیں، نہ غرور اور تکبر کروں، اور نہ تیری اس فتحت کو استعمال کرنے میں شریعت کی ان حدود کو توڑوں جو تو نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔

حضرت عمر رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”بُجُونْخُصْ نَسْ كَپڑے پہنے اگر وہ گنجائش رکھتا ہو تو اپنے پرائی کپڑے کسی غرب
کو خیرات میں دیدے۔ اور نئے کپڑے پہننے وقت یہ دعا ہے۔
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كَسَانِيْ مَا أُوْارِيْ بِهِ حَوْرَتِيْ وَأَجْعَلْ بِهِ
فِي حَيَاةِ -

”ساری تعریف اور محمد اس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑے
پہنائے، جس سے میں اپنی سترلوٹی کرتا ہوں، اور جو اس زندگی میں میر سبھے لئے
حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہے ॥

جو شخص بھی نیا لباس پہننے وقت یہ دعا ہے گا۔ خدا تعالیٰ اس کو زندگی میں
بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھے گا۔ (ترمذی)

۵۔ کپڑے پہننے وقت سیدھی جانب کا خیال رکھیے، قبیص اکرنا، شیروانی اور کوٹ
وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھی آستین پہنیے اور اسی طرح پائچا مر وغیرہ پہنیں تو پہلے
سیدھے پہریں پائیں پھر ڈالئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قبیص پہننے تو پہلے سیدھا ہاتھ
سیدھی آستین میں ڈلتے۔ اور کپڑا کٹا ہافھڑا اٹی آستین میں ڈلتے۔ اسی طرح جب آپ
بُجُونْخُصْ تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوڑتے میں ڈالتے پھر کٹا پاؤں اٹتے جوڑتے میں
میں ڈالتے اور جوڑنا آتارتے وقت پہلے اٹا پاؤں جوڑتے سے نکالتے پھر سیدھا
پاؤں نکالتے۔

۶۔ کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی موذنی جانلو
ہو اور خدا نخواستہ کوئی ایذا پہنچا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایک جنگل میں اپنے
موذنے کے پہن رہے تھے۔ پہلا موذن پہننے کے بعد حب آپے دوسرا موذن پہننے کا ارادہ فرمایا۔

تو کو آج پشا اور وہ موزہ المعاشر کرائیں گی۔ اور کافی اوپر لے جا کر اس سے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اوپر چالنے سے نجیقے گرا انوگرنے کی چھوٹ سے اس نیں کے ایک سانپ درج ہاڑا ہے دیکھ کر آپ نے خدا گمراہ کردا کیا اور ارشاد فرمایا "ہر سلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب موزہ پہنچنے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے" (رطبرانی)

۔ لباس سفید پہنچنے سفید لباس مردوں کے لئے زیادہ پسندیدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "سفید کپڑے پہنچا کرو۔ یہ بہترین لباس ہے۔ سفید کپڑا ہی زندگی میں پہنچنا پاہیزے اور سفید ہی کپڑے میں مردوں کو دفن کرنا چاہیے" (رقمہ می)

لیکن اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا "سفید کپڑے پہنچا کرو۔ اس لئے کہ سفید کپڑا زیادہ صاف سخراہت ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کھنڈایا کرو"۔ زیادہ صاف سخراہت ہے سخراہت ہے کہ اگر اس پر ذرا ساداغ دصیرہ بھی لگکے تو فوڑا صوک ہو جائیں گے۔ اور آدمی فرزاد صور کر صاف کر لے گا اور اگر کوئی رنجھیں کپڑا ہو سکا تو اس پر داغ دصیرہ جلد نظر نہ آسکے گا اور جلد دصوٹ کی طرف توبہ نہ ہو سکے گی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہنچا کر تھے تھے یعنی آپ نے خود بھی سفید لباس پسند کیا اور اسست کے مردوں کو بھی اسی کے پہنچنے کی ترغیب دی۔

۔ پانچاہرہ اور لگنی وغیرہ شخصوں سے اونچا کر کیے جو لوگ غرور و تکبیر میں اپنا پا سجا سہ اور لگنی وغیرہ لشکار یعنی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں وہ ناکام اور نامراد لوگ ہیں اور سخت عذاب کے سخن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ اقبال کے دن نہ تو اُن سے ہات کرے گا ان کی طرف نظر فرمائیں گا اور زان کو پاک و صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا۔ بلکہ ان کو انتہائی دردناک عذاب دے گا، حضرت ابو فویض علیہ رحمۃ اللہ علیہ

نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ نے اکام و نامرا دلوگ کون میں؟
ارشاد فرمایا۔

”ایک وہ جو غرور اور تکبیر میں اپنا تمہینہ لٹکنے والے نہیں ہے۔
دوسراؤہ شخص ہے جو احسان جاتا ہے۔

اور تیسرا اوہ شخص ہے جو جموی قسموں کے سماں سے لذتی تجارت کر جو کام پہاڑتا
ہے۔ (مسلم)

”حضرت عبید ابن خالدؑ اپنا ایک واقع بیان فرماتے ہیں“ میں ایک بارہ میرہ منورہ
میں جا رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ کہتے سن“ اپنا تمہینہ اور امثالو۔ کہ اس
سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محظوظ رہتا ہے اور باطنی نجاست سے بھی۔“ میں نے
گروہ پھیر کر جو دیکھا تو دی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابیر تو
ایک معمولی سکی چادر ہے۔ بولا اس میں کیا تکبیر اور غرور ہو سکتا ہے؟“ بنی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا“ کیا تمہارے لئے میری انسانی ضروری نہیں ہے؟“ میں نے نبی موسیٰ کے
الفاظ سے تو قوڑا میری نگاہ آپ کے تمہینہ پر پڑی میں نے دیکھا کہ آپ کی تمہینہ نصت
پنڈتی تک اونچی ہے۔“

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”لٹکنے سے اونچا پا نجاہر اور لٹکنے وغیرہ رکھنے سے
آدمی ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاستوں سے محفوظ ہو جاتا ہے“ بہراہی معنی غیرہ ہے
اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کپڑا نیچے لٹکے گا تو راستے کی گندگی سے میلا اور خراب ہو گا۔
پاک صاف نہ رہ سکے گا اور یہ رات ذوق طہارت و نظافت پر نہایت گراں ہے۔ پھر
ابسا کرنے کا بڑا غرورگی وہ جس سے ہوتا ہے اور کبڑا غرور باطنی گندگی ہے اور اگر یہ صفتیں د

بھی ہوں تو مون کے لئے تو ہر فرمان ہی سب کچھ ہے کہ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں
تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ۔ (القرآن)
اور ابو داؤد کی حدیث میں تو آپ نے اس کی ٹبری ہی کا وہ خیز سزا بیان فرمائی ہے۔
آپ نے فرمایا۔

”مُؤْمِنٌ كَاتِبٌ هُنَّا بَنَادِقٌ لِّتَكَوَّنُ
بَيْهِ كُوَفَّى مَصْنَعَهُ نَهْيَنَ لَكِنْ حَوْلَ سَعْيِهِ
جُوْخَنْسُ غَرْدَارُ وَغَمْنَدُ مِنْ أَنْتَ كَيْرَى
أَسْ كَيْ طَرْفَ نَظَارَهَا كَرْبَجَى شَرْدَيْسَى كَانَ“

۹۔ رشیمی کپڑا نہ پہنے یہ عورتوں کا لباس ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو
عورتوں کا سالہاس پہنئے اور ان کی سی شکلِ صورت بندگی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔
حضرت عمر رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”رشیمی لباس نہ پہنو کرجو اس کو دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو نہ پہن سکے گا۔

د) خواری (سلم)

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ نے تحفے میں بھیجا تھا۔

”اس رشیمی کپڑے کو بھاڑ کر اور اسکے دوپٹے بن کر ان فاطماؤں میں تقسیم کر دو۔“ (سلم)

لہ یہ کپڑا آپ کو اگبدر، دوسرے کے حکمران نے تحفے میں بھیجا تھا۔

۳) فاطماؤں سے مرا دریں قابلِ احترام ٹوٹن ہیں۔

(۱) فاطمہ زہراؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوامی بیٹی اور حضرت علیؓ کی زوجہ محترمہ۔

(۲) فاطمہ زہرت اسدؓ حضرت علیؓ کی والدہ محترمہ۔

”ظیرہ نہ سرت جنے۔“ (صحیح البخاری) اسرار حرمہ و حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین کے لئے رسمی کپڑا پہننا پسندیدہ ہے اسی لئے آپ نے حکم دیا کہ خواتین کے دوپٹے ہنادو درہ کپڑا تو دوسرے کا ہون میں بھی آسکن ہے۔
 ۱۰۔ حور تیس لیے ہاریک کپڑے نہ پہنیں جبکہ ہیں سے بدھ جائیں۔ اور نہ ایسا پچھت
 بیاس پہنیں جبکہ ہیں سے بدھن کی ساخت اور زیادہ پرکشش ہو کر نہایاں ہو، اور وہ کپڑے سہن
 کر بھی نگی نظر آئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آبرو باختہ حور تیس کو حبہ تنگ انعام کی خبر دی
 ہے۔

”وَهُوَ حُورٌ تِّينَتِيٌّ ہیں جو کپڑے سہن کر بھی نگی رکھتی ہیں وہ سروں کو جھالتیں اور خود وہ رسول پر کھجتی
 ہیں۔ ان کے سر والے بھتی انٹوں کے کوہاں کی طرح تیرھتے ہیں یہ حور تیس نہ جنت میں جائیں
 گی اور جنت کی فوشتوں میں گی۔ دراگنا لیکر جنت کی خوشبو بہت دُر سے آتی ہے۔ (رواۃ الصالحین)
 ایک بار حضرت امام رضا علیہ السلام کے پیغمبر کپڑے سہنے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حاضر ہوئیں وہ ماننے آئیں تو آپ نے فوڑا منہ پھر لے اور فرمایا۔
 ”امام اجب حضرت جہان ہو جائے تو اس کے لئے چاہزہ نہیں ہے کہ منداور ہاتھ
 کے علاوہ اس کے سہم کا کوئی حصہ نظر آئے۔“

”تہبند اور پانچاہرہ غیرہ پہننے کے بعد بھی لیے الماز سے لیٹنے اور پیٹنے سے بچھئے
 جس میں بدھن کصل جائے یا نایاں ہو جائے کا اندر شیر ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ایک
 بھتیا ہوں کر رہ چاکرے۔ اور تہبند میں ایک نہ انداز کا گزروں نہ بیٹھو۔ اور بائیں ہاتھ سے نہ
 کھاؤ۔ اور چادر پورے ہدن پہا اس انداز سے نہ کہیں تو رکم کا جم کا ج کرنے یا انداز وغیرہ
 پڑھنے میں ہاتھ دھل سکیں۔ اور رہ چوت لیٹ کر ایک پاکیں کو دوسرے پاؤں پر کھوٹا دکھ
 اس طرح بھی ستر و پوشی میں بے استیا حلی کا اندر شیر ہے۔“

۱۲۔ لہاس میں جو تین اور مرد ایک دوسرے کا سارنگ ڈھنگ نہ اختیار کریں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو جو تنوں کا سارنگ ڈھنگ اختیار کریں اور ان جو تنوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سارنگ ڈھنگ اختیار کریں ॥ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو جو تنوں کا سالہ باس پہنچے۔ اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد کا سالہ باس پہنچے ॥ (ابوداؤد)

ایک بار حضرت عائشہؓ سے کسی نے ذکر کیا کہ ایک عورت ہے جو مردوں کے سے جو تے پہنچتی ہے "تو آپ نے فرمایا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جو تنوں پر لعنت فرمائی ہے جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں ॥

۱۳۔ خواتین دو پڑھ اٹھے رہنے کا اہتمام کیں اور اس سے لپپے سرا و لسینے کو چھپائے کیں۔ دو پڑھ ایسا ہماریک نہ اٹھیں جس سے سر کے بال تنگ آئیں۔ دو پڑھ کا مقصد یہ ہے کہ اس سے زینت کو چھپایا جائے۔ قرآن پاک میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَيَظْهُرْنَ بِخَمْرٍ هُنَّ هَلَالٌ جَيْدٌ هُنَّ - (النور ۲۱)

"اور لپپے سینوں پر لپپے درپڑوں کے آنچل ڈلے رہیں" ॥

ایک ہانی مصلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصکنی ہوئی باریک ممل آئی۔ آپ نے اس میں سے کچھ حصہ بچا کر وجہہ کلی کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ بھاڑ کر تم اپنا کر تہ بنا لو۔ اور ایک حصہ اپنی بھوئی کو دو پڑھ بنانے کے لئے دے دے۔ دو پڑھ ان

سے کہہ دیتا کہ اس کے نیچے اپک اور کپڑا لگالیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ پہلکے۔
(ابوداؤد)۔

کتاب صفت کی اس صریحہ ہدایت کو پیش نظر کھرا حکام الہی کے مقصد کو پورا کیجئے
اور چار گرد کی پٹی کو گھے کا ہار بنا کر خدا اور رسول کے حکام کا مذاق نہ اڑائیے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ «جب یہ حکم نازل ہوا تو عمر بن فہر نے باریک کپڑے
چھوڑ کر ٹوٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے دو پٹے بنائے ॥» (ابوداؤد)

۳-لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق ہے۔ نہ ایسا لباس پہنئے جس
سے فخر و نمائش کا اظہار ہو اور آپ رسول کو حقیر سمجھ کر اترائیں اور اپنی دولتمندی کی
بے جانا یش کریں اور نہ ایسا لباس پہنئے جو آپ کی وسعت سے زیادہ چیزی ہو اور آپ
نفسوں خرچ کے گناہ میں مبتلا ہوں، اور نہ ایسے شکستہ حال بنیے رہیں کہ ہر وقت آپ کی صورت
سوال نہیں رہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود آپ محروم نظر رہیں۔ بلکہ ہمیشہ اپنی وسعت و
حیثیت کے لحاظ سے موزوں باسلیقہ اور صاف تنفس کے پڑے پہنئیں۔

بعض لوگ پٹے پہلنے اور پیوند لگے کپڑے پہن کر شکستہ حال بننے رہتے ہیں اور اس
کو دینداری سمجھتے ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو دنیادار سمجھتے ہیں جو صاف تنفس
سلیقے کے کپڑے پہننے ہیں حالانکہ دینداری کا یہ تصور سراسر فلسطینی حضرت ابوالحسن
علی شافعی رحمۃ اللہ علیہ پادر ہدایت ہی عمارہ لہاس پہننے ہونے تھے کہ شکستہ حال صوفی نے
ان کے اس شکستہ حال پر اعتراض کیا۔ کہ بھلا اللہ والوں کو ایسا بیش بہا لیا سس
پہننے کی کیا ضرورت؟ حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا «بھائی یہ شان و شوکت
عظت و شان و اے خدا اکی حمد و شکر کا اظہار ہے اور تمہاری یہ شکستہ حالی صورت

سوال ہے تم زبان حال سے بندوں سے سوال کر رہے ہو" دراصل دینداری کا انحصار نہ چکتے پر لئے پیور مدار کے گھٹیا کپڑے پہننے پر ہے اور نہ لباس فائزہ پہننے پر دینداری کا دار و مدار آدمی کی نیت اور صحیح فکر ہے صحیح بات یہ ہے کہ آدمی ہر معاملہ میں اپنی دستت اور حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کی روشن رکھے۔ نہ مکستہ صورت بنائ کر نفس کو موٹا ہونے کا موقع دے۔ اور نہ زرق برق لباس پہن کر خود غرور دکھائے۔

حضرت ابوالاحص رحم کے والد اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بہرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور سمند کپڑے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟ میں نے کہا جی ہاں دریافت فرمایا کس طرح کامال ہے؟ میں نے کہا خدا نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے اونٹ بھی ہیں گائیں بھی ہیں بکریاں بھی ہیں گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب خدا نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہیے۔ (مشکوۃ)

مطلوب یہ ہے کہ جب خدا نے تمہیں سب کچھ دے رکھا ہے تو پھر تم نے ناداروں اور فقیروں کی طرح اپنا سلیمانیہ کیوں بنارکھا ہے؟۔ یہ تو خدا کی ناگکری ہے۔

حضرت جابر رضی کا بیان ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے ہمارے پہاں تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار میں آٹا ہوا تھا۔ اور اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس آدمی کے پاس کوئی گنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس آدمی کے پاس دو

چیز (یعنی صالحون وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھولتیا۔ (مشکوٰۃ)
 ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ امیں چاہتا ہوں کہ میرا
 لہاس نہایت عمدہ ہو۔ سرہیں تسلیں لگا ہوا ہو۔ جو تے نبی نفیس ہوں، اسی طرح اس نے
 بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ اس نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میرا کوڑا بھی
 نہایت عمدہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی گفتگو سنتے رہے پھر فرمایا۔ یہ ساری ہی جانشیں
 پسندیدہ ہیں اور خدا اس طیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے ॥ (استدرک حاکم)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ریافت
 کیا۔ یا رسول اللہ اکیا یہ تکبیر اور غرور ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنھوں، آپ نے ارشاد
 فرمایا نہیں، بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور خدا اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اور حضرت عبد اللہ ابن عمر ہی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں دلوں
 کپڑے پہن لیا کرو یعنی پورے لہاس سے آراستہ ہو جائیا کرو، خدا زیادہ شق ہے کہ اس کی
 حصہ نہیں آدمی اچھی طرح بن سنو کر جائے ॥ (مشکوٰۃ)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے
 دل میں فردہ بھر بھی غرور ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ ایک شخص نے کہا۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے
 کہ اس کے کپڑے عدو ہوں، اس کے جو تے عمدہ ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا خود
 صاحبِ جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (یعنی عمدہ نفیس پہننا و غرور نہیں ہے) غرور
 تو دراصل یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیاز ہی بر تے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ (مسلم)
 ۱۵۔ پہنچنے اور ٹھنڈنے اور بینا و سلکار کرنے میں بھی ذوق اور سلیقہ کا پورا پورا اخیال رکھئے۔
 گریبان کھوئے کھوئے پھرنا، اٹھئے میدھے بین لگانا۔ ایک پامینچہ چڑھانا اور ایک

نیچار کھنا۔ اور ایک جو نہ پہنچے پہنچنے پلنا۔ یا الجھے ہوئے بال رکھنا یہ سب ہی باتیں ذوق اور سلیقے کے خلاف ہیں۔

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں آیا جس کے سر اور دائرہ میں کام طلب یہ تھا کہ جا کر اپنے سر کے بال اور دائیں کو سنوارو۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور بالوں کو بناسنوار کر آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ زینت و آرائش اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی کے بال الجھے ہوئے ہوں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ شیطان ہے।" (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور کہ ایک جو تاہم کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر جلو یا دونوں آثار کر جلو۔ (ترمذی) اور اسی حدیث کی روشنی میں عمار دین نے ایک گستین اور ایک موزہ پہنچنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔

۱۶۔ سرخ اور سورخ رنگ اور زرق بر ق پوشک اور ناشی سیاہ اور گیر واکٹرے پہنچنے سے بھی پرہیز کجیجے۔ سرخ اور سورخ رنگ اور زرق بر ق پوشک حورتوں ہی کے لئے مناسب ہے اور ان کو بھی حدود کا خیال رکھنا چاہیے۔ رہے ناشی لمبے چڑھے بجھے یا سیاہ اور گیر واکٹرے پہن کر دوسروں کے مقابل میں اپنی برتری دکھانا۔ اور اپنا انتیاز جتنا تو یہ سراسر کبر و غرور کی علامت ہے۔ اسی طرح ایسے عجیب و غریب اور غنکہ خیز کٹرے سے بھی نہ پہنچنے جس کے پہنچنے سے آپ خواہ نخواہ عجوہ بن جائیں اور لوگ آپ کو ہنسی اور دل لگی کا موضوع بنالیں۔

۱۷۔ سہیشہ سادہ، باوقار اور سہنڈب لباس پہنچنے اور لباس پر سہیشہ اعتدال کے

ساتھ خرچ کیجئے۔ بہاس میں ٹیکش پسندی اور ضرورت سے زیادہ نزاکت سے پرہیز کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مدحیش پسندی سے دور رہو، اس لئے کہ خدا کے پیارے بندے ٹیکش پرست نہیں ہوتے ॥ (مشکوٰۃ)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص نے وسعت اور قدرت کے باوجود محض خاکساری اور عاجزی کی غرض سے بہاس میں سادگی اختیار کی تو خدا اس کو شرافت اور بزرگی کے بہاس سے آر استہ فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

صحابہ کرام ایک دن بیٹھے دنیا کا ذکر فرمادے تھے۔ قونی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہاس کی سادگی ایمان کی طالموں میں سے ایک طالماست ہے۔ (ابوداؤد)

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا کے بہت سے بندے جن کی ظاہری حالت تہایت ہی معنوی ہوتی ہے، بال پریشان اور غباریں اٹھتے ہوئے، کپڑے سعمولی اور سادہ ہوتے ہیں لیکن خدا کی نظر میں ان کا سرتبر اتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی بات پر قسم کھابری ٹھیک ہو تو خدا ان کی قسم کو پورا ہی فرمادیتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے ایک بزرگ ابن مالک رضا بھی ہیں۔ (ترمذی)

۱۸۔ خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے ان ناداروں کو بھی پہنائیجے جن کے پاس تن ڈھانپٹے کے لئے کچھ نہ ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہننا کراس کی تن پوچھی کرے گا تو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جنت کا سینہ بہاس کرنا کراس کی تن پوچھی فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑے پہنانے

توجہ ب تکسی وہ کپڑے پہننے والے کے پدن پر رہیں گے پہنانے والے کو خدا اپنی
نگرانی اور حفاظت میں رکھے گا۔ (ترمذی)

۱۹۔ اپنے ان لوگوں اور خادموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق اچھا بیاس پہنانے
بوجوش و درد آپ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ونڈی) اور علام تمہارے سہائی ہیں خدا نے ان کو
تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں خدا نے
کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو وہی کھلائے بجودہ خود کھانکہ ہے اور کسے
ویسا ہی لباس پہنانے کے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجوہ ڈالے جو اس
کے سہارے سے زیادہ نہ ہو، اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی
مدود کرے۔ (بنخاری، مسلم)

کھانے پینے کے آداب

۱۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیجئے۔ طہارت اور نقاوت کا تقاضا ہے کہ کھانے میں پڑنے والے ہاتھوں کی طرف سے طبیعت مطہر ہو۔

۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھ کر کھانا شروع کیجئے اور اگر بسول جائیں تو باد آنے پر
اولم و آخرہ کہہ لیجئے۔ یاد رکھیجئے جن کھانے پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان لپٹنے
لئے چاہز کر لیتا ہے۔

۳۔ کھاتے ہوئے ٹیک لگا کر نہ بیٹھیجئے۔ غاکساری کے ساتھ اگڑوں بیٹھنے
پا دو زانوں ہو کر بیٹھیجئے۔ یا ایک گھٹنا بچھا کر اور ایک کھڑا کر کے بیٹھیجئے، خدا کے رحم
اسی طرح بیٹھتے تھے۔

۴۔ سکیشہ سیدھے ہاتھ سے کھائیجئے۔ حضورت پڑنے پر یا میں ہاتھ سے بھی مدد
رسکتے ہیں۔

۵۔ نیمن انگلکیوں سے کھائیے۔ اور اگر ضرورت ہو تو چینگلی چھوڑ کر چار انگلکیوں سے
کام لیجئے اور انگلکیاں جڑوں نک سانسے سے پرہیز کیجئے۔

۶۔ نوالہ نر زیادہ ٹڑا لیجئے اور نر زیادہ چھوٹا۔ اور ایک نوالہ نگلنے کے بعد ہنی و سرا
نوالہ مرنے میں رکھیجئے۔

۷۔ روٹی سے انگلکیاں ہرگز صاف نہ کیجئے یہ ٹڑی گھناؤنی عادت ہے۔

- ۸۔ روپیوں کو جماڑنے اور لٹکنے سے بھی پرہیز کریجئے۔
- ۹۔ پلیٹ میں اپنی طرف کے کنارے سے کھائیے نہیں میں ہاتھ دالنے اور دوسروں کی طرف سے کھائیے۔
- ۱۰۔ نوالہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر لیجئے یاد صولیجئے اور کھائیجئے۔
- ۱۱۔ کھانا میں جل کر کھائیے۔ مل جل کر کھانے سے الفت و محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور برکت بھی۔
- ۱۲۔ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالنے۔ پسند نہ ہو تو چھوڑ دیجئے۔
- ۱۳۔ بہت گرم جلتا ہوا کھانا نہ کھائیے۔
- ۱۴۔ کھانے کے دوران ٹھٹھا مارنے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کریجئے۔
- ۱۵۔ بلا ضرورت کھانے کو نہ منٹھنے۔ یہ بڑی عادت ہے، کھانے کے دوران نہ بار بار اس طرح منہ کھو لئے کہ چلتا ہوا کھانا نظر آئے اور نہ بار بار منہ میں انگلی ڈال کر دانتوں میں سے کچڑ نکالنے۔ اس سے دستِ خوار پریشانی والوں کو گمن آتی ہے۔
- ۱۶۔ کھانا بھی بیٹھ کر کھائیے اور پانی بھی بیٹھ کر تیجئے۔ البتہ ضرورت پڑنے پر کھل دغیرہ کھڑے ہو کر کھا سکتے ہیں اور پانی بھی پی سکتے ہیں۔
- ۱۷۔ پلیٹ میں جو کچھ رہ جائے اگر فتنیں ہو تو پی لیجئے درنہ انگلی سے چاٹ کر پلیٹ صاف کر لیجئے۔
- ۱۸۔ کھانے پینے کی چیزوں پر سپونک نہ ماریجئے۔ اندس سے آئے والی سائنس گندمی اور زہریلی ہوتی ہے۔

۱۹۔ پانی تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر رہی ہے۔ اس سے پانی بھی ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے۔ اور آسودگی بھی ہو جاتی ہے اور نیپارگی پورے برتن کا پانی پہیٹ میں اندریں لیدنے سے کبھی کبھی تخلیف بھی ہو جاتی ہے۔

۲۰۔ اجتماعی کھانے میں، دیز تک کھانے والوں اور آہستہ کھانے والوں کی رعایت کیجئے اور سب کے ساتھ اٹھئے۔

۲۱۔ کھانے کے فارغ ہو کر اٹکلیاں چاٹ لیجئے اور کھپڑا لندھ دھولیجئے۔

۲۲۔ سچل وغیرہ کھار ہے ہوں تو ایک ساتھ دو دو صدر پادو دو قاشیں نہ اٹھائیے۔

۲۳۔ بوٹے کی ٹوٹی یا صراحتی یا اسی طرح کی دوسری چیزوں سے پانی نہ لیجئے ایسے برتن میں پانی لے کر لیجئے جس میں پیتے وقت مُنڈیں جانے والا پانی نظر آئے۔ تاکہ کوئی گندگی یا مضر چیز پہیٹ میں نہ جائے۔

۲۴۔ کھانے کے فارغ ہو کر بہ دعا پڑھئے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

”حمد و شنا اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔“

سونے اور جانکرنے کے آداب

اے جب شام کا اندر جیرا چھلانے لگے تو بچوں کو گھر میں ملا لیجئے اور باہر نکھلنے دیجئے
ہاں احیب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو نکلنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ احتیاط اسی میں
ہے کہ کسی اشدم ضرورت کے بغیر بچوں کو رات میں گھر سے نکلنے نہ دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کا ارشاد ہے۔

مجب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو۔ اس لئے کہ اس
وقت شیاطین (زمیں میں) اپسیل جلتے ہیں۔ البتہ جب گھری بھر رات گزر جائے تو
بچوں کو چھوڑ سکتے ہو، (صحاح سنہ بجوالہ حسن حصین)

۲۔ جب شام ہو جائے تو یہ دعا پڑھئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ کرام رضویؓ کو یعنی عا
ڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ يَاكَ أَمْسِيَنَا وَ يَاكَ أَصْبَحَنَا وَ يَاكَ تَحْمِلَنَا وَ يَاكَ نَمُوتُ
وَ إِلَيْكَ النُّشُوفُ۔ (ترمذی)

خدا یا ہم نے تیری ہی توفیق سے شام کی اور تیری ہی مدد سے صبح کی۔ تیری ہی
عنایت سے جی رہے ہیں اور تیرے ہی اشائے پر رہائیں گے۔ اور انعام کا ر
تیرے ہی پاس اللہ کر حاضر ہوں گے؟ (ترمذی)
اور غرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھئے۔

اللَّهُمَّ هذَا رِيقَالٌ يَبْلُوكَ وَإِذْبَارٌ نَهَارٍ لَكَ وَأَصْرَافٌ دُعَائِكَ
فَاغْفِرْنِي فِيْ - (ترمذی، ابو داؤد)

و خدا یا ایہ وقت ہے تیری رات کے آنے کا تیرے دن کے جانے کا اور

تیرے موت نوں کی پکار کا۔ پس تو میری مغفرت فرمادے!

ؑ عشا کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے کے پہنچنے کیجئے۔ اس طرح اکثر عشاء کی نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے اور کیا غیر کہ نیند کی اس موت کے بعد خدا بندے کی جان وال پس کرتا ہے یا پھر تمیشہ کے لئے ہی رے لیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گھر میں سونے سے پہنچنے فرماتے جس میں روشنی نہ کی گئی ہوتی۔

۴۔ رات ہوتے ہی گھر میں روشنی ضرور کر لیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گھر میں سونے سے پہنچنے فرماتے جس میں روشنی نہ کی گئی ہوتی۔

۵۔ رات گئے تک جانے کے پہنچنے سے پہنچنے کی جلد سونے اور گھر میں جلد اٹھنے کی عادت ڈالئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «عشا کی نماز کے بعد یا تو ذکر اللہ کے لئے جا گا جا سکتا ہے یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنے کے لئے۔»

۶۔ رات کو جانے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پہنچنے کی خلاف رات کو اکرام و سکون کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور دن کو سوکر اٹھنے اور ضروریات کے لئے دوڑ و صوب پر نے کا وقت قرار دیا ہے۔ سورہ الفرقان (۱۸۳) میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الظَّلَالَ لِبَاسًا وَالنَّهَارَ مُسَيَّاً وَجَعَلَ

النَّهَارَ نُشُوشًا -

”اور وہ خدا ہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ بھاش اور نیستہ

کو راحت و سکون اور دن االلہ کھڑے ہونے کو بنایا۔“

۴۔ اور سورہ النہار (۸۶) میں ہے۔

وَجَعَلْنَا لَنَّا نَوْمَكُمْ سَيِّئًا وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ بِيَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ
مَعَاشًا۔

”اور ہم نے نیند کو تمہارے لئے سکون و آرام۔ رات کو پرده پوش اور دن کو
روزی کی دودھ صوب کا وقت بنایا۔“

اور سورہ النحل (۸۶) میں ہے۔

أَلْمَيْرُ وَأَنَا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَسْكُنْرَا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا فِي
ذَلِكَ الْأَيَّاتِ تَقُوُّهُ يُؤْمِنُونَ ۝

”کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (تاریک) رات بنائی کہ یہ اس میں آرام
و سکون حاصل کریں اور دن کو روشن رکہ دودھ صوب کریں، بلاشبہ اس میں محسنوں
کے لئے سوچنے کے اشارات ہیں۔“

رات کو تاریک اور سکون و آرام کا وقت بنانے اور دن کو دودھ صوب اور
محنت کے لئے روشن بنانے میں اشارہ یہ ہے کہ رات کو سونے کی پابندی کی جائے
اور دن میں اپنی ضروریات کے لئے محنت اور کوشش کی جائے۔ دن کی نہضتی میں اپنی
سماش اور ضروریات کے لئے تین دہی اور سخت کوشی کے ساتھ گلے رہیے یہاں تک
کہ آپ کے اعضا اور قوتیں ہمکان محسوس کرنے لگیں اس وقت رات کی پر سکون اور
پرده پوش فضای میں سکون و راحت سے ہم آغوش ہو جائیے اونہ دن طلوع ہوتے ہی پھر
خدا کا نام لکھتے ہوئے تازہ دم میدان عمل میں اتر پہنچئے۔ جو لوگ آرام طلبی اور

سُستی کی وجہ سے دن میں خرکتے لیتے ہیں یا فاد بیش دینے اور لہو و لعاب میں جتلاؤ نے
کے لئے رات بھر جاتے ہیں وہ قدرت کی حکمتوں کا خون کرتے ہیں اور اپنی محنت و
ذندگی کو برپا کرتے ہیں۔ دن میں پہر ول تک سورے والے اپنے دن کے فرائض میں بھی
کوتاہی کرتے ہیں اور سبھم و جان کو بھی آرام سے محروم رکھتے ہیں اس لئے کہ دن کی نہیں
رات کا بدل نہیں بن پاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کو بھی پسند نہیں فرمایا
کہ آدمی رات رات بھر جاگ کر خدا کی عبادت کرے اور اپنے کو ناقابل برداشت
مشقت میں ڈالے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے ایک بار نبی ﷺ نے پوچھا۔ کیا یہ بات جو مجھے بتائی
گئی ہے صحیح ہے۔ کہ تم پابندی سے دن میں روزے رکھتے ہو اور رات رات بھر
نمایزیں پڑھتے ہو؟ حضرت عبد اللہ نے کہا۔ جی ہاں بات تو صحیح ہے! نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں ایسا نہ کرو۔ کبھی روزہ رکھو اور کبھی کھاؤ۔ اسی طرح
سو و بھی اور انہوں کر نماز بھی پڑھو۔ کیونکہ تمہارے سبھم کا بھی شہر پر حق ہے۔ تمہاری آنکھ
کا بھی تم پر حق ہے۔ (نجاری)

۔۔۔ زیادہ آرام دہ بستر نہ استعمال کیجیے۔ دنیا میں مومن کو آرام طلبی، سہل انگاری اور
عیش پسندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ذندگانی مومن کے لئے جہاد ہے۔ اور مومن کو
جفا کش، سخت کوش، اور محنثی ہونا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا بستر چھڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ۔۔۔ رشائل تردد کی
حضرت حضرت رضی اللہ عنہا کسی نے پوچھا آپ کے میہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیا تھا؟
فرمایا ایک مٹت تھا جس کو دوہر کر کے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بھجا دیا گرتے

تھے۔ ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوپہرا کر کے بچھا دیا جائے تو فرازیادہ نرم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس کو چوپہرا کر کے بچھا دیا۔ صحیح کو آپ نے دریافت فرمایا۔ رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے کہا، وہی طائف کا بستر تھا۔ البتہ رات میں نے اس کو چوپہرا کر کے بچھا دیا لئکن کچھ نرم ہو جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو دوہرا ہی رہنے دیا کرو۔ رات بستر کی نرمی تھی تھجد کے لئے اٹھنے میں بکار ہوتی تھی۔ (رشائل ترمذی)

○ حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک انصاری خاتون آئیں اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا۔ گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا۔ اس میں اون بھر کر خوب ملا کم بنادیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لائے اور وہ نرم بستر کھاہ ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ افلاں انصاری خاتون آئی تھیں اور آپ کا بستر دیکھ گئی تھیں۔ اب یہ انہوں نے آپ کے لئے تیار کر کے بھیجا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں اس کو واپس کر دو مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا اس لئے واپس کرنے کو جو نہیں چاہ رہا تھا مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا اصرار فرمایا کہ مجھے واپس کرنا ہی پڑا۔ (رشائل ترمذی)

○ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایک چٹائی پر سو رہے تھے۔ چٹائی پر لیٹنے سے آپ کے جسم پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی فرماتے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رو تے دیکھا تو فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایقہنہ کسی کو روشنہ اور محل کے گدوں پر سوئیں اور آپ بولیے پر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ رو نے کی بات نہیں ہے۔ ان کے لئے

دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

۵۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں علیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزرا سکتا ہوں، جب کہ حال یہ ہے کہ اسرافیل منیر میں صورتیں کان لگائے حکم بجالانے کے لئے، سرج جہنم کے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صورت چونکے کا حکم ہوتا ہے؟ (زندگی) نبی ہم کا یہ اسوہ معلم پر کرتا ہے کہ مومن اس دنیا میں مجاہد اور زندگی گزارے اور علیش کوشی سے پرہیز کرے۔

۶۔ سونے سے پہلے دضور کرنے کا بھی اہتمام کیجئے اور پاک و صاف ہو کر سوئے اگر باخشوں میں چکنائی وغیرہ لگی ہو تو ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھو کر سوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کے ہاتھ میں چکنائی وغیرہ لگی ہوا اور وہ اسے دھوئے بغیر سو گیا اور اسے کوئی نقصان پہنچا۔ (یعنی کسی جانور نے کاٹ لیا تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ رکر دھوئے بغیر کیوں سو گیا تھا؟)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے آپ دضور فرماتے اور اگر کبھی اس حال میں سونے کا ارادہ فرماتے کہ غسل کی حاجت ہوتی تو ناپاکی کے مقام کو دھوتے اور پھر دضور کر کے سورہتے۔

۷۔ سونے کے وقت گھر کا دروازہ بند کر لیجئے۔ کھانے پینے کے بین ڈھانک دیجئے۔ پراغ یا الٹین وغیرہ بچھا دیجئے۔ اور اگر آگ جل رہی ہو تو اس کو بھی بچھا دیجئے۔ ایک بار مدینے میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ «آگ تہارہی ڈھنن ہے جب سویا کرو تو آگ بچھا دیا کرو۔» اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ «جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھرے

باہر نہ نکلنے والے کیونکہ اس وقت شبِ طیبین روز بیان میں، پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب گھری بھر رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کر دو اور بسم اللہ کہہ کر ہی تبی بجھا دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی پانی کے مشک کامنہ باندھ دو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ہی کھانے پینے کے برتن ڈھانک دو۔ اور اگر ڈھانکنے کے لئے کوئی سرپوش دغیرہ

موجود نہ ہو تو کوئی اور چیزی برتنا پر رکھ دو۔ (صحاح متہ بحوالہ حسن حسین)

۱۰۔ سوتے وقت بستر پر اور بستر کے قریب یہ چیزیں ضرور رکھ لیجئے ہیں کاپنی اور گلاس، لوٹا، لامپ، روشنی کے لئے ماہس یا ثارچ، مسواک، تولیہ وغیرہ اور اگر آپ کہیں مہمان ہوں تو گھر والوں سے بیت الخلاف دغیرہ ضرور معلوم کر لیجئے ہو سکتا ہے کہ رات میں کسی وقت ضرورت پیش آجائے اور زحمت ہوئی مصلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرماتے تو آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہیں۔ اتسیل کی شیشی -۲۔ کنگھا۔ ۳۔ سمرمه دانی۔ ۴۔ قینچی۔ ۵۔ مسواک۔ ۶۔ آپنہ۔ اور لکڑی کی ایک چھوٹی سی سیخ جو سروغیرہ کھجانے کے کام میں آتی۔

۱۱۔ سوتے وقت اپنے جوستے اور کپڑے دغیرہ پاس ہی رکھنے کر جب سوکر اٹھیں تو تلاش نہ کرنے پڑیں۔ اور اٹھتے ہی جوتے میں پیرنہ ڈالنے۔ اسی طرح کپڑے کمی بغیر جھاٹے نہ پہنچنے پہلے جھاڑ لیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ جوتے یا کپڑے میں کوئی سورذی چاند ہو اور خدا نخواستہ وہ آپ کو تکلیف پہنچا رے۔

۱۲۔ سونے سے پہلے بستر اچھی طرح جھاڑ لیجئے اور اگر کبھی سوتے کے ضرورت کے لئے اٹھیں اور پھر آکر لیٹیں تب بھی بستر اچھی طرح جھاڑ لیجئے۔ نبی مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور جب کوئی شب میں بستر سے اٹھے اور پھر بستر پر جائے تو اپنی لشگی کے

کنارے سے تین بارہ اُسے جھاڑ دے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچے بترے کیا چیز آگئی ہے ॥ (ترمذی)

۱۳۔ جب بستر پہنچیں تو یہ دعا پڑھیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس رہ فرماتے ہیں کہ جب آپ بستر پر شریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

**الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَطْعَمْنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَأَنَا فِي كُلِّهِ مُشَكِّرٌ
لَا كَايِنَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيٌ۔** (شماں ترمذی)

”شکر و تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور جس نے ہمارے کاموں میں بھر پور مدد فرمائی، اور جس نے ہمیں رہنے بیٹنے کو تھکانا دیجتا۔

لتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی معین دمدگار ہے اور نہ کوئی تھکانا دینے والا۔“

۱۴۔ بستر پہنچنے پر قرآن پاک کا کچھ حصہ صفر در پڑھیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے سے پہلے قرآن پاک کا کچھ حصہ صفر در ٹلاوت فرماتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ”بھوٹھنض اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے میں اس کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی وقت نہیں رہے بسید ارجو“ (رحمد)

اور آپ نے فرمایا۔ جب آدمی سونے کے لئے اپنے بستر پہنچتا ہے تو اسی وقت ایک فرشتہ اور شیطان اس کے پاس آپنے ہیں۔ فرشتہ اس سے کہتا ہے۔ ”اپنے اعمال کا خاتمہ کھلانی پر کرو“ اور شیطان کہتا ہے۔ ”اپنے اعمال کا خاتمہ برائی پر کرو“ پھر اگر وہ آدمی خدا کا ذکر کر کے سو ربانو فرشتہ رات بھراں کی حفاظت کرتا ہے۔“

حضرت عائشہ رضیا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر شریف رے جاتے تو دو نوں ہاتھ دعا مانگنے کی طرح ملاتے اور قلن ہوا اللہ احمد اور قلن احمد فرب الفلق اور قلن احمد فرب الناسی کی سورتیں تلاوت فرمائے ہاتھوں پر دم فرماتے اور بچھر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اپنے جسم پر پھیر لئتے۔ سر، چہرے اور جسم کے انگلے حصے سے شروع فرماتے اور آپ تین مرتبہ عین فرماتے۔ (شامل ترمذی)

۱۵۔ جب سونے کا ارادہ کریں تو دایاں ہاتھ پنپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹئے حضرت برادر فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کلمات پڑھتے۔
ذٰلتِ قِنْيٰ عَدَا أَبَدَكَ يَوْمَ تَبَعُّثُ هَيَا دَلَكَ۔

”خدا یا مجھے اس روز اپنے عذاب سے بچا جس روز تو اپنے بندوں کو اپنے حضور اٹھا حاضر کرے گا۔“

حسن حسینیں میں ہے کہ آپ یہ کلمات تین بار پڑھتے۔

۱۶۔ پڑھ لیٹئے اور بائیں کروٹ پر سونے سے پرہیز کیجئے حضرت عبیدش رضا کے والد طغۃ الغفاری رضا فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں پھیٹ کے میں لیٹھا ہوا تھا کہ کسی حساب نہ ملچھے لپپے پاؤں سے ہلا کیا اور کہا اس طرح لیٹئے کو خدا ناپسند فرماتا ہے۔ اب بھر میں نے دیکھا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ (ابوداؤد)

۱۷۔ سونے کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیجئے جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہو۔ ایسے بند کمرڈیں میں سونے سے پرہیز کیجئے جہاں تازہ ہوا کا گزرنہ ہوتا ہو۔

۱۸۔ مُنْهَى لَبِيْطَ كَرَنَه سوییے اس طرح سونے سے سخت پر بُرَا اثر پڑتا ہے جپڑکھول

کرسونے کی عادت ڈالنے تاکہ آپ کو تازہ ہوا ملتی رہے۔

۱۹۔ ایسی کھلی چھپتوں پر سونے سے پرہیز کیجئے جہاں کوئی منڈیر یا جنگل اور غیرہ نہ ہو اور چھپتے سے اترتے دلت اہتمام کیجئے کہ زینے پر پاؤں رکھنے سے پہلے آپ روشنی کا انظام کر لیں لیعنہ اوقات معمولی سی غلطی سے کافی تکمیلت اٹھانی پڑتی ہے۔

۲۰۔ کمیسی ہی سخت سردی پر رہی ہو کرے میں انگلیوں جلا کر ڈسوئے اور نہ بند کرے میں لاٹیں جلا کر سوئے آگ بلنے سے بند کروں میں جو گدیں پیدا ہوتی ہے وہ سخت کے لئے اہتمامی مضر ہے بلکہ بعض اوقات تو اس سے جان کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲۱۔ سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کیجئے حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہنی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کرتے۔

بِاسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى اَبِيهِ اَبِي طَالِبٍ وَسَلَّمَ وَبَلَّغَ اَذْفَانَهُ اَذْفَانَهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ حَفْظٌ بِهِ عِبَادَةٌ فَأَنْذِهْهَا، وَإِنَّ أَذْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا إِنَّمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَةَ الْمَصَالِحِيْمَانَ۔ (بخاری، سلم)

”اے میرے رب اتیرے ہی نام سے میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے ہی سہارے میں اس کو بسترے اٹھا دیا گا۔ اگر تو رات ہی میں میری جائیں بین کرے تو اس پر رحم فرم۔ اب اگر تو اسے چھوڑ کر مزید مہلت دے تو اس کی حفاظت فرم۔ جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے ॥“

اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو مختصری دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَأَحْيٰ۔ (بخاری، سلم)

۱۰۔ خدا یا! میں تیرے ہی نام سے صوت کی انبوش میں جاتا ہوں اور تیرے
ہی نام سے زندہ الٹھوں گا۔

۲۲۔ رات کے آخری حصے میں الحسنے کی عادت ڈالنے نفس کی تربیت اور خدا
سے تعلق پیدا کرنے کے لئے آخری شب میں الحسن اور خدا کو یاد کرنا ضروری ہے۔
خدا نے اپنے محبوب بندوں کی یہی اندیاز می خوبی بیان فرمائی ہے کہ راتوں کو اکٹھ کر
خدا کے حضور رکوع اور سجود کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا سعوں خواکہ آپ اول رات میں آرام فرماتے اور اخیر شب
میں اکٹھ کر خدا کی عبادات میں مشغول ہو جاتے۔

۲۳۔ نیند سے بیدار ہونے پر بہرہ عاڑ پڑھیئے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ أَعْلَمُ بِمَا يَعْمَلُ إِنَّمَا تَنَاهٰءٰ عَنِ السُّوْدُ وَرَجَارِيٍّ (بخاری)

”شکر و تعریف خدا ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں مُرودہ کر دیئے کے بعد زندگی

سے نوازا اور اسی کے حضور اللہ کر حاضر نہ نام ہے۔“

۲۴۔ جب کوئی اچھا خواب دیکھیں تو خدا کا شکر ادا کیجئے اور اس کو اپنے حق میں
بشارت کیجیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اب ثبوت میں سے بشارتوں کے
سو اکچھے باقی نہیں رہا۔ لوگوں نے پوچھا بشارت سے کیا مراد ہے۔ فرمایا۔ اچھا
خواب (بخاری) اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں جو زیادہ سچا ہے اس کا خواب بھی
زیادہ سچا ہو گا۔ اور آپ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ ”جب کوئی اچھا خواب دیکھو تو
خدا کی حمد و شناکر و اور اس کو بیان کرو۔ اور دوست سے ہی بیان کرو یہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جب کبھی کوئی خواب دیکھیتے تو صحابہ کرام نے اسے بیان فرماتے اور صحابہ کرام سے

بھی فرماتے کہ اپنا خواب بیان کروں اس کی تعبیر دوں گا۔ (رجباری)

۲۵۔ درود شریف کثرت سے پڑھیئے تو قعہ ہے کہ مذکور تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمائے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمنے ایک بار حضرت فضل حسن گنج مراد آبادی سے سوال کیا کہ کوئی خاص درود شریف بتائیے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو تو فرمایا کوئی خاص درود نہیں ہے لیں خلوص پیدا کرنا چاہیے۔ پھر کچھ تماں کے بعد ارشاد فرمایا۔ البته حضرت سید حسن رح کو اس درود کا عمل کا رگر ہوا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّעَلَّمْهُ بِعِزْمِكَ، يَعْدَدُ دُجَى مَغْلُومٍ تَلَقَّ.

«خدا یا! رحمت نازل فرمائی پر اور ان کی آل پر ان تمام چیزوں کی تعداد

کے بعد رجوتی رے علم میں ہیں۔»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا اس نے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ (شماں ترمذی)

حضرت یزید فارسی رح قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کو خواب میں قبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی جیات تھے حضرت یزید نے ان سے ذکر کیا تو حضرت ابن عباس نے اُن کو نبی مسیح کی یہ حدیث سنائی کہ "جب نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا اسلئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔" پھر پوچھا "تم نے خواب میں جسیں ذات کو دیکھا ہے اس کا حلیہ بیان کر سکتے ہو" حضرت یزید نے کہا "آپ کا بدن اور آپ کا قدر قاست انتہائی متوازن تھا۔ آپ کا زنگ گندی مائل پر فیضی تھا۔ آنکھیں سرگزیں، ہنستا خوبصورت، گول چہرہ و نہہا بنت بھری ہوئی دار می

جو پورے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھی، اور سینے پر ہمیں ہوتی تھی "حضرت مجھ لیں عبادت" نے فرمایا اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں دیکھتے تو بھی اس سے زیادہ محظیہ نہ بیان کر سکتے (یعنی تم نے جو محظیہ بیان کیا وہ واقعی تھی اس کا ہی علیہ ہے) (شماں ترمذی)۔

۲۶۔ جب کبھی خدا نخواستہ کوئی ناپسندیدہ اور وڑاؤ نخواب دیکھیں تو ہرگز کسی سے بیان نہیں کر سکتے اور اس خواب کی برائی سے خدا کی پناہ مانیجئے خدا نے چاہتا تو اس کے شر سے محفوظ رہیں گے حضرت ابو سلمہ رضی فرماتے ہیں کہ میں ناگوار خوابوں کی دیوبھرے اکثر بیمار پڑھایا کرتا تھا۔ ایک روز میں نے حضرت ابو قتادہ بن سعید سے شکایت کی تو آپ نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی "اچھا خواب خدا کی جانب سے ہوتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے مخلص دوست کے سوا کسی اور سے نہ بیان کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو قطعاً کسی کو نہ بتائے بلکہ جاگتے ہی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر تین بار باہمیں جانب تھنکار دے اور کروٹ بدل لے۔ تو وہ خواب کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (ریاض الصالحین مسلم)

۲۷۔ اپنے جی سے گھر کر جبوٹے خواب کبھی بیان نہ کر سکتے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو خواب دیکھے بغیر اپنی طرف سے گھر کھڑا کر بیان کرے گا اس کو یہ نزاردی جائے گی کہ جو کسے دُر دالوں میں گھر و لگھے اور وہ ایسا کبھی نہ کر سکے گا۔ (مسلم)

اور آپ نے فرمایا "یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ آدمی ایسی بات کہے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی ہے۔ (نجاری)

۲۸۔ جب کبھی کوئی دوست اپنا خواب سنائے تو اس کی اچھی تعبیر دیکھئے اور اس کی

کے حق میں دعا کیجئے ایک آدمی نے ایک بارہی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا۔
تو آپ نے فرمایا۔ بہتر خواب دیکھا ہے اور بہتر تعبیر ہوگی ॥

نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر فحیر کی خواز کے بعد پالنی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں
سے فرماتے جس نے بھو خواب دیکھا ہو، بیان کئے اور خواب سننے سے پہلے یہ الفاظ فرماتے
خَيْرًا تَلَقَّا وَشَرًا تُوقَأَ وَخَيْرٌ لَكُمْ وَشَرٌّ عَلَى أَعْدَاءِ إِنَّمَا وَالْحَمْدُ

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

”اس خواب کی بھالی تمہیں نصیب ہو، اور اس کی بُرانی سے تم محفوظ رہو گے
 حتی میں خیر، اور ہمارے دشمنوں کے لئے دبال ہو، اور حمد و شکر خدا ہی کے لئے ہے
 جو نام عالموں کا رب ہے ॥“

۲۹۔ کبھی خواب میں ڈر جائیں یا کبھی پریشان کی خواب دیکھ کر پریشان ہو جائیں
 تو خوف اور پریشانی دُور کرنے کے لئے یہ دعا پڑھیے اور اپنے ہوشیار بچوں کو بھی یہ
 دعا یاد کرائیے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر و بن العاص رضی کہتے ہیں کہ جب کوئی خواب میں ڈر جانا یا
 پریشان ہو جانا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پریشانی دُور کرنے کے لئے یہ
 دعا تلقین فرماتے۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الْمَأْمَةٍ مِنْ غَسِيرٍ وَعِقَابٍ وَشَرِّ
عِبَادٍ وَمِنْ هَرَّ أَتِ الشَّيْءَ طَيْبٌ وَأَنْ يَحْضُرُونَ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

”میں خدا ہی کے کلمات کا ملکہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے غضب و غصے سے، اسکی سزا سے،
 اسکے بندوں کی برائی سے، شیاطین کے دوسروں سے، اور اس بات سے کہ وہ نیہرے پاں آئیں ۔“

راستے کے آداب

۱۔ راستے میں درمیانی چال جلپتے نہ اتنا حجپت کر جائے کہ خواہ مخواہ لوگوں کے لئے تاشہ بن جائیں اور نہ اتنے سُست ہو کر رینگنے کی کوشش کیجئے کہ لوگ بیمار سمجھ کر بیمار پرسی کرنے لگیں۔ نبیؐ قدم بسے رکھتے اور قدم اٹھا کر رکھتے قدم گھسیٹ کر کبھی نہ جلپتے۔

۲۔ ادب و فقار کے ساتھ نیچے دیکھتے ہوئے جلپتے۔ اور راستے میں ادھر ادھر ہر چیز پر نگاہ ڈالتے ہوئے نہ جلپتے۔ ایسا کرنا سمجھدی اور تہذیب کے خلاف ہے، نبیؐ جلپتے وقت اپنے بدن مبارک کو آگے کی طرف جھکا کر جلپتے جیسے کوئی بلندی سے پتی کی طرف اتر رہا ہو۔ آپ و فار کے ساتھ ذرا اپنی جلپتے اور بدن کو حجپت اور سماں ہوا رکھتے اور جلپتے ہوئے دامیں پامیں نہ دیکھتے۔

۳۔ خاکساری کے ساتھ دیسے پاؤں جلپتے۔ اکڑتے اور اتر لئے ہوئے نہ جلپتے نہ تو آپ انہی شکوہ کر سے زمین کو پھاڑ سکتے ہیں۔ اور نہ پھاڑوں کی اوپنچائی کو پھسچ سکتے ہیں پھر بولا اکڑنے کی کیا گنجائش ہے؟

۴۔ ہمیشہ جوتے پہن کر جلپتے نہ لگے پاؤں جلپتے پھرنے سے پرہیز کیجئے جوتے کے ذریعے پاؤں کھانٹے، ہنکر اور دوسرا مکالمہ دہ چیزوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں اور موذی جانوروں سے بھی بچے رہتے ہیں۔ نبیؐ نے فرمایا «اکثر جوتے پہنے رہا کرو جو نما پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے»

۵۔ راستہ چلتے میں حسین زوق اور تمدنی پر وقار کا بھی لحاظ رکھئے یا تو دونوں جو تے پہن کر چلئے یا دونوں جو تے اتار کر چلئے۔ ایک پاؤں نشگا اور ایک پاؤں میں جو تا پہن کر چلنا بڑی صفت کو خیز حرکت ہے۔ اگر واقعی کوئی معذوری نہ ہو تو اس بد ذوقی اور بے تمدنی سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ایک جو تا پہن کر کوئی نہ چلے یا تو دونوں جو تے پہن کر چلے یا دونوں اتار کر چلے۔ (شماں ترمذی)

۶۔ چلتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلئے تاکہ ساختہ کا خطرہ نہ رہے نبی ﷺ چلتے وقت اپنا تمدنی فرد اٹھا کر سمیٹ لیتے۔

۷۔ سہیشہ بے تکلفی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چلئے۔ آگے چل پل کر لپتی امتیازی شان نہ جتنا ہے کبھی کبھی بے تکلفی میں اپنے ساختی کا ہاتھ، ہاتھ میں لے کر بھی چلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھیوں کے ساتھ چلتے میں کبھی اپنی امتیازی شان ظاہر نہ ہونے دیتے۔ اکثر آپ صاحبو کے چیزوں پر چھپے چھپے چلتے اور کبھی بے تکلفی میں اپنے ساختی کا ہاتھ پر کر کر بھی چلتے۔

۸۔ راستے کا حق ادا کرنے کا بھی استھام کیجئے۔ راستے میں رُک کر یا بیٹھ کر کرنے والوں کو نکھنے سے پرہیز کیجئے اور اگر کبھی راستہ پیں رکنا یا بیٹھنا پڑے تو راستہ کا حق ادا کرنے کے لئے چھپے باتوں کا خیال رکھئے۔
 (۱) نشگا میں پیچی رکھئے۔

۹۔ نکابیت دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹا دیجئے۔
 (۱۰) سلام کا جواب دیجئے۔

(۴) نیکی کی تلقین کیجئے اور بُری باتوں سے روکئے۔

(۵) بھو رہنکوں کو راستہ دکھائیے۔

(۶) اور صدیقت کے مارے ہوؤں کی مدد کیجئے۔

۷۔ راستے میں ہبہشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑ دیئے۔ بُرے لوگوں کے ساتھ چلنے

سے پرہیز کیجئے۔

۸۔ راستے میں عورت اور مرد مل جل کر نہ چلیں۔ عورت کو زیج راستے سے نپھا کر
کنارے کنارے چلنا چاہیئے اور مردوں کو چاہیئے کہ ان سے نپھ کر چلیں۔ نبی ﷺ نے
فرمایا۔ گارے میں آٹے ہوئے اور بد بود اسراری ہوتی کیہڈیں لستھڑے ہوئے
سوئے ملکرا جانا تو گوارا کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ گوارا کرنے کی بات نہیں ہے
کہ کسی مرد کے شانے کسی اجنبی عورت سے ملکراہیں۔

۹۔ شریف عورتیں جب کسی ضرورت سے راستے پلپیں، تو بر قعے یا چادر سے
لپنے جبکہ، پاس اور زیب وزینت کی ہر ہیز کو خوب اچھی طرح چھپا لیں اور کچھرے
پر نقاب ڈالے رہیں۔

۱۰۔ کوئی ایسا زیور پہن کر نہ چلئے جس میں چلتے وقت جھنکا رہ پیدا ہو یا دبے پاؤں
چلئے تاکہ اس کی آواز اجنبیوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

۱۱۔ عورتیں کھلیتے ذالی خوشبو لگا کر راستے پر نہ چلیں۔ ایسی عورتوں کے بارے
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تہاہیت سخت الفاظ فرمائے ہیں۔

۱۲۔ گھر سے نکلیں تو آسمان کی طرف نگاہ الٹھا کر بہ دعا پڑ میئے۔

لِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِلِكَ مِنْ أَنْ تَنْزِلَنَّ أَفْ

نَوْلَ وَأَنْتَعِنَّ أَوْنَسَلَ أَوْنَظَلَمَ أَوْيُنْلَمَ عَلَيْنَا أَوْيُجُهَلَ
أَوْيُجُهَلَ عَلَيْنَا۔ (مسند احمد)

”خدا ہی کے نام سے رہیں نے ہاہر قدم رکھا) اور اسی پر میرا بھروسہ ہے۔

خدا یا ایمیں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہہم لغزش کھا جائیں یا کوئی دوسرا ہمیں ڈگنگا دے۔ ہم خود بھٹک جائیں یا کوئی اور بھیں بھٹکا دے۔ ہم خود کسی پر غلام کر بھیجیں یا کوئی اور ہم پر زیادتی کرے ہم خود نادانی پر انہیں یا کوئی دوسرا ہمارے ساتھ چھالت کا بر تاذ کرے ۹

۱۰۔ بازار جائیں تو یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنِّي أَسْأَلُكُنِي خَيْرَهُنَا وَالسُّوقَ وَخَيْرَ
مَا فِيهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيهَا، أَللَّاهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ
بِكَ أَنْ أُصِيبَ بِهَا أَيْمَنًا فَاجْرَأْهُ أَوْ صَفَقَةً خَيْرًا هُرَقًا۔

”خدا کے نام سے (بازار میں داخل ہوتا ہوں) خدا یا ایمیں تجوہ سے اس بازار کی بھلانی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلانی چاہتا ہوں ، اور اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ خدا یا ایسی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں میں جھوٹی قسم کے بیٹھوں یا ٹوٹے کا کوئی سووا کر بیٹھوں ۱۱

حضرت عمر ابن خطابؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ لے خدا اس کے حساب میں دل لاکھ نیکیاں درج فرمائے گا۔ دس لاکھ خطاب میں معاف فرمادے گا اور دس لاکھ درجات بلند کر دیگا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْحَمْدُ
 يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ يُمْدِدُ بِالْخَيْرِ وَهُوَ عَنِ كُلِّ
 شَيْءٍ قَدِيرٌ - (ترمذی)

”نداد کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بکتا ہے، اس کا کوئی شرکیں نہیں اقتدار اسی
 کا ہے دہی شکر د تعریف کا مستحق ہے وہی زندگی بخشنا ہے اور وہی موت درتیا ہے
 وہ زندہ جادید ہے اس کے لئے موت نہیں ساری بھلائی اسی کے قبضہ قدرت
 میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سفر کے آداب

۱۔ سفر کے لئے ایسے وقت روانہ ہونا چاہیئے کہ کم سے کم وقت خرچ ہو اور نمازوں کے اوقات کا بھی حافظہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود سفر پر جانے یا کسی کو رد انہ فرماتے تو عام طور پر جمیرات کے دن کو مناسب خیال کرتے۔

۲۔ سفر تنہ انہ کیجئے ممکن ہو تو کم از کم تین آدمی ساتھیجئے۔ اس سے راستہ میں مان وغیرہ کی حفاظت اور دوسرا مضروریات میں بھی سہولت رہتی ہے، اور آدمی بہت خطرات سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اگر لوگوں کو تہا سفر کرنے کی وجہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کوئی سورا کسی رات میں تنہ سفر نہ کرے (بنخاری)، ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سافر سے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے۔ مسافر لو لا یا رسول اللہ ! امیر ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے میں کیلا آیا ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا اکیلا سورا شیطان ہے اور دوسرا شیطان میں البتہ تین سورا، سورا ہیں۔ (ترمذی)

۳۔ عورت کو ہدیثہ کسی محرم کے ہمراہ سفر کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر ایک آدھ دن کا معمولی سفر ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اختیا طبیبی ہے کہ کسی تہا سفر نہ کرے نبی ۲ کا ارشاد ہے دو ہو عورت خدا اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ

وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر تنہیا کرے ॥ وہ (ان تاریخ اس فرا رسی وقت کر سکتی ہے جب اس کے ساتھ اس کے والدتوں، بھائی ہو، شوہر ہو، یا اس کا اپنا لڑکا ہو یا پھر کوئی اور محروم ہو۔ (بخاری) اور ایک موقع پر تو آپ نے یہاں تک فرمایا کہ عورت کو ایک دن اور ایک رات کی سافت پر بھی تہرانہ چانا چاہیے۔ (بخاری، مسلم)

ہم سفر کو روانہ ہوتے وقت جب سواری پڑیجہ جائیں اور سواری حرکت میں آئے تو یہ دعا پڑے جیسے۔

سُبْحَنَ اللَّهِ مُبْرَكَ الْمَسْكُونُ وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَكْبَرُ
الْعَمَلُ مَا تَرَوْنَ اللَّهُمَّ هَؤُنَ عَلَيْنَا سَفَرٌ نَا هَذَا وَأَطْوَعْنَا بَعْدَكَ اللَّهُمَّ
أَنْتَ السَّاجِدُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَخْوَدُكَ مِنْ
وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَابِرَ الْمُنْظَرِ وَسُوءِ الْمُنْقَلِبِ فِي الْهَالِ وَالْأَهْلِ
وَالْوَلَدِ وَالْمُعْسِرِ بَعْدَ الْكُوْسِ وَدَعْوَةِ الْمُظْلُومِ۔ (مسلم، ابو داؤد، ترمذی)
پاک و برتر ہے وہ خدا جس نے اس کو ہمارے لیس میں کر دیا حالانکہ یہ اس
کو قابو میں کرنے والے نہ تھے۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے
والے ہیں۔ خدا یا! ہم تجوہے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں
اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشندی کے ہوں، خدا یا! ہم پر یہ سفر آسان فرمایا
دیے۔ اور اس کا خاصہ ہمارے لئے مختصر کر دیے۔ خدا یا! تو ہی اس سفر میں
رفیق ہے اور تو ہی گھردالوں میں خلیفہ اور نگران ہے، خدا یا! میں تیری پناہ چاہتا
ہوں سفر کی شفتوں سے۔ ناگوار منظر سے، اور اپنے مل سے، اپنے متعلقین اور

اپنی اولاد میں بُرَّ می وَالبَّی سے اور اچھائی کے بعد بُرَّ اُنی سے اور مظلوم کی بدُعَا
سے ۴

۳۔ راستے میں، دوسروں کی سہولت اور آرام کا بھی خیال رکھئے۔ راستہ کے ساتھی
کا بھی حق ہے قرآن میں ہے ”وَالصَّاحِبُ بِالْجَنْبِ“ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ حسن لوگ
کر دے۔ پہلو کے ساتھی سے مراد ہر ایسا آدمی ہے جس سے کہیں بھی کسی وقت آپ کا ساتھ ہو
جائے سفر کے دوران کی مختصر رفاقت کا بھی یہ حق ہے کہ آپ اپنے فقیہ سفر کے ساتھ
اچھے سے اچھا سلوک کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے کسی قول و عمل سے اس کو کوئی
جسمانی یا ذہنی اذیت نہ پہنچے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قوم کا سردار ان کا خادم
ہوتا ہے جو شخص دوسروں کی خدمت کرنے میں لوگوں سے بدق塘 لے جائے اس
سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف دہی جو خدا کی راہ میں شہادت
پائے۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت اور واپس آنے پر دور کعت لٹکرنے کے
نفل پڑھئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی عمل تھا۔

۵۔ جب آپ کی گاڑی، بس، یا جہاز بلندی پر چڑھئے۔ یا اگرے تو یہ دعا
پڑھئے۔

اللَّهُمَّ لَكَ الشَّرُفُ عَلَى الْكُلِّ شَرِيفٌ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى الْكُلِّ حَالٍ۔

خدا یا انجھے ہر بندگی اور بلندی پر بڑائی حاصل ہے جو دشنا ہر حال میں تیراہی حق ہے ۶۔

۶۔ رات کو کہیں قیام کرنا پڑے تو محفوظ مقام پر قیام کر جیئے جہاں چورڑا کو سے بھی
آپ کا جان و مال محفوظ ہو اور مودتی جانوروں کا بھی کوئی کھشکا نہ ہو۔

۸۔ سفر کی ضرورت پوری ہوئے پر گھر والپس آنے میں جلدی کمیجئے۔ بلا ضرورت گھونٹ پھر نے سے پہنچنے کمیجئے۔

۹۔ سفر سے واپسی پر یکاں بغير اطلاع، رات کو گھر میں نہ آجائیجئے۔ پہلے سے اطلاع دیجئے۔ درنہ مسجد میں دو گھانہ نفل ادا کر کے گھر والوں کو موقع دیجئے۔ کہ وہ اچھی طرح سے آپ کے استقبال کے لئے تیار ہو سکیں۔

۱۰۔ سفر میں اگر جانور ساتھ ہوں تو ان کے آرام و آسائش کا بھی خیال رکھیجئے اور اگر کوئی سوار ہو تو اس کی ضروریات اور حفاظت کا بھی اعتمام کمیجئے۔

۱۱۔ جاڑے کے موسم میں ضروری استرد غیرہ ساتھ رکھیجئے۔ اور میزبان کو بے جا پریشانی میں بدلنا شرکمیجئے۔

۱۲۔ سفر میں پانی کا برتن اور جانماز ساتھ رکھیجئے۔ تاکہ استنجا، دفعہ نماز اور پانی پینے کی نکالیف نہ ہو۔

۱۳۔ چند آدمی سفر کر رہے ہوں تو ایک کو اپنا امیر قرار فرمائیجئے البتہ شخص اپنا لمحث، ضرورت بھر قدم اور دوسرا ضروری سامان لپٹے قبضے میں رکے۔

۱۴۔ جب سفر میں کہیں رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھیجئے۔

يَا أَرْضُ إِرْبَيْ قَرَبَى اللَّهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَنْ
خُلِقَ فِيهِ وَشَرِّ مَا يَدْبُ عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدِ
قَارُونَ وَمِنَ الْحَمَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَائِكِنِ الْبَلْكَدِ وَمِنْ
وَالْبَدْرِ وَمَاءِ لَدَ۔ (ابوداؤد)

۱۵۔ اسے زمین امیرا اور تپڑا پر در دگار اللہ ہے۔ میں خدا کی پناہ پاہتا ہوں

تیرے شرے اور ان مخلوقات کے شرے جو تجویں خدا نے پیدا کی ہیں۔ اور ان مخلوقات کے شرے جو تجویں پڑھنے ہیں اور میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں شیرے، رو سیاہ اڑدے ہے اور سانپ بچپوں کے، اور اس شہر کے باشندوں سے اور ہر دارالدر و مولود کے شرے ॥

۱۵۔ اور حب سفر سے گھر کو واپس آئیں تو یہ دعا پڑھیے۔

أَوْبَا أَوْبَا لِرَبِّنَا تَوْبَا لَا يَغَايِبُنَا مَلَكِتَاحُوبَا۔ (حسن حسین)

”پلٹنا ہے اپنے رب ہی کی طرف اور اپنے رب ہی کے حضور تو ہے ایسی تو یہ جو ہم پر گناہ کا کوئی اثر باتی نہ رہنے دے“ ॥

۱۶۔ حب کسی کو سفر پر خصت کریں تو کچھ دور اس کے ساتھ چائے۔ خصت کرتے وقت اس سے بھی دھاکی درخواست کیجئے اور اس کو یہ دعا دیئے ہوئے خصت کیجئے۔

آسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَآمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمُ هَمَلَكَ۔ (حسن حسین)

”میں تمہارے دین، امانت اور خاتمہ عمل کو خدا کے سپرد کرنا ہوں ۔۔۔

۱۷۔ حب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجئے اور اظہار محبت کے الفاظ کہتے ہوئے ضرورت اور موقع کا لحاظ کرتے ہوئے مصافحہ کیجئے یا موانعہ سمجھی کیجئے۔

رنج و غم کے آداب

اصل صفات کو صبر و سکون کے ماتحت برداشت کیجئے کبھی بہت نہ ہار دیجئے اور رنج و غم کو کبھی مذرا عتمدال سے نہ بڑھنے دیجئے۔ دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج و غم، صیبیت و تکلیف آفت و ناکامی اور لقمان سے بے خوف اور ماہون نہیں رہ سکتا۔

البتہ مومن اور کافر کے کردار میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج و غم کے ہجوم میں پریشان ہو کر ہوش و حواس کھو ڈیتے ہیں مایوسی کا شکار ہو کر ہمارہ جھوڑ دیتا ہے اور جس اوقات غم کی تباہ نہ لائے خود کو شی کر لینتے ہے اور مومن بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا اسان ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ اور صبر و شبات کا پیکر بن کر جہاں کی طرح جمار ہوتا ہے ذہنیں سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا تقدیر الہی کے مطابق ہوا خدا کا کوئی سکتم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور یہ سورج سر کے خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندے کی بہتری کے لئے کرتا ہے یقیناً اس میں خبر کا پہلو ہو گا۔

مومن کو ایسا روحانی سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ غم کی چوٹیں میں لذت آتی گئی ہے اور تقدیر کا یہ عقیدہ ہر شکل کو آسان بنادیتا ہے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيَّبَةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتْمٍ
تِمْ قَبْلٍ أَنْ تَبَرَّأُوا هَا لَئِذَا لَقُوا اللَّهَ يَسِيرُ لِكُلِّ لَّا فَيَا سَوْا هَلِئَ فَإِنَّكُمْ

(الحمدیہ ۲۲-۲۳)۔

دیجو صفات بھی روئے زمین میں آتی ہیں اور جو آنکھیں بھی تم پر آتی ہیں وہ سب اس

کے پہلے کہ ہم انہیں وجود میں الائیں ایک کتاب میں رکھی ہوئی محفوظ اور ملے شدہ ہیں۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات خدا کے لئے آسان ہے تاکہ تم اپنی ناکامی پر غم نہ
گرتے رہو۔“

یعنی تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مومن بڑے سے بڑے سلچے کو
بھی فضائل قدر کا فیصلہ سمجھ کر لپٹے غم کا علاج پال دیتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا وہ ہر معلم ملے
کی نسبت لپٹے مہربان خدا کی طرف کر کے خیر کے پہلو پر نگاہ جما دیتا ہے اور صبر و سکر کر کے ہر ہر
میں سے لپٹے لئے خیر نہ کرنے کی کوشش کرتا ہے شیعی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”مومن کا معاملہ بھی خوب ہی ہے وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے خیر ہی سیستتا ہے اگر وہ ذکر،
بیماری اور تنگدرستی سے دوچار ہوتا ہے تو سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور یہ آزمائش اس
کے حق میں خیر ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کو خوشی اور خوشحالی کا سبب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے
اور یہ خوشحالی اس کے لئے خیر کا سبب نبنتی ہے۔“ (مسلم)

”مجب رنج و غم کی کوئی خبر نہیں یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی ذکر اور تکمیلت
پہنچے یا کسی ناگہانی مصیبت بیس خدا نخواستہ گرفتار ہو جائیں تو فُرًا إِنَّا لِلّهِ وَرَأَنَا لِكُلِّ هُوْجُوْنَاه
رَابِّنَا“ ہم خدا ہی کیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

مطلوب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب خدا ہی کا ہے، اسی نے دیا ہے
اور وہی لینے والا ہے ہم بھی اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ ہم ہر حال
میں خدا کی رضا پر راضی ہیں۔ اس کا ہر کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہے وہ
جو کچھ کرتا ہے کسی بڑے خیر کے پیش نظر کرتا ہے۔ وفادار غلام کا کام یہ ہے کہ وہ قوت
بھی اس کے ماتحتے پر لشکن دے آئے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

وَلَذِكْرُهُ شَيْءٌ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ
وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّر الصَّابِرِينَ إِذَا آتَاهُمْ مُرْسَيَّةً فَإِنَّا لِنَّا لِلَّهِ وَ
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ هُوَ أَوْلَادُكَ عَلَيْهِمْ صَلَوةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأَوْلَادُكَ هُمْ
الْمُهْتَدُونَ (آلِ بَرْتَه، ۱۵، ۱۵)

اور ہم خود تمہیں خوف و خطر بھوک، جان و مال کے نقصان اور آمد نیوں کے
گھٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آرائش کریں گے اور خوشخبری ان لوگوں کو دیجئے جو صیبت
پڑنے پر رسمبر کرتے ہیں اور رسمبڑھتے ہیں ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر
جائے ہے، ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ہوگی اور
ایسے ہی لوگ رہا ہدایت پڑتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وجہ کوئی بندہ صیبت پڑنے پر إِنَّا لِلَّهِ وَرَبِّهِ
پڑھتا ہے تو خدا اس کی صیبت کو دور فرمادیتا ہے اس کو اچھے انعام سے فوازتا
ہے، اور اس کی پسندیدہ چیز اس کے صلے میں عطا فرماتا ہے ॥
ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بجھوگیا تو آپ نے پڑھا، إِنَّا لِلَّهِ وَرَبِّهِ
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ اکیا چراغ کا بجھنا بھی کوئی صیبت
ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جی ہاں جس بات سے بھی مومن کو دکھ پہنچے وہ صیبت ہے
اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی، اذیت جسمانی تکلیف اور بیماری، کوئی رنج، غم اور
وکھ پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے ایک کاشا بھی چیز بھی جانا ہے را اور وہ اس پر رسمبر
گرتا ہے، تو خدا اس کے گن ہوں کو معاف فرمادیتا ہے ॥ (بخاری، مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
وہ حقیقی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے اور
خدا جیب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو امر زید عکھارنے اور گئنہ بنانے کے
لئے، آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو لوگ خدا کی رضا پر راضی رہیں خدا بھی ان
سے راضی ہوتا ہے اور جو اس آزمائش میں خدا سے ناراضی ہوں، خدا بھی ان سے
ناراضی ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ اشرف رضی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
صیحہ کسی بندے کا کوئی بچہ ہر زمانے تر خدا اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا تم
نے میرے بزرے کے بچے کی جان تعزیز کر لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں پھر وہ ان سے پوچھتا
ہے تم نے اسی کے جگر کے سحر طے کی جان لکھاں لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں پھر وہ ان سے پوچھتا
ہے، تو میرے بندے نے کیا کہا وہ کہتے ہیں اس مصیبت میں اس نے تیری حملک
اور اَنَا إِلَهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا تو خدا ان سے فرماتا ہے میرے اس بندے
کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کر دو اور اس کا نام بیت الحمد (مسکر کا گھر)، رکھو

(ترمذی)
سہ کسی نکایت اور حادثے پر اظہار غم ایک فطری امر ہے البتہ اس بات کا
پورا پورا خیال رکھیجئے کہ غم اور اندرہ کی انتہائی شدت میں بھی زبانے کے کوئی تاثق
بات نہ سکلے اور سبہ دشکر کا داں ہاتھے پھوٹنے نہ پائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سما جبراڈے حضرت ابراہیم نبی ﷺ کی گود میں تھے اور
جان کنی کا عالم تھا۔ یہ رقت آنکھیں منظر دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے

اپنے سوچنے لگے اور فرمایا "اے ابلاہ! یہم تم نہیں بدلائی سے محفوظ ہیں مگر زبان سے
دری نسلکے گا جو پروردگار کی مرمنی کے مقابلہ میں ہو گا؟" (مسلم)
بہ غم کی شدت میں بھی کوتی الیسی حرکت نہ کیجیے جس سے ناشکری اور شکایت
کی بو آئے اور جو شریعت کے خلاف ہو، دھاڑیں مار مار کر رونا، گریبان پھاڑنا، اور
گالوں پر طما نچے مارنا، چیننا چلانا اور ما تم میں سر پیدا ہے پڑھنا، مومن کے لئے کسی طرح
جانز فہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "جو شخص گریبان پھاڑتا گالوں
پر طما نچے مارتا اور چاہیت کی طرح چینتا اور چلتا، اور بین کرتا ہے وہ بیری است
میں نہیں" (ترمذی)

حضرت جعفر طیارِ حب شہید ہوئے اور ان کی شہادت کی خبر ان کے گھر پہنچی
تو ان کے گھر کی حورت میں چیننے چلانے لگیں اور مانع کرنے لگیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہلا بیجا کہ مانع نہ کیا جائے مگر وہ باز نہ آئیں تو آپ نے دوبارہ منع فرمایا پھر بھی وہ
نہ مانیں تو آپ نے حکم دیا۔ ان کے مئندہ میں خاک بھر دو۔ (رخاری)

ایک بار آپ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ایک حورت انگیشہ لئے ہوئی
آئی آپ نے اسکو اتنی سختی سے ڈانٹا کہ وہ اسی وقت بھاگ گئی۔ (سریت النبی جلد ششم)
اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنازے کے پیچے کوئی آگ اور راگ نہ لے جائے۔
عرب میں یہ رسم تھی کہ لوگ جنازے کے پیچے چلتے تو الہمارغم میں اپنی چادر کھینک
دیتے تھے۔ صرف گزر پہنچتے رہتے تھے۔ ایک بار آپ نے لوگوں کو اس حال میں
وکیسا تو فرمایا۔ چاہیت کی رسم اختیار کر رہے ہو۔ بیہرے جی میں آیا کہ تمہارے حق
میں ایسی بد دعا کروں کہ تمہاری صورت میں ہی سخ ہو جائیں لوگوں نے اسی وذت اپنی اپنی

چادریں اور ٹھلیں اور کپر کبھی الیسانہ کیا۔ (این بحث)
 ۵۔ بیماری کو رکھنا نہ کہیے اور نہ کوئی حروف شکایت زبان پر لائیے بلکہ نہایت
 صبر و مذبوط سے کام لیجئے اور اجر آخوت کی تمنا کیجئے۔
 بیماری جیلنے اور اوقتیں برداشت کرنے سے مومن کے گناہ دصلتے ہیں اور
 ان کا تذکیرہ ہوتا ہے اور آخوت میں اجر عظیم ملتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
 ہے۔

”مومن کو جسمانی اوقتیت یا بیماری یا کسی اور دبھے سے جو کبھی ذکر نہ ہو چتا ہے۔ خدا
 تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے۔ جیسے درست
 رپنے چون کو جھاڑ دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کو کانپنے دیکھ کر پوچھا۔ اسے اُتم
 سائب یا سیتب! کیا بات ہے تم کیوں کانپ رہی ہو؟ کہنے لگیں اس کے بعد بخار نے گھیر
 رکھا ہے، اس کو خدا کہجئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تمہیں بخار کو
 براست کہو۔ اس نے کہ بخار اس طرح اولاد آدم کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے
 جس طرح آگ لو ہے کے میں کو دور کر کے صاف کرتی ہے۔ (مسلم)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کعبہ کے
 پاس حضرت مہماں رضی محدث سے یوں لے تھیں ایک جنتی خاتون دکھاؤ؟ میں نے
 کہا، صرور دکھائیے۔ کہا۔ دیکھو یہ حور کالی کلوٹی حورت ہے یہ ایک بار نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بونی۔ یا رسول اللہ مجھے مرگی کا
 ایسا دُورہ پڑتا ہے کہ قن پردن کا ہوش نہیں رہتا اور میں اس حالت میں

بانگل ننگی ہو جاتی ہوں، یا رسول اللہ میرے لئے خدا سے دعا کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
لئے ارشاد فرمایا۔ اگر تم اس تخلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کر لی تو خدا تمہیں ہبنتے
نو از سے گا اور اگر چاہو تو پیش دعا کروں کہ خدا تمہیں اچھا کر دے ॥ یہ سن کر وہ خاتون
بوی یا رسول اللہ میں اس تخلیف کو تو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہوں گی البتہ دعا
فرما دیجئے کہ میں اس سالت میں ننگی نہ ہو جایا کروں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکے
لئے دعا فرمائی۔ حضرت عطاء رکھتے ہیں کہ میں نے اس دراز قدر خاتون اُمّت رضا کو کعیہ
کی سیر چیزوں پر دیکھا ॥

۶۔ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منایے۔ عزیز روں کی موت پر غم زدہ
ہونا اور آنسو بہانا ایک فطری امر ہے لیکن اس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین نہ
ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے
زیادہ کسی کا سوگ مندے۔ البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے و سی دن ہے اس
مدت میں نہ وہ کوئی رنگیں کپڑا پہنے، نہ خوشبو لگانے اور نہ کوئی اور بنا اس لگانے کرے۔

(ترمذی)

حضرت زینب بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہوا تو چھ تھے روز تعزیت کے
لئے کچھ خواتین سہنچیں۔ انہوں نے سب کے سامنے خوشبو لگانی اور فرمایا۔ مجھے اس
وقت خوشبو لگانے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ میں نے یہ خوشبو محض اس لئے لگانی
کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کو شوہر کے سوا کسی
بھی عزیز کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔

۷۔ رنج و غم اور مصیدیت میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کیجئے۔ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم حب غزوه احمد سے و اپنی شریعت لائے تو خواہیں لپنے اپنے عزیز والوں اور رشته داروں کا حال معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوئیں۔ حب حضرت حمزة بن عبد اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپ نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور کہا اپنے بھائی عبد اللہ پر صبر کرو۔ انہوں نے انا شہد و انا الیہ راجعون پڑھا اور درعاۓ مغفرت کی ॥ پھر آپ نے فرمایا اپنے ماں مسیحہ پر بھی صبر کرو انہوں نے پھر انا شہد و انا الیہ راجعون پڑھا اور دعاۓ مغفرت کی ۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیمار نخادہ بچے کو اسی حال میں جھوٹگرا پنے کا کام پڑھلے گئے۔ ان کے بھانے کے بعد بچے کا استقالہ ہو گیا۔ بیکم ابو طلحہ نے لوگوں سے کہ فرمایا کہ ابو طلحہ کو اطلاع نہ ہونے پائے وہ شام کو اپنے کام سے و اپس گھر آئے تو بیوی سے پوچھا بچے کا کیا حال ہے؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون میں ہے۔ یہ کہہ کر ابو طلحہ کے لئے کھانا لا اہیں انہوں نے الطینان سے کھانا کھایا اور ریٹ گئے۔ صبح ہوئی تو نیک بیوی نے تہابیت حکیمانہ انداز میں پوچھا۔ اگر کوئی کسی کو عاریتہ کوئی چیز دے دے اور پھر و اپس مانگجئے تو کیا اس کو یحق حاصل ہے کہ وہ اس چیز کو رد کرے؟ ابو طلحہ نے کہا۔ بھلا یہ حق کیسے حاصل ہو جائے گا۔ تو صابرہ بیوی نے کہا۔ اپنے بیٹے پر بھی صبر کر جائے۔ (مسلم)

۸۔ راہ حق میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشائی سے استقبال کیجیئے اور اس راہ میں جو دکھنے پہنچیں ان پر رنجیدہ ہونے کے بجائے سرت محسوس کرنے ہوئے خدا کا شکر ادا کیجیئے کہ اس نے اپنی راہ میں آپ کی قربانی قبول فرمائی۔

حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت اسما رضی اللہ عنہ سخت بیمار پر پی حضرت ان کی عبادت کے لئے آئے۔ مال نے ان سے کہا میٹے، اول میں یہ آرزو ہے کہ دو یا توں پیس سے ایک جب تک نہ دیکھ لوں خدا مجھے زندہ رکھے۔ یا تو تو میدان جنگ

میں شہید ہو جائے اور میں تیری شہادت کی خبر سن کر صبر کی سعادت حاصل کروں، یا تو فتح پانے اور میں مجھے فاتح دیکھ کر اپنی آسمانی میں ٹھنڈی کروں۔ — خدا کا کرنا کہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر نے ان کی زندگی ہی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے بعد حجاج نے ان کو سولی پر لشکار دیا۔ حضرت اسماء رضی کافی ضعیف ہو چکی تھیں لیکن انتہائی کمزوری کے باوجود بھی وہ یہ رفت اگریز منظر دیکھنے کے لئے تشریف لا میں اور اپنے جگر گوشے کی لاش کو دیکھ کر رونے پڑنے کے بجائے حجاج سے خطاب کرتے ہوئے ہوئے ہوئے۔
”اس سوار کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ گھوڑے کی پہنچ سے نیچے اترے!“

۹۔ ذکر درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجئے۔ دوستوں کے رنج و غم میں شرک کیجئے اور ان کا غم غلط کرنے میں ہر طرح کا تعاون کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”سارے سماں مل کر ایک آدمی کے حسیم کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی روکے تو سارا بدن دکھ محسوس کرتا ہے اور اگر سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف ہیں ہوتا ہے۔ (مسلم)

حضرت جعفر طیار راجحہ شہید ہوئے تو آپ نے فرمایا جعفر کے گرد کھانا بھجو اور اس لئے کہ آج دروغ میں ان کے گرد لے کھانا نہ پکا سکیں گے۔ (ابوداؤد)
حضرت ابو ہریث رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسی شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچپن مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اڑھائی جائے گی۔ (ترمذی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ جسی شخص نے کسی صیبت زده کی تعزیت کی تو اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود صیبت زده کو ملے گا۔ (ترمذی)

اسی سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی تاکید فرمائی کہ جنازے میں شرکت کی جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے میں شرکیہ ہوگا اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس کو ایک قیراط بھر ثواب ملے گا اور جو نماز جنازہ کے بعد دفن میں بھی شرکیہ ہوگا تو اس کو دو قیراط ملیں گے کسی نے پوچھا در قیراط لکھنے پڑے ہوں گے۔ فرمایا دو بھارڑوں کے برابر۔ (بخاری، مسلم)

۱۰۔ مصالب کے نزدیک اور غم کے ہجوم میں خدا کی طرف رجوع کیجئے اور نماز پڑھ کر نہایت حاہزی کے ساتھ خدا سے دعا کیجئے۔ قرآن میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تَعْذِيْنَّوْا بِالصَّابِرَةِ وَالصَّلَاةِ . (البقرة)

”سو نو اصحاب اور آزادائش میں) مسیح اور نماز سے مدد لو۔“

غم کی کیفیت میں آنکھوں سے آنسو بہنا، رنجیدہ ہونا فطری بات ہے۔ العبرۃ دھائیں مار کر زور سے روٹے پر ریز کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روتنے تو روٹے میں آدا نہ ہوتی۔ شنیدہ اسالیں لیتے، آنکھوں سے آنسو روان ہوتے اور سینے سے الیسی آدا آتی جیسے کوئی ہندی ابل رہی ہر یا پکی چل رہی ہو، آپ نے خود اپنے غم اور روٹے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

”آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمگین ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کلمہ نکلتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فکر مند ہوتے تو اسکا نام کی طرف سراخا اٹھا کر فرماتے ہے سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ رپاک (درستہ عظمت والا خدا) اور حبب زیادہ گریہ وزاری اور دھا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے یا ہجی یا قیم (زندگی)

۱۱۔ رنج و غم کی شدت، مصائب کے نزول اور پریشانی و اضطراب میں
یہ دعائیں پڑھئے۔ حضرت سعد ابن و قاص کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا۔

فَوَالنُّونُ نَسْنَمَةٌ مُّجْهَلٌ كَمْ كَيْدَ مِنْ إِنْسَانٍ
کَمْ كَيْدَ مِنْ إِنْسَانٍ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِسْمِكَنَكَ إِنِّي لَكُفُّرٌ مِّنَ الظَّالِمِينَ۔ (انبیاء۔ ۸۸)

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے عیب و باک ہے میں ہی اپنے اور ظلم
ڈھالے والا ہوں“

پس جو مسلمان بھی اپنی کسی تکلیف یا تنگی میں خدا کے بہ دعا مانگتا ہے خدا کے
ضد و قبولیت بخشتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حب کسی رنج و غم میں
مبتلا ہوتے تو یہ دعا کرتے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ يَعْلَمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضَافِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَوَافِرِ۔ (رجامی، سلم)

”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ عرش عظیم کا مالک ہے خدا کے
سو اکوئی معبود نہیں ہے وہ آسان دریں کا مالک ہے عرش بزرگ
کا مالک ہے“

حضرت ابو موسیٰ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَهُ الْحَمْلُ وَإِلَيْهِ الْمُؤْتَمِرُ حَمْلُهُ الْمُؤْتَمِرُ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا مُلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ لَهُ۔
یہ کلمہ نافریں بیماریوں کی دوا ہے سب سے کم بات ہے تھے کہ اس کا پڑھنے
و اس سمجھو غم سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
جس بندے کو بھی کوئی ذکر یا انکلیفت پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کے درجے
غم کو خود رخوٹی اور سرت میں تبدیل فرمادے گا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ فَرَبُّ الْعَبْدِ لَكَ رَبُّ الْعَبْدِ أَمْتَكَ نَارًا صَيْغَةَ يَسِيرَكَ
سَاهِنَ فِيَ حَكْمَكَ، قَدْلَى فِيَ قَصَاءَكَ أَسْلَكَ دُلُّى إِسْمِ هُولَكَ
تَمَيِّتَ بِهِ لَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَمْتَهُ أَحَدًا مِنْ
خَلْقِكَ أَوْ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ
الْعَظِيمَ رَسِيمَ قَلْبِي، وَنُؤْسِرَ بَصِيرَتِي وَجَلَّاءَ حُرْنَّيْ رَذْهَادِبَ
هَيْقَنِي۔ (احمد، ابن حبان، حاکم بجوالہ حسن حسین)

”خدا یا امیں تیرا بندہ ہوں۔ میرا باپ تیرا بندہ ہے، میرا ماں تیری بندی
ہے۔ میری چوٹی تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔ (یعنی میں تمہری تیرے میں میں ہوں)
تیرا حکم میرے معاملہ میں ناگزیر ہے۔ میرے بارے میں تیرا ہر حکم سراسر انسان

لے گا وہ سے باز پہنچنے کی قوت اور عمل صالح کی توفیق پہنچنے کی طاقت صرف خدا ہی دینے والے ہے
اور اس کے عقاب سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں۔ سو اسے اس کی ذات کے لیے یعنی اس کے
عقاب سے دنیا زخم سکتا ہے جو خود اس کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈے ہے)

ہے۔ میں تیرے ہر اس نام کا دارsteller دست کر جس سے تو نے اپنی ذات کو وہ سوچ
کیا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا اپنے پاس
خدا کا نسبت بی میں اس کو مستور رہنے دیا ہے تجھے سے درخواست کرتے ہوں کہ قرآن
عظیم کو میرے دل کی بہارِ میری آنکھوں کا نور، یہ سے غم کا علاج اور میرے تشویش
کا دراد ادا بنائے ۹

۱۲۔ اگر کبھی خدا نخواستہ مصائب و آلام اس طرح کھیر لیں کہ زندگی دشوار ہو جانے
اور رنج و غم ایسی ہمیت ناک شکل اختیار کر لیں کہ آپ کو زندگی درہاں معلوم ہونے لگے
تب بھی کبھی موت کی تمناء کریجئے اور نہ کبھی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاک کرنے کی تمناء ک
حرکت کا تصور کریجئے۔ یہ بزرگی بھی ہے اور بدترین قسم کی خیانت اور معصیت بھی ایسے
اضطراب اور سبے چیزیں میں برابر خدا سے یہ دعا کرتے رہیں ۱۰

اللَّهُمَّ أَخْبِرْنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرٌ لِّيْ وَلَا شَرٌّ إِذَا كَانَتْ
الْوَقْتُ أَخْيَرْنِي ۖ (بخاری، سلم)

”خدا یا اجب تک میرے حق میں زندہ رہنا ہمہ تو نجھے موت دے دے“

۱۳۔ جب کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو یہ دعا پڑھئے حضرت ابو ہریرہ رض
کہتے ہیں کہ غیر مسلم اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”جس نے بھی کسی کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا مانگی راثنا، اللہ وہ
اس مصیبت سے محفوظ رہے گا“ ۱۱

الْحَمْدُ لِلَّهِ إِلَّا إِنَّمَا يَعْلَمُ مِمَّا أَبْتَلَاهُ اللَّهُ بِهِ وَفَضَّلَنِي

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ تَمِيزَ خَلْقَنَ تَفْصِيلًا۔ (زمردی)

”خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچانے کے لئے، جس میں تم بتلا
ہوا وہ اپنی بہت سی خالوقات پر مجھے فضیلت بخشی کے

خوف ہراس کے آداب

۱۔ اعداء دین کی قتل و غارت گری، ظلم و بربریت اور فتنہ و فساد کی ہدایت ہو یا قادری عذابوں کی تباہ کاریوں کا خوف ہو۔ ہر حال میں مومنانہ بصیرت کے ساتھ اس کے اصل اسباب کی کھوج لگائیجئے۔ اور سطحی تدریبیوں پر وقت صنائع کرنے کے بجائے کتاب و سنت کی بتائی ہوئی حقیقتی تدریبیوں پر اپنی ساری قویں مرکوز کر دیجئے۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَمَا أَصَا بِكُمْ مِّنْ مُّصِيَّبَةٍ فِيمَا كَسَبْتُ أَيْدِيَكُمْ وَلَا يَعْفُونَ
كَثِيرٌ (الشوری ۳۰)

”اور تم پر جو صائب آتے ہیں وہ تمہارے ہی کرتوقوں کا تیجہ ہیں۔ اور خدا تو بہت سی خطاویں سے درگذر کرتا رہتا ہے۔“

اور قرآن پاک ہی نے اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔

وَكُوئُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيْمَانًا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَفَدِّحُونَ۔

”اور تم سب میں کر خدا کی طرف پلسو۔ اسے مومنوں اتنا کہ تم فلاج پاؤ۔“

تو ہر کے معنے ہیں پلٹنا۔ رجوع ہونا۔ گناہوں کے ہدیت ناک دلملی ہیں کچھ سی جھوٹ امت جب اپنے گناہوں پر نادم ہو کر خدا کی طرف پھر جذبہ بندگی کے ساتھ پلٹتی ہے اور اشکہاۓ ندامت سے اپنے گناہوں کی گندگی دھوکر پھر خدا سے عہدوں فا استوک۔

کرتی ہے تو اس کیفیت کو قرآن توبہ کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ اور یہی توبہ و استغفار ہر طرح کے فتنہ و فساد اور خوف و ہمیت سے محفوظ ہونے کا حقیقی علاج ہے۔

۴۔ اعداء دین کی فتنہ انگیزی اور ظلم و تم سے گھبرا کر بے سہنی رکھانے اور بے رحموں سے رحم کی بھیک مانگنے کی ذلت سے کبھی اپنی قی زندگی کو داغدار نہ کیجئے بلکہ اس کمزوری پر قابو پانے کے لئے کمرتت پاندھی جس کی وجہ سے آپ میں بزرگی پیدا ہو رہی ہے اور اعداء دین کو آپ پر تم ڈھانے اور آپ کو ہڑپ کرنے کی حراثت پیدا ہو رہی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعویٰ جیسی بتائی ہے۔
 (۱) دنیا کی محبت۔

(۲) موت سے نفرت۔

یہ عزم کیجئے کہ آپ نہ صرف اپنے سینے سے بلکہ ملت کے سینے سے ان روگوں کو دور کر کے ہی دم لیں گے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
 ”میری امت پر وہ وقت آئے والا ہے جب دوسرا قوبیں (القدر ترجمہ کر) تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دستخوان پر ٹوٹتے ہیں کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نیکل لینے کے لئے قوبیں متعدد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی۔ ارشاد فرمایا۔ نہیں اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہو گی البتہ تم سیلاں میں بہنے والے نکلوں کی طرح بے دزان ہو گے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزرگی اور راستہ سنتی پیدا ہو جائے گی۔ اس پر ایک دنی فی نے پوچھا یا رسول اللہ

یہ بزرگی کیوں پیدا ہو جائے گی؟ فرمایا اس دوچھے سے کہ تم
وہ دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور
وہ موت سے بچائے اور لفڑت کرنے لگو گے، (راہبو داد)

۳۔ نفس پرستی، عجیاشی، عورتوں کی سربراہی اور معاصلی سے اپنے معاشرے کو
پاک کیجئے اور اپنی اجتماعی عیت کو مضبوط طریقہ کر اجتماعی قوت کے ذریعے
فقہہ و فساد کو مٹانے اور ملکت میں شجاعت، زندگی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش
کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جب تمہارے ہمکران اچھے لوگ ہوں، اور تمہارے خوشنماں لوگ سختی اور فیاض
ہوں اور تمہارے اجتماعی معاملات باہمی شور ویں سے طے پائے ہوں تو تلقینیت
تمہارے لئے زمین کی پشت رپر زندگی (زمین کی گود) (میں موت) سے بہتر ہے
اور جب تمہارے امراء اور ہمکران بدگردار لوگ ہوں اور تمہارے معاشرے
کے مالدار ذر پرست اور خیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری بیگنیات کے
ہاتھوں میں ہوں تو پھر تمہارے لئے زمین کی گود یعنی موت زمین کی پشت یعنی زندگی
سے کہیں بہتر ہے۔ (زندگی)

۴۔ حالات کیسے بھی لزدہ خیز ہوں، حق کی حمایت میں کہیں کوتاہی نہ کیجئے۔ حق کی
حمایت میں جان دے دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ آدمی سے دینی اور سے غیر تی
کی زندگی گزارے، سخت سے سخت آزمائش اور شدید سے شدید خوف کی حالت
میں بھی حق کا دامن ہرگز نہ چھوڑ دیے کوئی موت سے ڈرائے تو مسکرا دیجئے اور
شہادت کا موقع آئے تو شوق و جذبے کے ساتھ اس کا استقبال کیجئے۔ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”اسلام کی سچی گردش میں ہے۔ تو جو صرف قرآن کا رخ ہوا سی طرف تم بھی گھوم جاؤ۔ ہوشیار ہوا قرآن اور اقتدار عنقریب الگ الگ ہو جائیں گے (خبردار) تم قرآن کو نہ چھوڑنا۔ آئندہ ایسے حکمران ہوں گے جو تمہارے پارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کر دے گے تو وہ تمہیں سیدھی راہ سے مجھسکھا دیں گے۔ اور اگر تم ان کی نافرمانی کر دے گے تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ صحابی نے کہا۔ تو پھر ہم کیا کریں؟ یا رسول اللہ! فرمایا وہی کرو جو علیے ہم کے ساتھیوں نے کیا۔ وہ لوگ آرڈن سے چھپے گئے رسولیوں پر لشکر شے گئے۔ خدا کی نافرمانی میں زندہ رہنے سے بدر جہا بہتر ہے کہ آدمی خدا کے احکام کی پیر دی کرتے ہوئے جان

وے دے“^{۱۱}

۵۔ آن اجتماعی امراض کے خلاف برابر جہاد کرنے رہئے۔ جن کے نقیبے میں سوسائٹی پر خوف و دہشت کی گھنائیں چھا جاتی ہیں۔ افلام، قحط خوزیری عاصم جاتی ہے اور دشمنوں کے ظالمانہ تسلط میں قوم بے بس ہو کر رہ جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عہد س فرماتے ہیں۔ ”جس قوم میں خیانت کا باذار گرم ہو جائے گا خدا اس قوم کے دلوں میں دشمن کا خوف اور دہشت بٹھا دیگا۔ اور جس سماشیرے میں زنا کی وبا عام ہو جائے گی وہ فنا کے گھاٹ از کر رہے گا۔ جس سوسائٹی میں ناپ قول میں بد دیانتی کارروائی ہو جائے گا وہ ضرر قحط اور فاقہ کی شکار ہوگی اور جہاں ناحق فیصلے ہوں گے وہاں لازماً خوزیری عاصم ہوگی۔ جو قوم بھی بد عہدی کرے گی اس پر بہر حال دشمن کا تسلط ہو کر رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

۷۔ جب دشمنوں کی جانب سے خوف لاحق ہو تو یہ دعا پڑھیئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنّا نَجْعَلُكَ فِي الْخُوبُرِ هُنْ وَ نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ وَرَدْنٍ

(البوداود،نسائی،بجوالہ حسن حسین)

”خدا یا! ہم ان دشمنوں کے مقابلے میں تھے ہی اپنی پرربانی نے ہیں اور ان کے شر و فساد سے بچنے کے لئے تیری پناہ لیتے ہیں۔“

۸۔ اور جب دشمن کے نزدے میں بچنے ہوئے ہوں تو یہ دعا پڑھیئے۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتَنَا وَ اَمْنِ رُؤْعَاتَنَا۔ (احمد بجوالہ حسن حسین)

”خدا یا! تو ہماری عزت دائرہ کی حفاظت کر اور خوف و ہراس سے ان

عطاف را۔“

۹۔ جب آندھی یا گھٹا اٹھتی دیکھیں تو گھبراہٹ اور خوف محسوس کیجئے جو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہیں نے تبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح قہقہہ لگاتے تھےں یہیں کہ آپ کا پورا منہ کھل جائے۔ آپ صرف سکراتے تھے اور جب کبھی آندھی یا گھٹا آتی تو آپ گھبرا جاتے اور دعا کرنے لگتے۔ خوف کی وجہ سے کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے اور جب تک پانی نہ برس جانا آپ کی بھی حالت رہتی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جب وہ بدلتی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ پانی برے گا اور آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ بدلتی دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر گرانی اور پریشانی دکھاتی دینے لگتی ہے تو تبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”عائشہؓ! آخر میں کیسے پرے خوف ہو جاؤں کہ اس بدلتی میں عذاب نہ ہو گا۔

جب کہ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آچکا ہے۔ قوم عاد نے جب اس بدلتی کو دیکھا

تھا تو کہ تھا کہ یہ بد لی ہم پر پانی برسائے گی۔ (بخاری، مسلم) اور یہ دعا پڑھئے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُمَا رِيَاحًا وَ لَا تَجْعَلْهُمَا رِيحًا اللَّهُمَّ اجْعَلْهُمَا رَحْمَةً وَ لَا تَجْعَلْهُمَا عَذَابًا لَهُمَا

وَ لَا تَجْعَلْهُمَا عَذَابًا لَهُمَا لَهُمَا

او راگر آندھی کے ساتھ سخت اندر ہیرا بھی ہو تو ”**قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ**“

او **قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّارِ**“ بھی پڑھئے۔ (ابوداؤد)

او حضرت حاششہؓ نے فرماتی ہیں کہ **بْنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** جب آندھی اٹھتی رکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُذْسِلَتُ
بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا
أُذْسِلَتُ بِهِ۔ (مسلم، ترمذی)

”خدایا! میں تجدے اس آندھی کی خیر اور جو اس میں ہے اس کی خیر پاہتا ہوں، اور جس غرض کے لئے یہ بھی گئی ہے اس کی خیر پاہتا ہوں، اور اس آندھی کے شر سے اور جو اس میں ہے اس کے شر سے اور جس غرض کے لئے یہ بھی گئی ہے اس کے شر سے تیری پناہ پاہتا ہوں۔“

۹۔ جب بارش کی زیادتی سے تباہی کا اندر ہشیہ ہو تو یہ دعا پڑھئے۔

اللَّهُمَّ حَوِّلْنَا لِآخِلَّهُنَا اللَّهُمَّ عَلَيَ الْأَكْوَافِ وَالظَّرَابِ وَبُطَادِينِ
الْأَدْوِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ۔ (بخاری، مسلم)

”خدایا! ہمارے آس پاس برے ہمارے اوپر نہ برے، خدا یا اپہاڑیوں

لئے خدا یا تو اس کو شیر کی ہوا نہ اور شر کی ہوا نہ۔ خدا یا تو اس کو رحمت بنا دے مذاب نہ پشا۔

پر ٹیلوں پر دادلوں پر اور کھیت اور درخت اگنے کے مقامات پر برسے۔
 ۱۰- جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنیں تو بات چیز بند کر کے قرآن پاک کی
 یہ آیت پڑھنا شروع کر دیجئے۔

وَيُسَكِّحُ الرَّعْدَ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةَ مِنْ خَيْرِهِ - (الرعد: ۲۳)

”اور بادلوں کی گرج خدا کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے اور فرشتے

بھی اس کے خوف سے لرزتے ہوئے پاکی اور برتری بیان کرتے ہیں۔“

حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی جب بادلوں کی گرج سننے تو گفتگو بند کر دیئے اور
 یہی آیت پڑھنے لگتے۔ (الادب المفرد)

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ جو شخص گرج کے وقت میں مرتباً اس آیت کو
 پڑھ لے وہ گرج کی آفت سے عافیت میں رہے گا۔ (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سننے تو پریمھا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَصَبٍ وَلَا تُمْهِلْنَا بِعَدْلٍ إِنَّكَ دَعَاءً فَنَا

فَيَأْتِيَ ذَالِكَ - (الادب المفرد)

”خدا یا! ہمیں اپنے غصب سے ہلاک نہ کر۔ اپنے عذاب سے ہمیں
 تباہ نہ کر۔ اور ایسا وقت آنسے سے پہلے ہی ہمیں اپنے دامن عافیت میں
 لے لے۔“

۱۱- جب اگ لگ جائے تو اس کو بھجانے کی بھروسہ کوشش کے ساتھ ساتھ
 اللہ اکبڑ بھی کہتے جائیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”جب اگ لگتی دیکھو تو
 اللہ اکبر کرو تب کبیر اگ کو بھجاویتی ہے۔“

۱۲۔ خوف اور دہشت کے طبیعے میں یہ دعا پڑھیئے خدا نے چاہا تو دہشت درد
ہوگی اور اطمینان نصیب ہو گا۔ حضرت برادر ایں عازم ہوتے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھ پر دہشت طاری رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا
یہ دعا پڑھا کرو۔ اس نے اس دعا کا ورد کیا۔ خدا نے اس کے دل سے دہشت
دور فرمادی۔ (صحیح الطبرانی)

سُبْحَانَ اللَّهِ الْمَدِيدِ الْقَدُّوْنَ مِنْ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ جَلَّتْ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ صَبِّرَ اللَّهَ وَجْهَهُ وَجَاهَهُ وَجَاهَهُ

”پاک وزیر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی، عیوبوں سے پاک، اے فرشتو اور
جبریل کے پروردگار انتیراہی اقتدار اور دبدبہ انسانوں اور زمین پر چھایا ہوا

ہے۔

خوشی کے آداب

ا۔ خوشی کے موقع پر خوشی ضرور منائیے۔ خوشی انسان کا ایک طبعی تقاضا اور فطری ضرورت ہے، دین فطری ضرورتوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے اور کچھ مفید ضرور و دشرا نظر کے ساتھ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب درتیلے ہے۔ دین ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ مصنوعی وقار، غیر مطلوب سنجیدگی اور وقت کی مردہ دلی اور ضرور وگی سے اپنے کردار کی کشش کو ختم کر دیں۔ وہ خوشی کے تمام جائز موقع پر خوشی منانے کا پورا پورا حق دیتا ہے اور یہ پاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ بلند حوصلوں، تازہ دلوں اور نئی امنگوں کے ساتھ تازہ دم رہیں۔ جائز موقع پر خوشی کا اظہار نہ کرنا اور خوشی منانے کو دینی وقار کے خلاف سمجھنا دین کے فہم سے محرومی ہے۔

آپ کو کسی دینی فریضے کو انعام دینے کی توفیق نصیب ہو۔ آپ یا آپ کا کوئی عزیز علم و فضل ہیں بلند مقام حاصل کر لے، خدا آپ کو مال و دولت یا کسی اور نعمت سے لوازے، آپ کسی لمبے سفر سے بخارپت گھرو اپس آئیں، آپ کا کوئی عزیز کسی درد دراز سفر سے آئے، آپ کے یہاں کسی عزیز مہمان کی آمد ہو، آپ کے یہاں شادی بیاہ یا بچے کی پیدائش ہو کسی عزیز کی صحت باخیر پت کی خبر ملے یا اہل اسلام کے فتح و نصرت کی خوشخبری سنیں یا کوئی تیور ہار ہو۔ اس طرح کے تمام موقع

پر خوشی منانا آپ کا ظریح حق ہے اسلام نہ صرف خوشی منانے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کو عین دینداری قرار دیتا ہے۔

حضرت کعب ابن مالکؓ کا بیان ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے میری تو قبیل فرمائی، اور مجھے خوشخبری ملی، تو میں فوراً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ میں نے جا کر سلام کیا۔ اُس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے جگنگار ہاتھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا کہ جیسے چاند کا کوئی مکردا ہے۔ اور ہم آپ کے چہرے کی روشنی اور چمک سے سمجھ جاتے کہ آپ اس وقت انتہائی مسرو رہیں۔ (ربیاض الصالحین)

ستیوار کے موقع پر اہتمام کے ساتھ خوب کعمل کر خوشی منایئے اور طبیعت کو ذرا آزاد چھوڑ دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے تو فرمایا۔
وہ تم سال میں دو دن خوشیاں منایا کرتے تھے۔ اب خدا نے تم کو ان سے بہتر درود اعطا فرمائے۔ یعنی عبید الفطر اور عبید الاخْحَى لہذا سال کے ان دو اسلامی تیوہاروں میں خوشی اور سرست کا پورا پورا مغلابہ رکھیجئے اور مل جل کر ذرا کصل طبیعت سے کچھ تفریجی طبیعت سے کچھ تفریجی مشاغل فطری اندماز میں اختیار کیجئے اسی لئے ان دونوں تیوہاروں میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

بچوں کو موقع دیکھئے کہ وہ ہائز قسم کی تفریح اور کمیلوں سے جی بہلائیں اور کصل کر خوشی منائیں۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ عید کا دن تھا کچھ لوٹداں، بیٹھی وہ اشعارِ گارہی تھیں جو حبگ بعاثتؓ متعلق انصار لے کر ہے تھے کہ اسی دوران حضرت ابو بکر رضی تشریف لے آئے۔ ابو لے ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ گانا بجاانا!“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ابو بکر رہنے دو۔ ہر قوم کے لئے تیوہار کا ایک دن ہوتا ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے“ ॥

ایک بار عید کے دن کچھ علبشی ہازیگر فوجی کرتب دکھارہ ہے تھے۔ آپ نے یہ کرتب خود بھی دیکھی اور حضرت عائشہؓ کو بھی اپنی آڑ میں لے کر دکھائے۔ آپ ان پازیگروں کو شاپاش بھی دیتے جاتے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ تو دیکھتے تھک گئیں تو آپ نے فرمایا اچھا اب جاؤ۔ (نجاری)

۳۔ خوشی منانے میں، اسلامی ذوق اور اسلامی ہدایات و آداب کا ضرور لحاظ رکھئے۔ جب آپ کو کوئی خوشی حاصل ہو تو خوشی دینے والے کا شکر ادا کیجئے۔ اس کے حضور سجدہ شکر بھالائیے۔ خوشی کے ہیجان میں کوئی ایسا عمل یا روئیہ اختیار نہ کیجئے جو اسلامی مزاج سے میں نہ کھائے۔ اور اسلامی آداب ہدایات کے خلاف ہو، مسسترت کا اظہار ضرور کیجئے۔ لیکن اعتدال کا بہر حال خیال رکھیے، مسسترت کے اظہار میں اس قدر آگے نہ بڑھیئے کہ فخر و غرور کا اظہار ہونے لگے۔

لہ جنگ بیان اس مشہور حبگ کا نام ہے جو انصار کے قبیلوں اس فخریج کے زمانہ جاہلیت میں ہوئی تھی۔

اور نیازمندی، بندگی اور عاجزی کے بذپات دینے لگیں قرآن میں ہے۔
 وَلَا تَغْرِيْهُوا بِسَمَا أَشْكُّمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ بَعْثَالٍ فَخُوْبِرْ۔

(الحمدیہ ۲۳)

” اور ان تعمتوں کو پاک رازانے نہ لگو جو خدا نے تمہیں دی ہیں۔ خدا رازانے والے
 اور بڑائی جانے والے کو ناپسند کرتا ہے۔ ”

اور خوشی میں لیے سرست بھی نہ ہو جائیے کہ خدا کی یاد سے غافل ہونے لگیں، ہون
 کی خوشی یہ ہے کہ وہ خوشی دینے والے کو اور زیادہ یاد کرے۔ اس کے حضور مجدد شاہ
 بجا لائیے۔ اور اپنے عمل و گفتار سے خدا کے فضل و کرم اور عظمت و جلال کا اور
 زیادہ اظہار کرے۔

رسانی میں چھینٹنے بھر کے ردزے رکھ کر اور شب میں تلاوت قرآن اور تراویح
 کی توفیق پا کر حب آپ عید کا چاند دیکھتے ہیں تو خوشی میں جسم اٹھتے ہیں کہ خدا نے جو
 حکم دیا تھا آپ خدا کی دلتنگیری سے اس کی تعییں میں کامیاب ہوئے۔ اور آپ فوراً
 اپنے ماں میں سے اپنے غریب اور سکین بھائیوں کا حصہ ان کو پہنچا دیتے ہیں کہ
 اگر آپ کی عہدوں میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو اور بندگی کا حق ادا کرنے میں کوئی خلفت
 ہوئی ہو تو اس کی تلافی ہو جائے اور خدا کے غریب بندے سے بھی عید کی خوشی میں شریک
 ہو کر خوشی کا اجتماعی اظہار کر سکیں اور پھر آپ خدا کی اس توفیق پر عید کی صبح کو دو گانہ
 شکر ادا کر کے اپنی خوشی کا صحیح صحیح اظہار کرتے ہیں اور اسی طرح عید الاضحی کے دن
 حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیلؑ کی عظیم اور بے مثال قربانی کی یاد گار منا کر
 اور قربانی کے بذپات سے اپنے سینے کو سرشار پا کر سجدہ شکر بھالاتے ہیں۔

اور پھر آپ کی ہر ہفتی میں سارے گھنی کوچے اور سرکیں بگیر و تبلیل اور خدا کی عظمت کی صد اؤں سے گونج اکٹھتی ہیں اور پھر آپ خدا کی شریعت کے مطابق جب حیدر کے ایام میں اچھا کھاتے اچھا پہلتے ہیں اور خوشی کے اظہار کے لئے جائز طریقوں کو اختیار کرتے ہیں تو آپ کی یہ ساری سرگرمیاں یادِ الہی بن جاتی ہیں۔

ہم۔ اپنی خوشی میں دوسروں کو بھی شریک کیجئے اور اسی طرح دوسروں کی خوشی میں خود بھی شرکت کر کے ان کی مسترتوں میں اضافہ کیجئے اور خوشی کے موقع پر مبارکباد دینے کا بھی اعتماد کیجئے۔

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی توہین بحث قبول ہوتی اور سلمان رضی اللہ عنہ اور اخلاقی مسالت کرنے والے لوگوں کے پاس مبارکباد دینے کے لئے پہنچنے لگے۔ اور اظہار مسالت کرنے والے یہاں تک کہ حضرت مولانا مسیح مجدد کی مبارکباد اور اظہار مسالت سے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے زندگی بصریاد کرتے رہے، حضرت کعب رضی اللہ عنہ جب بڑھا پے کے زمانے میں اپنے بیٹے عبد اللہ کو اپنی آزمائش اور توہین کا واقعہ سنایا تو خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا کے اظہار مسالت کا ذکر کیا اور فرمایا میں مولانا مسیح مجدد کی مبارکباد اور جذبات مسالت کو بھی نہیں بھول سکتا۔

خود بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی خوشخبری سنائی تو انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "لذ کعب! یہ تمہاری زندگی کا سب سے زیادہ خوشی کا دن ہے" (دریاضن الصالحین)

کسی کی شادی ہو یا کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو، یا اسی طرح کی کوئی اور خوشی حاصل ہو تو خوشی میں شرکت کیجئے اور مبارکباد دیجئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے نکاح پر اس کو مبارکہ و دینے تو یوں فرماتے۔

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمِيعَ بَنِيَّكُمَا فِي خَيْرٍ

(ترمذی)

”خدا تمہیں خوشحال رکھے اور تم دنوں پر برکتیں نازل فرمائے اور خیر و خوبی کے ساتھ تم دنوں کا نباد کرے۔

ایک ہار حضرت سیدن شفیعؓ کسی کو بچے کی پیدائش پر مبارکہ و دینے کا طریقہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔

”خدا تمہیں اپنے اس عطیے میں خیر و برکت دے، اپنی شکرگزاری کی تمہیں توفیق بخشنے، بچے کو جوانی کی بہاریں دکھانے۔ اور اس کو تمہارا فرمانبردار بکری الحاء۔“
۵۔ جب آپ کا کوئی عزیز یا شناساکسی دور دراز سفر سے آئے تو اس کا استقبال کیجئے اور اس کے بخیر و عافیت والپس آنے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونے پر اظہار سسترت کیجئے۔ اور اگر وہ اپنی بخیر والپی پر خوشی کی کوئی تقریب منانے تو اس میں شرکت کیجئے اور جب آپ کسی سفر سے بعافیت و طلاق پہنچپائیں تو اس خوشی میں کوئی تقریب منا نہیں تو اس سسترت میں بھی قریبی لوگوں کو شرکیں کریں۔ البتہ بے جا اسراف اور نمودرنالش سے پرہیز کیجئے اور کوئی ایسا خرچ ہرگز نہ کیجئے جو آپ کی وسعت سے نریادہ ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبرک سے والپس الشریف لائے تو مسلمان مرد اور بچے آپ کے استقبال کے لئے ثبیۃ الوداع تک پہنچے۔ (ایو داؤد)

اور جب آپ مکتے سے ہجرت کر کے مدینے پہنچے اور جنوب کی جانب سے شہر میں داخل ہونے لگے تو مسلمان امراء عورتیں سب تھے، بھیاں، سب ہی آپ کا خیر مقدم کرنے کے لئے محل آئے تھے اور انصار کی بھیاں خوشی میں یہ گیت گا رہی تھیں۔

طَلَّعَ الْوَدَاعُ
وَجَبَ الشَّكْرُ عَلَيْنَا
مَادَهَا مَلِئَ دَاعُ
آتَيْهَا الْمَيْوَثُ فِينَا

(در آج) ہم پر چودھوں کا چاند طلوع ہوا (جنوری پہاڑی)
شیات الوداع سے ہم پر شکر راجب ہے، اس دعوت و تعییم کا کردہ ای
خ نے ہمیں خدا کی طرف بلایا۔ ائے ہمارے درمیان بھیجے جانے والے رسول،
آپ ایسا دین لائے ہیں جس کی ہم اطاعت کریں گے ॥

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے مدینے پہنچے تو آپ نے اونٹ یا
گائے ذبح کر کے لوگوں کی دعوت فرمائی۔ (ابوداؤد)
۴۔ شادی بیاہ کے موقع پر بھی خوشی منایہ ہے۔ اور اس خوشی میں اپنے ڈست
داروں اور دوستوں کو بھی شریک کیجئے۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ

لے ٹھیکہ الوداع مدینے کے جنوب میں ایک ٹیکڑا تھا، مدینے والے ہمماںوں کو رخصت
کرتے وقت یہاں تک پہنچا لے آیا کرتے تھے۔ اس لئے اس ٹیکڑے کا نام ہی ٹھیکہ الوداع
یعنی "رخصت کا ٹیکڑہ" پڑ گیا۔

اچھے گیت گانے اور دفت بجانے کی بھی اجازت دی ہے۔ اس سے بجز باتِ مسترست کی تسلیم بھی مقصود ہے اور نکاح کا عامم اعلان اور شہرت بھی۔

وَ حَفْرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَّةً نَفْسَهُ اپنے رشتے کی ایک خاتون کا کسی انصاری سے نکاح کیا۔ جب اس کو رخصت کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے ان کے ساتھ کوئی لونڈی کیوں نہیں پیج دی جو دفت بجا تی اور کچھ گیت گاتی جاتی۔ (بخاری)۔

وَ جَبْ حَفْرَتْ رَبِيعَ بْنَتْ مُؤَذِّنَةً كَانَ نَكَاحَ هُرُواً۔ تو ان کے پاس چند راکیاں بیٹھی دفت بجارتی تھیں اور اپنے ان بزرگوں کی تعریف میں کچھ اشعار گارہی تھیں۔ جو جنگ پدریں شہید ہوئے تھے۔ ایک راکی نے ایک مصرعہ گایا۔

”ہمارے درمیان ایک ایسا نبی ہے جو کل ہونے والی بات کو جانتا ہے وہ آپ نے سنا تو فرمایا اس کو چھوڑ دد۔ اور وہی گاؤ جو پہلے گارہی تھیں“ (بخاری)
، شادی بیاہ کی خوشی میں اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو کچھ کہلانے پلانے کا بھی اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی شادی میں بھی دیسی کی دعوت کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ آپ کا ارشاد ہے۔

”ادر کچھ نہ ہو تو ایک بگرہی ہی ذبح کر کے کھلا دو“ (بخاری)
شادی میں شرکت کا موقع نہ ہو تو کم از کم مبارکباد کا پیغام ضرور کیجیہے۔ نکاح شادی اور اسی طرح کے دوسرے خوشی کے موقعوں پر تجھے دیسی سے تعلقات میں تازگی اور استواری پیدا ہوتی ہے اور محبت میں گرمی اور اضافہ ہوتا ہے۔

ہاں اس کا ضرور الماظر کیجئے کہ تھغہ اپنی حیثیت کے مطابق دیجئے اور نبود و
ناکش سے بچتے ہوئے اپنے اخلاص کا انساب ضرور کرتے رہیے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

حُسْنِ الْبَدْنَى

باب دوم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لوگو! اُخْرَى بَنْدَگِي سے اپنی زندگی کا آرائش کرو۔

خوب آنحضرت کی پادر اپنے اور پڑاکے رہو،

آنحضرت کو اپنی زندگی کا مقصد بناؤ،

اور وہاں اپنا مکانہ بنانے کے لئے برابر لگے رہو،

خوب سمجھو تو تمہیں یہاں سے جانا ہے اور خدا کے حضور پہنچنا ہے۔

اور وہاں دوہری چیزیں تمہارے کام آئیں گی۔

یا تو وہ حُسْنِ عمل جو تم اپنی زندگی میں آگے بیجی در۔

یا وہ صدقہ حماریہ جو تم اپنے پیچھے چھوڑ آؤ۔

(خطبہ رسول)

مسجد کے آداب

۱۔ خدا کی نظر میں رہنے والین کا سب سے زیادہ بہتر حصہ وہ ہے جس پر مسجد تعمیر کی جائے۔ خدا سے پیار رکھنے والے کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسجد سے بھی پیار رکھتے ہیں۔ قیامت کے ہمیشناک دن میں جب کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا، خدا اس دن اپنے اس بندے کے کو اپنے عرش کے سامنے میں رکھے گا۔ جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔ بنی اسرائیل علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”اوْرَدَهُ اللَّهُ شَخْصٌ (عِرْشَكَ) كَمَنَ مِنْ مَسَاجِدِهِ إِنَّمَا يَعْلَمُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ (التوبہ: ۱۸)“

”خدا کی سجدوں کو دری لوگ آباد رکھتے ہیں جو خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں“

۲۔ فرض نمازیں ہمیشہ مسجد میں جماعت سے پڑھئے۔ مسجد میں جماعت اور اذان کا باقاعدہ لفظ مرکھیے اور مسجد کے نظام سے اپنی پوری زندگی کو منظم کریجئے۔

”مسجد ایک الیسا مرکز ہے کہ مسلم کی پوری زندگی اسی کے گرد گھومتی ہے، نبی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مسلمانوں میں یعنی لوگ وہ ہیں جو مسجدوں میں بجے رہتے ہیں اور وہاں کے
ہٹلتے نہیں ہیں۔ فرشتے ایسے لوگوں کے ہم شین ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ غائب
ہو جائیں تو فرشتے ان کو تلاش کرتے پھر تے ہیں۔ اور اگر بیمار ٹپ جائیں تو فرشتے
ان کی بیمار پرسی کرتے ہیں اور اگر کسی کام میں لگے ہوں تو فرشتے ان کی
دکرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والا جذا کی رحمت کا منتظر ہوتا

ہے ॥ (مسند احمد)

ہم مسجد میں نماز کے لئے ذوقِ دشوق سے جائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا "صحيح و
خمام مسجد میں نماز کے لئے جانا ایسا ہے جیسے جہاد کے لئے جانا۔ اور یہ بھی فرمایا
"جو لوگ صبح کے اندر چیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں قیامت میں ان کے
مانند کامل روشنی ہوگی ॥" اور یہ بھی فرمایا "نماز ہا جماعت کے لئے مسجد میں جانے
والے کا ہر قدم ایک نیکی کو واجب کرتا اور ایک گناہ کو مٹانا ہے۔ (ابن حبان)
۵۔ مسجد کو صاف سُخرا کیجئے۔ مسجد میں جھاڑو دیجئے۔ کوڑا کر کٹ صاف کیجئے،
خوبصورت گھاٹیے۔ خاص طور پر جمعہ کے دن مسجد کو خوبصورت میں بنانے کی کوشش
کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "مسجد میں جھاڑو دینا، مسجد کو ہاک صاف
رکھنا، مسجد کا کوڑا کر کٹ باہر پھینکنا، مسجد میں خوبصورت گھاٹانا۔ بالخصوص جمعہ کے
دن مسجد کو خوبصورت میں بنانا حسنۃ میں لے جانے والے کام ہیں۔" (ابن ماجہ) اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے "مسجد کا کوڑا کر کٹ صاف کرنا حسین
نکھلوں کا ای جو رکا فہر ہے ॥" (طبرانی)

۷۔ مسجد میں ڈرتے لرزتے جائیے۔ داخل ہوتے وقت "السلام علیکم" کہیے اور خاموش بیٹھ کر اس طرح ذکر کیجیے کہ خدا کی عظمت و جلال آپ کے دل پر چھایا ہوا ہو۔ سنتے ہوتے عظمت کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا، غافلوں اور بے ادبیں کا کام ہے جن کے دل خدا کے خوف سے غالی ہیں۔ بعض لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے اور رکعت پانے کے لئے مسجد میں دوڑتے ہیں یہ بھی مسجد کے احترام کے خلاف ہے۔ رکعت ہے یا نہ ہے سنبھالی، دقار اور عاجزی کے ساتھ مسجد میں چلئے اور کھاگ دوڑ سے پکرہ بیز کر کیجیے۔

۸۔ مسجد میں سکون سے بیٹھئے اور دنیا کی باتیں نہ کیجیے مسجد میں سورہ حجنا اٹھھا مذاق کرنا، بازار کے بھاؤ پر چھانا اور بتانا، دنیا کے حالات پر تبصرہ کرنا۔ اور خرید و فروخت کا بازار اگر مکرنا مسجدوں کی بے حرمتی ہے۔ مسجد خدا کی عبارت کا گھر ہے اس میں صرف عبادت کیجیے۔

۹۔ مسجد میں لیے چھوٹے بچوں کو نہ لے جائیے جو مسجد کے احترام کا شوہ نہ رکھتے ہوں، اور مسجد میں پیش اب، پا غانہ کریں یا تھوکیں۔

۱۰۔ اگر آپ کی کوئی چیزیں باہر گئیں تو جائے تو اس کا اعلان مسجد میں نہ کیجیے۔ حق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں یا بیٹھ کر ذکر اور تلاوت کریں۔

نہیں کی مسجد میں اگر کوئی شخص اس طرح اعلان کرتا تو آپ ناراض ہوتے اور یہ کلمہ فرماتے "لَا سَرَدَ اللَّهُ عَلِيَّ دَعَى صَنَاعَتَ دَعَى خَدَّا تَجْهِيدَ كُو تَبَرِّحَى گُمَى ہُوَيْ چَنَزَ"

نہ ملائے ॥

۱۰۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دل بیان پاگوں رکھیئے اور نبی پر درود وسلام کیجیئے پھر یہ دعا پڑھیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو پہلے نبی پر درود کیجیئے اور پھر یہ دعا پڑھیے۔

اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ (مسلم)

”خدا یا امیرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

۱۱۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد درکعت نفل پڑھنے ان نوافل کو تحریر المسجد کہتے ہیں۔ اسی طرح جب کبھی سفر سے واپسی ہو تو سب سے پہلے مسجد کو پڑھ کر درکعت نفل پڑھیئے اور اس کے بعد گھر جائیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جا کر نفل پڑھتے اور پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

۱۲۔ مسجد کے نکلتے وقت ہایاں پاؤں باہر رکھیئے اور یہ دعا پڑھیئے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ (مسلم)

”خدا یا امیں تجوہ سے تیرے فضل و کیم کو حوال کرنا ہوں ॥“

۱۳۔ مسجد میں باقاعدہ اذان اور نماز ہا جماعت کا نظم قائم کیجیئے اور موذن اور امام ان لوگوں کو بنائیں جو اپنے دین و اخلاق میں بھیثیت مجموعی سب سے بہتر ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو کوشش کیجیئے کہ اپنے لوگ افان اور امامت کے فریضے الجام دین جو معاوضہ نہ لیں۔ اور اپنی خوشی سے اجر آخرت کی طلب میں ان فرائض کو انجام دیں۔

۱۴۔ اذان کے بعد یہ دعا پڑھیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص

اذان سن کریہ دعاء مانگے قیامت کے روز اس کے لئے میری دعا و اجنب ہوگی۔
(مشکوٰۃ)

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّارِقَةِ التَّائِمَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ ادْعُ
مُحَمَّدًا بِالْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَالدَّارِجَةِ الرَّفِيعَةِ وَابْعُثُهُ مَقَامًا
مُحْمُودًا يَا أَرْدُنِي وَعَدْتَهُ وَاسْرُرْقَنَا شَفَاعَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ
إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ.

”خدا! اس کامل دعوت اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے مالک!
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا قرب رضیامت اور بڑائی عطا فرماء! اور ان کو اس
اس مقامِ محمود پر فائز کر جس کا تونے ان سے وعدہ لے رہا یا ہے اور سبھیں ان کی
شفاعت سے بہرہ مند فرمائے شک تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔“

۵۱- مُؤْذن جب اذان دے رہا ہو تو اس کے کلمات سن کر آپ چھپی فہریتے
البته جب وہ حجت علی الصلوٰۃ درجی علی الفلاح کہے تو اس کے جواب میں کہنیے والا
~~حَسْنَهُ قَلَّا فُوَّةً إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ~~ اور فجر کی اذان میں جب مُؤذن الصلوٰۃ
خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے تو جواب میں یہ کلمات کہنیے مصداقت و برداشت و تم
نے پس کھا اور سجلائی کی بات کہنی ہے

۱۶۔ تکریر کرنے والا جب قُدْمَتِ الصلوٰۃ کے توجہاب میں یہ کلمات
کہیے۔ آقَا مَرْحَما اللہ وَآدَمَرْهَا۔ خدا اے ہمیشہ قائم رکھے ॥

۱۷۔ عورتیں مسجدوں میں جانے کے بجائے گھر ہی میں نماز ادا کریں۔ ایک بار حضرت ابو حمید ساعدی کی بیوی نے تمی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ پا رسول اللہ

مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا بڑا شوق ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے تمہارا شوق معلوم ہے لیکن تمہارا کوٹھری میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم دالان میں نماز پڑھو اور دالان میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ صحن میں پڑھو۔

المبتدئہ عورتوں کو مسجد کی ضروریات پوری کرنے کی امکان بھر کو شمش کرنا چاہیئے پرانی کا انتظام، چھٹائی کا انتظام اور خوشبو و غیرہ کا سامان بھیجیں اور مسجد سے ولی تعلق قائم رکھیں۔

۱۸۔ ہوشیار بچوں کو اپنے ساتھ مسجد لے جائیے ماڈل کو چاہیئے کروہ تر غیب فرے دے کر بھیجیں تاکہ بچوں میں شوق پیدا ہو اور مسجد میں ان کے ساتھ نہ باہت نرمی، محبت اور شفقت کا سلوک کیجیئے۔ وہ اگر کوئی کوتاہی کریں یا کوئی شرارت کر بیٹھیں تو ڈانٹنے پھٹکانے کے بجائے پیار اور محبت سے سمجھائیے اور بھلائی کی تلقین کیجیئے۔

نماز کے آداب

۱۔ نماز کے لئے طہارت اور پاکی کا پورا پورا خیال رکھیجئے۔ وضو کریں تو سواک کا بھی اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں میری امت کی ملامت بہ ہوگی کہ ان کی پیشانی اور اعضا کے وضو لور سے چپک رہے ہوں گے۔ پس جو شخص اپنے اپنے نور کو ٹڑھانا چاہے ٹڑھائے ॥

۲۔ صاف، نتھرے، شمیدہ، مہذب اور سلیقے کے کپڑے پہن کر نماز ادا کیجئے قرآن مجید میں ہے، یعنی اَدْمَحُهُ فَإِذْ نِيَّتَكُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ لَمَّا آتُمْ كے میتوڑا دہر نماز کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ ہو جایا کرد ॥

۳۔ وقت کی پابندی سے نماز ادا کیجئے۔ اَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۚ مِنْ نَوْفَلٍ پر وقت کی پابندی سے نماز فرض کی گئی ہے ॥ حضرت عبید اللہ ابن سعید رحمہ نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ انہا کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے، آپ نے فرمایا۔ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ ”خدا نے پانچ نمازوں فرض کی ہیں جس شخص نے ان نمازوں کو ان کے مقررہ وقت پر اچھی طرح دنو کر کے خشوع خضوع سے ادا کیا۔ تو خدا پر اس کا یہ حق ہے کہ وہ اس کو بخش دے اور جب نے ان نمازوں میں کوتاہی کی تو خدا پر اس کی مغفرت و نجات کی کوئی ذمہ داری نہیں چاہے تو

عذاب دے اور چاہے تو بخش دے گے (رماں)

۴- نماز ہمیشہ جماعت سے پڑھنے۔ اگر کبھی جماعت نہ ملے تو بھی فرض نماز
مسجد ہی میں پڑھنے کی کوشش کیجئے، البتہ منتین گھر پر صنایعی اچھا ہے نبھی کا ارشاد
ہے جو شخص چالیس دن تک تکمیر اولیٰ کے ساتھ نماز با جماعت پڑھے وہ درخواست اور فناق
دولوں سے محفوظ کر دیا جاتا ہے (ترمذی) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔
اگر لوگوں کو نماز با جماعت کا اجر و ثواب معلوم ہو جائے۔ تو وہ ہزار مجبوریوں کے باوجود
بھی جماعت کے لئے درود فوکر آئیں۔ جماعت کی پہلی صفت ایسی ہے جیسے فرشتوں
کی صفت تہران از پڑھنے سے دو آدمیوں کی جماعت بہتر ہے پھر جتنے آدمی

زیادہ ہوں اتنی ہی یہ جماعت خدا کو زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

۵- نماز سکون کے ساتھ پڑھئے اور رکوع دبھرو اطمینان کے ساتھ ادا کیجئے
رکوع سے اٹھنے کے بعد اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہو جائیے پھر مسجدے
میں جائیے۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بھی مناسب و قدر کیجئے۔ اور
دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی پڑھ لیا کیجئے۔

**أَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَارَ حَمْنَى وَأَهْدِنِي وَاجْبُرْ لِي دَعَا فِتْنَى
ذَارَ ذُقْنَى - (ابوداؤد)**

”خدا یا تو میری مغفرت فرم، مجھ پر حسم کر۔ مجھے سیدھی راہ پر چلا۔ میری

شکستہ حالی دور فرم۔ مجھے سلامتی دے اور مجھے رہنمی عطا کر گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”جو شخص نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے۔

نماز اس کو دعائیں دیتی ہے کہ خدا اسی طرح تیری بھی حفاظت کرے جس طرح تو

نے میری حفاظت کی ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا " بدترین چوری نماز کی چوری ہے ۔
لوگوں نے پوچھا، یا رسول اللہ انماز میں کوئی چوری کیسے کرتا ہے؟ فرمایا " زکوٰع
اور سجدہ سے ادھورے سے ادھورے کر کے ۔

۶۔ اذان کی آواز سننے سی نماز کی تیاری شروع کر دیجئے ۔ اور دنبوک کے پہلے
سے سجدہ میں پہنچ جائے اور خاموشی کے ساتھ صفت میں بیٹھ کر جماعت کا انتظار
کیجئے ۔ اذان سننے کے بعد سُستی اور تاخیر کرنا اور کسماں تے ہوئے نماز کے
لئے چانا منافقوں کی علامت ہے ۔

۷۔ اذان بھی ذوق و شوق سے پڑھا کیجئے نبی ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا
یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے ۔ آپ
نے فرمایا " نماز کے لئے اذان دیا کرد ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا " موت کی
آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جو اس کی اذان سنتا ہے وہ قیامت میں موت
کے حق میں گواہی دے گا جو شخص جنگل میں اپنی بکریاں چراتا ہو اور اذان
کا وقت آنے پر اوپھی آواز سے اذان کہے ۔ تو جہاں تک اس کی آواز
جائے گی قیامت کے دن وہ ساری چیزیں اس کے حق میں گواہی دیں
گی ۔ (رنجاری)

۸۔ اگر آپ امام ہیں تو تسامر آداب و شرائع کا اہتمام کرتے ہوئے نماز
پڑھائیے اور مقتدیوں کی سہولت کا الحافظ کرتے ہوئے اچھی طرح امامت
کیجئے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جو امام اپنے مقتدیوں کو اچھی طرح نماز

پڑھاتے ہیں اور یہ سمجھو کر پڑھاتے ہیں کہ ہم اپنے مقتدیوں کی نماز کے صاف ہیں ان کو اپنے مقتدیوں کی نماز کا اجر بھی ملتا ہے جتنا ثواب مقتدیوں کو ملتا ہے اتنا ہی امام کو بھی ملتا ہے۔ اور مقتدیوں کے اجر و ثواب یہیں کوئی کہی نہیں کی جاتی۔ (طبرانی)۔

۹۔ نماز اس طرح خشوع غضوع سے پڑھئے کہ دل پر خدا کی عظمت فجلان کی ہیئت طاری ہو اور خوف و سکون چھایا ہوا ہو، نماز میں بلا دسمہ ساتھ پیر ہلانا۔ مدن کھانا، دار حی میں خلاں کرنا، ناک میں انگلی دینا، کپڑے سنبھالنا سخت پے دبی کی حرکتیں ہیں ان سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ نماز کے ذریعہ خدا سے قرب حاصل کیجئے۔ نماز اس طرح پڑھئے کہ گویا آپ خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ یا کم از کم یہ احساس رکھئے کہ خدا آپ کو دیکھ رہا ہے نبی ملنے فرمایا۔

"بندہ لپٹے رب سے سبکے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے حضور مسجدہ گرتا ہے۔ پس جب تم مسجدہ کر د تو سجدہ سے ہیں خوب دعا کیا کر دیں" (مسلم)

۱۱۔ نماز ذوق دشوق کے ساتھ پڑھئے۔ مارے باندھے کی رسکی نماز و حقیقت نماز نہیں ہے۔ ایک وقت کی نماز پڑھنے کے بعد دوسرا نماز کا اسے چینی اور شوق سے انتظار کیجئے۔ ایک دن مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشار کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ اس قدر تبیر نیز جمل کر آئے کہ آپ کی سانس چڑھ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ لوگو اخوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کرتے

ہوئے فرمایا دیکھو میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسرا می نماز کا انتظار
کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ)

۱۲۔ غافلوں اور لاپرواہوں کی طرح جلدی جلدی نماز پڑھ کر سر سے بوجھ دن
آتا رہے بلکہ حضور قلب کے ساتھ خدا کو یاد کیجئے اور دل، دماغ احساسات،
جذبات اور انکار و خیالات ہر چیز سے پوری طرح خدا کی طرف رجوع ہو کر
پوری میسونی اور دھیان کے ساتھ نماز پڑھئے۔ نمازو ہی نماز ہے جس میں
اک احمد بن اففع اک نماز خدا اک را د سے خالی ہوتی ہے۔

خدا کی یاد ہو۔ مناسقوں کی مسارِ حدائقی پرستی میں اور اس کا آئینہ
۳۰۔ نماز کے باہر بھی نماز کا حق ادا کیجئے اور پوری زندگی کو نماز کا آئینہ
بنائیے۔ قرآن میں ہے ”نماز بے حیاتی اور نافرمانی سے روکتی ہے“، نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک انتہائی اثر انگیز تمثیل میں اس کو اس طرح پیش فرمایا۔ آپ نے ایک
سو کھیٹھنی کو زور زور سے ہلا کیا۔ ٹھہنی میں لگئے ہوئے پتے ہلانے سے سب جھڑ
گئے۔ پھر آپ نے فرمایا نماز پڑھنے والوں کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے
طرح اس سو کھیٹھنی کے پتے جھڑ گئے اور اس کے بعد آپ نے قرآن کی یہ آیت
تلادت فرمائی۔

وَأَقْهِرُ اسْلَوْكَاطَرَ فِي الْهَارِ وَزُلْنَامِنَ الْمَيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْبِغُنَ
الْسَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرٌ يَلْهَدُ أَكْرِيمَنَ - (هُودٌ: ١٢)

” اور نہاز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر (یعنی فجر اور مغرب) اور کچھ رات گئے پر بلاشبہ نیکیاں براہمیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے۔ نصیحت کو حاصل کرنے والوں کے لئے ۔ (نسائی)

۱۴- نماز میں شعیر شعیر کر قرآن شریعت پڑھیئے اور نماز کے دوسرے اذکار بھی شعیر شعیر کر پوری توجہ، دل کی آمادگی اور طبیعت کی حاضری کے ساتھ پڑھیئے سمجھ سمجھ کر پڑھنے کے شوق میں اضافہ ہوتا ہے، اور نمازو واقعی نماز بن جاتی ہے۔

۱۵- نماز پابندی سے پڑھیئے کبھی نا خدھ کیجئے موسنوں کی بنیادی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ پابندی کے ساتھ بلانا غیر نماز پڑھتے ہیں۔

إِلَّا الْمُصَلِّيُّونَ إِلَّا مَنْ يَنْهَا هُمُّ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ۔ (المعارج: ۲۲-۲۳)

”مگر نمازی لوگ وہ ہیں جو اپنی نمازوں کا پابندی کے ساتھ التراحم کرتے ہیں۔“

۱۶- فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ لفظ نمازوں کا بھی استعمال کیجئے اور کشرت سے نوافل پڑھنے کی کوشش کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص فرض نمازوں کے علاوہ دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھتا ہے اس کے لئے ایک گھر جنت میں بنادیا جاتا ہے۔“ (مسلم)

۱۷- سندت اور نوافل کبھی گھر میں بھی پڑھا کیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد کچھ نماز گھر میں پڑھا کرو۔ خدا اس نماز کی طفیل تہمارے گھروں میں خیر عطا فرمائے گا۔“ (مسلم) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سندت دنوافل اکٹھ پڑھا کرتے تھے۔

۱۸- فخر کی نماز کے لئے جب گھر میں نکالیں تو یہ دعا پڑھیئے۔

**اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي فِي قَدْرِي نُوْرًا وَ فِي بَعْدِي نُوْرًا وَ فِي سَيْعِي نُوْرًا
وَ عَنِّي يَمْدُنِي نُوْرًا وَ هُنْ شَمَائِيلُ نُوْرٍ أَوْ مِنْ خَلْفِي نُوْرًا أَوْ مِنْ
أَمَانِي نُوْرًا فَاجْعَلْنِي نُوْرًا وَ فِي عَصَبِي نُوْرًا وَ فِي لَحْبِي نُوْرًا**

رَبِّنِيْ دِمَنِ نُوْسَرَا وَفِي شَعْرِنِ نُوْسَرَا وَفِي لِسَانِنِ نُوْسَرَا وَاجْعَلْنِي
لِي نَفْسِنِ نُوْسَرَا وَأَعْظَمْنِي بِنِ نُوْسَرَا وَاجْعَلْنِي نُوْسَرَا وَاجْعَلْنِي
مِنْ فَوْقِنِ نُوْسَرَا وَمِنْ تَحْتِنِ نُوْسَرَا أَللَّهُمَّ أَعْظُمْنِي نُوْسَرَا
(حسن حصین)

«خدا یا! تو پیدا فرمادے میرے دل میں نور، میری بینائی میں نور،
میری شنوائی میں نور، میرے دل میں نور، میرے ہائیں نور، میرے
پیچھے نور، میرے آگے نور، اور میرے لئے نور ہی نور کر دے۔ میرے
پٹھوں میں نور کر دے اور میرے گوشت میں نور، میرے خون
میں نور، میرے پالوں میں نور، میری کھال میں نور، میری زبان میں
نور، اور میرے نفس میں نور پیدا فرمادے اور مجھے نور عظیم دے۔
اور مجھے سراپا نور بنا دے اور پیدا فرمادے اور نور۔ میرے نیچے
نور، خدا یا مجھے نور عطا کر!»

۱۹۔ فجر اور مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر گفتگو کرنے سے پہلے ہی سات بار
دعا پڑھیئے۔

أَللَّهُمَّ أَجْرِنِي مِنَ النَّارِ۔

«خدا یا! مجھے جہنم کی آگ سے پناہ دے!»
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

«فجر و مغرب کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سات بار یہ
دعا پڑھ لیا کرو۔ اگر اس دن یا اس رات میں مر جاؤ گے تو تم جہنم سے ضرور

نجات پا دے گے ॥ (مشکوٰۃ)

۲۰۔ ہر نماز کے بعد توین بار استغفار اللہ کہیے اور پھر یہ دعا پڑھیے ۔

اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَلِيلَ الْجَلَالِ

ذَلِيلُ كَوَافِرِ (مسلم)

”خدا یا اتوال سلام ہے، سلامتی کا فیضان تیری ہی ہابن سے ہے

تو خیر و برکت دالا ہے ۔ اے عظمت والے اور نوازش والے ॥“

حضرت ثوبان رضی فرمائے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیر لیتے تو نبین بار استغفار اللہ کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے ۔ (مسلم)

۲۱۔ جماعت کی نمازوں میں صفوں کو درست رکھنے کا پورا پورا اہتمام کیجئے ۔

صفیں بالکل سیدھی رکھیے اور کھڑے ہونے میں اس طرح کندھے سے کندھا ملائیے کہ زیچ میں خالی جگہ نہ رہے ۔ اور جب تک آگے کی صفویں نہ بھر جائیں تھیں تو دوسروی صفویں نہ بنائیے ۔ ایک بار جماعت کی نمازوں میں ایک شخص اس طرح کھڑا ہوا تھا کہ اس کا سینہ پا ہر نکلا ہوا تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو تنبیہ پر فرمائی ۔

”خدا کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھی اور درست رکھنے کا لازماً اہتمام کرو ورنہ خدا تمہارے رُخ ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا“ (مسلم جلد ۱)

ایک موقع پر آپ نے فرمایا ۔

دو چو شخص نمازوں کی کسی صفت کو جوڑے گا اُسے خدا جوڑے گا اور جو کسی صفت کو کاٹے گا خدا اُسے کاٹے گا ۔ (ابوداؤ و جلد ۱)

۲۳۔ بچوں کی صفت لا ار نامردوں سے پہنچپے بنائیے۔ اور بڑوں کے ساتھ
 کھڑا نہ کیجئے البتہ عیدگاہ وغیرہ میں جہاں الگ کرنے میں زحمتیں پیش آئیں یا بچوں
 کے لئے کامیابی کا اندر شیرہ ہو تو وہاں بچوں کو پہنچپے پہنچنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے ساتھ
 کے لئے الگ ہونے کا اندر شیرہ ہو تو وہاں بچوں کو پہنچپے پہنچنے کی ضرورت نہیں۔ اگر مسجد میں ان کے
 رکھئے۔ اور عورتوں کی صفائی یا توب سے پہنچپے ہوں یا الگ ہوں اگر مسجد میں ان کے
 لئے الگ جگہ بنی ہوئی ہو، اسی طرح عیدگاہ میں عورتوں کے لئے الگ جگہ کا
 انتظام کیجئے۔

تلاؤتِ قرآن کے آداب

۱۔ قرآن مجید کی تلاوت ذوقی و شوق کے ساتھ دل لگا کر کیجئے اور یہ یقین رکھئے کہ قرآن مجید سے مشغف خدا سے شفعت ہے ابھی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ «میری امت کے لئے سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے ۔۔۔

۲۔ اکثر وزیر وقت تلاوت میثاقوں پر ہے اور کبھی تلاوت سے نہ گرتا ہے۔ نبی نے فرمایا خدا کا ارشاد ہے «جو بندہ قرآن کی تلاوت میں اس قدر مشغول ہو کر وہ مجھ سے دعا مانگنے کا موقع نہ پاسکے تو پہن اس کو بغیر مانگے ہی مانگنے والوں سے زیادہ دنگلا ۔۔۔ (ترمذی) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «بندہ تلاوت قرآن ہی کے ذریعہ خدا کا سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے ۔۔۔ (ترمذی) اور آپ نے تلاوت قرآن کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا «جس شخص نے قرآن پڑھا اور وہ روزانہ اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔۔۔ مشک سے بھری ہوئی زنبیل کہ اس کی خوشبو چار سو، دہک رہی ہے اور جس شخص نے قرآن پڑھا لیکن وہ اس کی تلاوت نہیں کرتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی بوٹی۔ کہ اس کو ذات لگا کر بندہ کر دیا گیا ہے۔۔۔ (ترمذی)۔۔۔

۳۔ قرآن ہاک کی تلاوت مصحت طلب مداریت کے لئے کیسے۔ (گوں کو اپنا

گر دیدہ بنانے، اپنی خوش الحالت کا سکھ جانے، اور اپنی دینداری کی دھاک بٹھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کر جیئے یہ انتہائی گھٹیا مقاصد ہیں اور ان اغراض سے قرآن کی تلاوت کرنے والا قرآن کی ہدایت سے محروم رہتا ہے۔

۴- تلاوت سے پہلے طہارت اور نظافت کا پورا اہتمام کیجئے بغیر دھنو قرآن مجید چھوٹنے سے پرہیز کر جیئے، اور پاک صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کیجئے۔

۵- تلاوت کے وقت قبلہ رُخ دوز الفہر کر بیٹھے اور گردن جھکا کر انتہائی توجہ، یکسوئی، دل کی آمادگی اور سلیقے سے تلاوت کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

کتابِ آنَّزَ لَنَّهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّ بَرْوَفَا آیتِہ وَلِیَتَذَكَّرَ

أَوْلُوا الْأَلْبَابِ۔ (ص: ۲۹)

۶- کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی برکت والی ہے تاکہ وہ اس میں خود دلکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

۷- تجوید اور ترتیل کا بھی جہاں تک ہو سکے لحاظ رکھئے۔ حروفِ تہجیک ٹھیک ادا کیجئے اور تہجیک کر پڑھیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «اپنی آواز اور اپنے لہجے سے قرآن کو آراستہ کرو» (راہبردادو)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک حرف کو واضح کر کے اور ایک ایک آیت کو الگ الگ کر کے پڑھا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا جس تھیرو، اور خوش الحالت کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے تھے۔ اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلیے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ۔ تمہارا شکانا

نہ باری تلاوت کی آخری آیت کے قریب ہے۔ (ترمذی)

۸۔ نہ زیادہ زور سے پڑھئے اور نہ بالکل ہی آہستہ بلکہ درمیانی آواز میں پڑھئے۔ خدا کی ہدایت ہے۔

**وَلَا تَجْهُدْ رِحْلَةَ قِلَقٍ وَلَا تَخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَالِكَ
سَبِيلًا۔** (بني اسرائیل: ۱۰)

۹۔ اور اپنی نماز میں نہ تو زیادہ زور سے پڑھئے اور نہ بالکل ہی دھیر سے دھیر سے بلکہ دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کیجئے ॥

۱۰۔ یوں توجیب بھی موقع ملے تلاوت کیجئے لیکن سحر کے وقت تہجد کی نماز میں بھی قرآن پڑھنے کی کوشش کیجئے۔ یہ تلاوت قرآن کی فضیلت کا سب سے اوپر چا درج ہے اور مومن کی یہ نہنا ہونی چاہیئے کہ وہ تلاوت کا ادنیجے سے اوپر چاہتے ہو حاصل کرے۔

۱۱۔ نہیں دن سے کم میں قرآن شریعت ختم کرنے کی کوشش کیجئے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نہیں دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قطعاً قرآن کو سمجھا۔

۱۲۔ قرآن کی عظمت و قوت کا احساس رکھیئے اور جس طرح ظاہری طہارت اور پاکی کا لحاظ کیا ہے اسی طرح دل کو بھی گندے سے خیالات، بُرے چیزات اور ناپاک مقاصد سے پاک کیجئے۔ جو دل گندے اور نجیس خیالات اور چیزات سے آلو دہ ہے۔ اس میں نہ قرآن پاک کی عظمت و قوت بیٹھ سکتی ہے اور نہ وہ قرآن کے معارف و حقائق ہی کو سمجھ سکتی ہے۔ حضرت مکرمہ رضی جب قرآن شریعت کھو لتے تو اکثر

بے ہوش ہو جاتے اور فرماتے یہ یہ سے جلال و عظمت والے پر دردگار کا کلام
—

۱۱۔ یہ سمجھو کر تلاوت کیجئے کہ روئے زین پر انسان کو اگر مدعاۃ مل سکتی ہے تو صرف اسی کتاب سے، اور اسی تصور کے ساتھ اس میں تفکر اور تدریب کیجئے اور اس کے حقائق اور حکمتیوں کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ فر فر تلاوت نہ کیجئے بلکہ سمجھو کر پڑھنے کی عادت ڈالئے اور اس میں غور و فکر کرنے کی کوشش کیجئے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ من "القارعه" اور "القدر" جیسی چھوٹی چھوٹی سورتوں کو سوچ مجھ کر پڑھنا اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ البرہ اور آں عمران جیسی بڑی بڑی سورتیں فر فر پڑھ جاؤں اور کچھ نہ سمجھوں۔ بنی حمیل اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ساری رات ایک ہی آیت کو دہراتے رہے۔

إِنْ تَعْدِيْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَرَانُ تَغْفِرُ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ - رَمَادَنٌ ١١٨

۱۲۔ اس عزم کے ساتھ تلاوت کیجئے کہ مجھے اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بدلنا ہے اور اس کی ہدایات کی روشنی میں اپنی زندگی بنانا ہے اور پھر جو ہدایات میں اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھانے اور کوتاہمیوں سے زندگی کو پاک کرنے کی سلسلہ کو شش کیجئے قرآن آئینے کی طرح آپ کا ہر ہر داعن اور ہر ہر دعید آپ کے سامنے نمایاں کر کے پیش کر دے گا اب یہ آپ کا کام ہے۔

کر آپ ان دانچ دھبیوں سے اپنی زندگی کو روپاک کریں۔

۱۲۔ تلاوت کے دوران قرآن کی آیات سے اثر لینے کی بھی کوشش کیجئے جب رحمت، مغفرت، اور حجت کی لازماں نعمتوں کے تذکرے پر میں تو خوشی اور مسترت سے جسم اٹھئے اور جب خدا کے عظیم و غصہ اور عذابِ جہنم کی ہولناکیوں کا ذکر و پڑھیں تو بدن کا نپتے لگے۔ آنکھیں ہے اختیار بہ پڑھیں اور دل تو بہ اور ندامت کی کیفیت سے رونے لگے۔ جب مومنین صالحین کی کامرانیوں کا حال پڑھیں تو جہرو دمکنے لگے اور جب قوموں کی تباہی کا حال پڑھیں تو غم سے نہ حال نظر آئیں۔ وعید اور ڈراوے کی آیات پڑھ کر کانپ اٹھیں اور بشارت کی آیات پڑھ کر روح شکر کے بہذب اسے سرشار ہو جائے۔

۱۳۔ تلاوت کے بعد دعا فرمائیے حضرت عمر رضی کی ایک فعل کے الفاظ یہ ہیں۔

اللَّهُمَّ اؤْزِنْ فُتْنَى التَّفَكُّرَ وَالشَّدَّاجَرَ مِمَّا يَشْلُوُهُ إِسَانٌ وَمَنْ كَثَرَ إِلَيَّ
دَالْفَهْمَ لَهُ، وَالْمَعْرِفَةُ بِمَعَايِنِهِ وَالنَّظَرُ فِي هَجَائِيهِ وَالْعَمَلُ
بِذَا إِلَيْكَ مَا بَقِيَّتُ، إِنِّي عَلَى الْأَكْلِ شَهِيْ قَدِيرٌ

”خدا یا امیری زبان تیزی کتاب میں سے جو کچھ تلاوت کرے۔ مجھے توفیق دے کر میں اس میں غور و فکر کروں، خدا یا مجھے اس کی سمجھ دے۔ مجھے اس کے مفہوم و معانی کی معرفت بخشیں اور اس کے عجائب اس کو پانے کی تعریف دے کر اور جب تک زندہ رہوں مجھے توفیق دے کر میں اس پر ہمکل کر تاہمہوں۔

بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے ॥

بیوں جمعر کے آداب

ا۔ جمعر کے دن صفائی سترائی، نہانے دھونے اور آرائش و زیباٹش کرنے کا پورا اپورا استھام کیجئے۔

حضرت محمد اللہ ا بن عمر رضی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ «جب کوئی جمعر کی نماز پڑھنے آئے تو اُسے غسل کر کے آنا چاہیے ॥» (بخاری، مسلم) اور حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ «ہر سلمان پر خدا کا یحق ہے کہ ہر ہفتہ میں غسل کرے، سر اور بدن کو دھوئے ॥» اور حضرت ابو سعید رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہر جمعر کے دن ہر بالغ بھوان کے لئے غسل کرنا لازمی ہے اور مسوک کرنا اور خوشبو لگانا بھی اگر میسر ہو ॥ (بخاری اور مسلم)

اور حضرت سلمان رضی کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ «بھو شخص جمعر کے دن نہایا دھویا اور اپنے بس بھراں نے طہارت و تطافت کا پورا اپورا استھام کیا۔ پھراں نے تیل لگایا، خوشبوٹی اپھر داپھر دھلے مسجد میں جا پہنچا اور (مسجد جا کر صفت میں بیٹھے ہوئے) دو آدمیوں کو ایک دوسرے سے نہیں ہٹایا۔ پھراں نے نماز پڑھی جو بھی اس کے لئے مقدر تھی۔ پھر جب امام (تمہیر کی طرف) نکلا تو چپ چاپ (بیٹھا، احاطہ کیا) اور ہاتھ اس شخص کے دہ سارے گناہ بخش دیئے

گئے جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے تھے؟ (بجانی)

۲۔ جمعہ کے دن زیادت سے زیادہ ذکر دینے، تلاوت قرآن اور دعا، صدقہ و نیرات ملپتوں کی عیادت، جنازے کی شرکت، گورستان کی سیر اور دوسرے نیک کام کرنے کا اہتمام کیجئے۔

حضرت ابو ہریث رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فضل ترین دن جس پر سوچ طلوع ہنرادہ جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم پیدا ہوئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن وہاں سے مکان کئے (اور خدا کے خلیفہ بنائے گئے) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدراوی رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ عل ایسے ہیں کہ ہر شخص ان کو ایک دن میں کئے گا خدا اس کو جنت والوں میں کہہ دے گا۔

۱۔ بیمار کی عیادت کرنا۔

۲۔ جنازے سے میں شرکت ہونا۔

۳۔ روزہ رکھنا۔

۴۔ نکار جمعہ ٹھہرنا۔

۵۔ علم کو آزاد کرنا۔ (راہن حبان)

ظاہر ہے پانچوں اعمال کا بجا ہنا اسی وقت ممکن ہے جب جمعہ کا دن ہو۔

حضرت ابو سعید خدراوی رضی کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کعبت پڑھے گا تو اس کے لئے دلوں جبکوں کے درمیان ایک لورچکتا رہے گا۔» (نسائی)

اور حضرت ابو ہریرہ رضیہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جمہ کی شب میں سورہ دخان کی تلاوت کرے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استخار کرتے ہیں اور اس کے سارے گناہ معاوف کر دیجئے جاتے ہیں۔» (ترمذی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”جمعہ کے دن میں ایک مبارک ساعت ہے کہ بندہ اس میں جو بھی دعماں لگاتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔“ (نجاری) پساعت کون سی ہے، اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، اس لئے کہ روایات میں مختلف اوقات کا ذکر ہے البتہ علماء نے کہا ہے کہ دو قول ان میں نہایت صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ جب دوست خطیب خطبے کے لئے ممبر پر آتا ہے اس وقت سے لے کر نمازِ ختم ہونے تک کا وقت ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ جب جمعہ کے دن کی آخری گھنٹی ہے جب سورج غروب ہونے لگے میں اس دو قول سے کہ آپ دونوں ہی اوقات نہایت ادب و فرمادہی کے ساتھ دعا و فریاد میں مگزا ریں۔ اپنی اور دعاؤں کے ساتھ یہ دعاء بھی مانگئے تو اچھا ہے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ وَنِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا مُبْدِدُكَ
وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَمُدِدُكَ مَا مُسْتَطِعْتُ أَبْرُدُكَ
يُنْفِرْتُكَ عَمَّا وَأَكُوْمُ يَدَنِي فَلَا غَفْرَانِي إِلَّا تَغْفِرَ
اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

صَنْعُتُ، (بخاری، نسائی)

”خدا یا با تو ہی میرارب ہے، تیرے سوا کوئی معبد نہیں۔ تو نے مجھے پیدا فرمایا میں تیرا بندہ ہوں، اور اپنے امکان ببر تمہسے کئے ہوئے ہندو ہیجان پر قائم ہوں۔ میں تیری نعمتوں اور تیرے احسانات کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کئے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کا اعتراض کرتا ہوں پس تو میری مغفرت فرم۔ کیوں کہ تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کا بخشش والا ہو، اور اپنے کرتوت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

۳۔ جمعہ کی نماز کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ جمعہ کی نماز ہر ہالغ صحت مند مقیم اور ہوشمند مسلمان مرد پر فرض ہے۔ اگر کسی مقام پر امام کے علاوہ دو آدمی بھی ہوں تو جمعہ کی نماز ضرور پڑھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
”لوگوں کو چاہیئے کہ نماز جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ خدا ان کے دلوں پر فہر لگادے گا پھر (ہدایت سے خودم ہو کر) وہ فالوں میں سے ہو جائیں گے۔“ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص نہاد صور کر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا پھر اس نے سنت ادا کی جو اس کے لئے خدا نے مقدار کر دی تھی۔ پھر خاموش بینظہار خطبہ سنتا۔“ رہا یہاں تک کہ خطبہ سے فراغت ہوئی پھر امام کے ساتھ فرض ادا کئے تو اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ادتین دن کے مزید ۶۷

حضرت یزید ابن مریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز کے لئے جا رہا تھا کہ راست میں حضرت عبایہ بن رفاحہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے محمد سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا نمازِ جمعہ پڑھنے جا رہا ہوں۔ فرمایا مبارک ہو تو تمہارا یہ چلننا خدا کی راہ میں چلنے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجس بندے کے پاؤں خدا کی راہ میں گرد آلوہ ہوئے اس پر آگ حرام ہے۔

ہم۔ جمعہ کی اذان سنتے ہی سجد کی طرف دوڑ پڑیے۔ کار و بار اور دوسرا مشغول ہتھیں یک قلم بند کر دیجئے۔ اور پوری یکسوئی کے ساتھ خطبہ سنتے اور نماز ادا کرنے میں مشغول ہو جائیے اور جب جمعہ سے فارغ ہو جائیں تو پھر کار و بار میں لگ جائیے۔ قرآن میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَدُوا إِذَا نُودِيَ الصَّلَاةُ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ
فَاسْعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَمَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لِكُلِّ مَرْءَى كُلُّ شَمْسٍ
تَعْلَمُونَ هَذَا ذَاقُنِيَّتُ الصَّلَاةِ فَإِنْ تَشَرُّقْ فَإِنَّ الْأَسْرَارَ مِنْ وَ
إِنْ تَعْلَمُو أَمِنْ فَعَذِيلُ اللَّهُ وَإِذْ كَرِدَ اللَّهُ كَثِيرًا الْعِلْمُ مُتَفَلِّحُونَ ه

(الجمعة ۹ - ۱۰)

”منو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دے دی جائے۔ تو جلد خدا کے ذکر کی طرف دوڑو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تمہاری سمجھوں آجائے تو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ پھر جب نماز ہو جکے تو زین میں (انپی اپنی مصروفیتوں کے لئے) سہیں جاؤ اور خدا کے فضل میں

سے اپنا حصہ محسونہ لینے میں لگ جاؤ اور خدا کو خوب یاد کرو تاکہ
تم فلاج پاؤ۔

ان آیات سے مومن کو جو بڑائیتیں ملتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مومن کو پورے شعور اور نکر کے ساتھ نمازِ جمعہ کا اہتمام کرنے کا ہے اور
اذان کی آواز سنتے ہی سب کچھ چوڑ کر مسجد کی طرف دوڑ پڑنا چاہیے۔

(۲) اذان سلنے کے بعد مومن کے لئے یہ جائز نہیں کرو کاروبار کرے یا
کسی اور دنیوی مشغولیت میں پہنچا رہے اور خدا سے غافل دنیا دار بن جائے۔

(۳) مومن کی بھالائی کا راز یہ ہے کہ وہ دنیا میں خدا کا بندہ اور غلام بن کر
رہے۔ اور جب بھی خدا کی طرف سے پکار آئے تو وہ ایک وفادار اور اطاعت
شعار غلام کی طرح اپنی ساری دلچسپیوں سے منہ موز کر اور سارے دنیوی مفادات
کو لٹکرا کر خدا کی پکار پر دوڑ پڑے۔ اور اپنے عمل سے یہ اعلان کرے کہ شب ای
اور ناکامی یہ نہیں کہ آدمی دین کے تقاضوں پر دنیوی مفادات کو قربان کر دے۔
بلکہ ناکامی اور تباہی یہ ہے کہ آدمی دنیا بنانے کی دھم میں دین کو تباہ کر
ڈالے۔

ہم۔ دنیا کے بارے میں یہ نقطہ نظر صحیح نہیں ہے کہ آدمی اس کی طرف
سے آنکھیں پنڈ کر لے اور ایسا دیندار بن جائے کہ دنیا کے لئے بالکل ہی ناکام
بیانیت ہو بلکہ قرآن بدلت دیتا ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی خدا کی زمین میں پھیل
جاؤ۔ اور خدا نے اپنی زمین میں رزق رسائی کے جو ذرائع اور وسائل بھی فراہم کر
لکے ہیں، ان سے پہلاً الحدا فاقہ و الشعا و اور اپنی صلاحیتوں کو بھری طرح کسپا کر

انپنے حصہ کی روزمری غاش کر دے۔ اس لئے کہ موسیٰ کے لئے نہ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے دوسروں کا محتاج رہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے متعلقین کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوتاہی کرے اور وہ پرلیٹانی اور مایوسی کا شکار ہوں۔

(۵) آخری اہم بہایت یہ ہے کہ موسیٰ دنیا کے دشمنوں اور کاموں میں اس طرح ڈپنس جائے کہ وہ اپنے خدا سے خافل ہو جائے اُسے ہر حال میں یہ پاد رکھنا چاہیے کہ اس کی زندگی کا اصل سرمایہ اور حقیقی جوہر خدا کا ذکر ہے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «خدا کا ذکر صرف یہی نہیں ہے کہ زبان سے تسبیح و تحمید، اور تکریر و تہلیل کے ہوں ادا کئے جائیں بلکہ ہر دو شخص ذکر الہی میں صروف ہے جو خدا کی اطاعت کے تحت اپنی زندگی کا نظام تعمیر کرنے میں لگتا ہوا ہے۔»

۵۔ جمیع کی نماز کے لئے جلد سے جلد مسجد میں پہنچنے کی کوشش کیجئے اور اقل وقت چاکر پہلی صفت میں مجگہ حاصل کرنے کا اہتمام کیجئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص جبکہ کے روز نہایت اہتمام کے ساتھ اس طرح نہایا جائے پا کی حاصل کرنے کے لئے غسل کرتے ہیں ریعنی اہتمام کے ساتھ پوچھے جس کو ہانی ہے تو کوئی کہ کر حب اپنی طرح بدن کو صاف کیا۔) پھر اقل وقت مسجد میں جا پہنچا تو کوئی کہ اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی۔ اور جو اس کے بعد دوسری سماحت میں پہنچا تو کوئی اس نے سینگ دالا ہیند حاقرہ ان کیا۔ اور جو اس کے بعد حب کی سماحت میں پہنچا تو کوئی اس نے خدا کی راہ میں ایک انٹا دیا۔ سہی حب

خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے مکمل آیا تو فرشتے مسجد کا دروازہ چھوڑ کر خطبہ سنتے اور نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آبیٹھتے ہیں ॥ (نجاری مسلم)

اور حضرت عرباض ابن ساریہ رضیٰ بیان کرتے ہیں کہ «نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صفت والوں کے لئے نہیں ہمارا استغفار فرماتے تھے۔ اور دوسری صفت والوں کے لئے ایک بار ॥» (ابن ماجہ، فسانی)

اور حضرت ابوہریرہ رضیٰ کہتے ہیں کہ لوگوں کو پہلی صفت کا اجر و ثواب معلوم نہیں ہے۔ اگر پہلی صفت کا اجر و ثواب معلوم ہو جائے تو لوگ پہلی صفت کے لئے قدر اندازی کرنے لگیں، (نجاری مسلم)

۶۔ جمہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھئے اور جہاں جگہ مل جائے وہیں ہمیٹھہ جائیے۔
لوگوں کے سروں اور گندھوں پر سے پھاندھاند کر جانے کی کوشش نہ کیجیے۔
اس سے لوگوں کو جسمانی تخلیق سمجھی ہوتی ہے اور قلبی کوفت سمجھی اور ان سے سکون یکسوئی اور توجہ میں سمجھی خلخل پڑتا ہے۔

حضرت محمد اللہ ابی عباس رضیٰ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”ہر شخص پہلی صفت کو چھوڑ کر دوسری صفت میں اس لئے کھڑا ہو اکہ اس کے بعد مسلمان کو کوئی تخلیق نہ پہنچے تو خدا تعالیٰ اس کو پہلی صفت والوں سے دو گناہ اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔“ (طبرانی)

حضرت سلمان رضیٰ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سمجھد کے دن نہایا وصولی۔ اور اپنے نہیں مجرماں نے پاکی اور صفائی کا

بھی اہتمام کیا۔ پھر تسلیل لگایا، خوشبو لگائی۔ اور دوپہر ڈھلتے ہی مسجد میں جا پہنچا اور دو آدمیوں کو ایک دوسرے سے نہیں ہٹایا۔ الرعنی نے اُس نے ان کے سروں اور کندھوں پر سے بچاندی، صفوں کو چیر کر گزرنے پا دو۔ پیشے ہوئے نمازیوں کے پیچے میں جا پیٹھنے کی غلطی نہیں کی بلکہ جہاں جگہ ملی وہی خاموشی سے) نماز سنت وغیرہ ادا کی جو بھی خدا نے اس کے حصے میں لکھ دی تھی۔ پھر جب خطیب ممبر پ آیا تو خاموش (پیٹھا خطیب سنتا) رہا تو ایسے شخص کے وہ سارے گناہ بخش دینے کے جواہ ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے ॥ (بخاری)

۔ خطبہ نماز کے مقابلے میں ہمیشہ مختصر پڑھیے۔ اس لئے کہ خطبہ اصلًا تذکیر ہے جس میں آپ لوگوں کو خدا کی بندگی اور حبادت پر ابھارتے ہیں اور نماز نہ صرف عبادت ہے بلکہ سب سے افضل عبادت ہے، اس لئے یہ کسی طرح بخوبی نہیں کہ خطبہ تو لمبا پڑا دیا جائے اور نماز جلدی جلدی مختصر پڑھ دی جائے۔ ثبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”نماز کو طوول دینا اور خطبے کو مختصر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ خطیب جو جدد و لا اہے پس تم نماز لبھی پڑھو اور خطبہ مختصر دو ॥ (مسلم)

۔ خطبہ نہایت خاموشی، توجہ، یکسوئی، آمادگی اور جذبہ قبولیت کے ساتھ سننے اور خدا اور رسول کے جو احکام معلوم ہوں ان پر سچے دل سے عمل کرنے کا ارادہ کیجئے ثبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جس شخص نے غسل کیا پھر نماز جمعہ پڑھنے کیا اور اگر اپنے مقدار کی نماز پڑھی

پھر خاموش (ابی یظہ کر نہایت توجہ اور بیسوئی کے ساتھ خطبہ سنتا) اہل-یہاں
تک کہ خطیب خلپے سے فارغ ہوا پھر اس نے امام کے ساتھ فرض نزار
ادا کی تو اس کے دہ سارے گناہ بخش دیے گئے جو اس سے ایک جمیعہ سے
دوسرے جمیعہ تک سرد ہوئے بلکہ تین دن کے مزید گناہ بھی بخش دیے
گئے۔ (مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب خطیب خطبہ دینے کے لئے نجکی آئے
تو پھر نبی نماز پڑھنا درست ہے اور نہ بات کرنا درست ہے ۔

۹۔ دوسرا خطبہ عربی میں ہی پڑھیے البتہ پہلے خطبے میں مقتدیوں کو کچھ خدا
رسول کے احکام، ضرورت کے مطابق کچھ نصیحت وہدایت اور تذکیر کا
اهتمام اپنی زبان میں بھی کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع میں جو خطبے دیے
ہیں۔ ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خطیب حالات کے مطابق مسلمانوں
کو کچھ نصیحت وہدایت دے۔ اور یہ مقصد اسی وقت پڑا ہو سکتا ہے جب
خطیب سامعین کی زبان میں ان سے خطاب کرے۔

۱۰۔ جمیعہ کے فرضوں میں سورہ الاعلیٰ اور الغاشیہ پڑھنا یا سورہ منافقون اور
سورہ جمیعہ پڑھنا افضل اور مسنون ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہی سورتیں
جمیعہ میں پڑھاتے تھے۔

۱۱۔ جمیعہ کے دن کثرت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا
خصوصی اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
”جمیعہ کے دن محمد پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز درود میں فرشتے

حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میسر ہے حضور میں پیش کیا جاتا
 ہے۔ (ابن ماجہ) -

نماز جنازہ کے دا ب

۱۔ نماز جنازہ میں شرکت کا اہتمام کیجیے۔ جنازے کی نماز مردے کے لئے دعا کے مغفرت ہے۔ اور یہ میت کا ایک اہم حق ہے۔ اگر اندریشہ ہو کر وضو کرتے کرتے جنازے کی نماز ختم ہو جائے گی تو تمہم کر کے ہی کھڑے ہو جائیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”جنازے کی نماز پڑھا کرو۔“ شاید کہ اس نماز کے تم پر غم طاری ہو۔ غمگین آدمی خدا کے سامنے میں رہتا ہے اور غمگین آدمی ہر نیک کام کا استقبال کرتا ہے ॥ (حاکم) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ”جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھتی ہیں اس کے لئے جنت میں اجب ہو جاتی ہے ॥ (ابوداؤد)

۲۔ نماز جنازہ کے لئے میت کی چار ہاتھی اس طرح رکھیے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اور میت کا رخ قبلے کی طرف رکھیے۔
۳۔ اگر آپ نماز جنازہ پڑھا رہے ہوں تو اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ میت کے سینے کے مقابلے میں رہیں۔

۴۔ جنازے کی نماز میں صفوں کی تعداد بھیشہ طاق رکھیے اگر تھوڑے لوگ ہوں تو ایک صفت بنائیے۔ ورنہ تین، پانچ، سات، بیٹنے افراد یا وہ ہو جائیں یا وہ صفیں بنائے جائیے لیکن تعداد طاق رہے۔

۵۔ نماز جنازہ شروع کریں تو یہ نیت کیجئے کہ ہم اس میت کے واسطے ارجمند الرحمین سے مغفرت پہنچنے کے لئے اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ امام بھی نیت کرے اور مقتدی بھی یہی نیت کریں۔

۶۔ نماز جنازہ میں جو امام پڑھے وہی مقتدی بھی پڑھیں۔ مقتدی خاموش نہ رہیں البتہ امام تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آہستہ کہیں۔

۷۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیں سپہلی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کافنوں تک لے جائیے اور سپہرہ ہاتھ باندھ لیجئے۔ اور شنا پڑھیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِسَمْعَانِكَ اللَّهُمَّ وَصَلِّ عَلَى مَارِكَ اسْمَدَكَ وَتَعَالَى
جَدُّكَ وَجَلَّ شَاءْكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

خدا یا توپاک ہے اور برتر ہے اپنی حمد و شنا کے ساتھ۔ اور تیرا نام خیر و برکت والا ہے اور تیری بزرگی اور بڑائی بہت بلند ہے۔ اور تیری تعریف بڑی عظمت والی ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معیوب نہیں۔

اب دوسرا تکبیر پڑھیے لیکن تکبیریں نہ ہاتھ اٹھائیے اور نہ سرے کوئی اشارہ کیجئے۔ دوسرا تکبیر کے بعد درود شریف پڑھیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ قَمِيدٌ۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ هَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

قَلِيلٌ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى الِإِبْرَاهِيمَ أَنْلَقَ حَمِيدًا مَحِيدًا -
وَخَدَايَا! تو محمد پر رحمت فرم اور ان کی آل پر رحمت فرم۔ جیسے تو نے
رحمت فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں
 والا اور بزرگی والا ہے خدا یا! تو برکت نازل فرم۔ محمد پر اور ان کی آل پر
جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو
بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔

اب بغیر ہاتھ اٹھانے سے تمیسری تکبیر کہیے اور متبت کے لئے مسلون دعا
پڑھیے۔ پھر چوتھی پار تکبیر کہیے اور دونوں طرف سلام پھیر دیجیے۔
۴۔ اگر متبت بالغ مرد یا بالغ عورت ہے تو تمیسری تکبیر کے بعد یہ دعا
پڑھیے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَتَّنَا وَمَتَّنَا وَشَاهِدَنَا وَعَانِيَنَا وَصَغِيرَنَا
وَكَبِيرَنَا وَذَكِيرَنَا وَأَنْثَنَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْمَيْتَهُ مِنَّا
فَأَخْبِرْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ كَوَفَيْتَهُ مِنَّا فَتَوَّلْهُ حَلَّ
الْإِلَيْنَا -

«خدا یا! ہمارے زندوں، ہمارے مردوں، ہمارے حاضروں،
ہمارے فابوں، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں،
ہماری عورتوں کی تو مغفرت فرمادے۔ خدا یا! ہم میں سے جس کو تو
زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے تو
اس کو ایمان کے ساتھ موت دے۔

اور اگر میت ناپانع لڑکے کی ہو تو یہ دعا پڑھیں ۔

**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فَرِطًا وَاجْعَلْنَا آجْرًا وَذُخْرًا وَ
اجْعَلْنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا۔**

”خدا یا اتواس لڑکے کو ہمارے لئے ذریعہ مغفرت بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور ایسا سفارشی بنا جس کی سفارش قبول کر لی جائے۔

اور اگر میت ناپانع لڑکی کی ہے تو یہ دعا پڑھیں ۔ اس دعا کا مطلب بھی وہی ہے ۔ جو لڑکے کے لئے پڑھی جانے والی دعا کا ہے ۔

**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا لَنَا فَرِطًا وَاجْعَلْنَا لَنَا آجْرًا وَذُخْرًا وَ
اجْعَلْنَا لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا۔**

۹۔ جنازے کے لئے جانتے ہوئے اپنے انہام کو سوچتے رہئے اور یہ غور کیجیے کہ جس طرح آپ دوسرے کو زین کے حوالے کرنے ہمارے ہیں ۔ شبیک اسی طرح ایک دن دوسرے لوگ آپ کو لے جائیں گے اس غم اور فکر کے نقیبے میں آپ کم از کم اتنے وقت کے لئے آخرت کے تصور میں گئے کی سعادت پائیں گے اور دنیا کی الجھنوں اور بالتوں سے محفوظ رہیں گے ۔

ہبہ کے آداب

- ۱۔ جب کسی قریبِ انگر کے پاس جائیں تو ذرا بلند آواز سے کلمہ "لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ، مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" پڑھتے رہیں مرتضیٰ سے پڑھنے کے لئے نہ کہیں۔ بنی
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مرنے والوں کے پاس بیٹھو تو کلمہ کافر کر
کرتے رہو۔ (مسلم)
- ۲۔ زرع کے وقت سورہ یسین کی تلاوت کیجیے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مرنے
والوں کے پاس سورہ یسین پڑھا کرو۔ (عام المکریری متابع جلد ۱) ہاں دم نکلنے کے بعد جتنیک
مردے کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف نہ پڑھیے۔ اور وہ آدمی جس کو نہانے
کی ضرورت ہو اور حمیض و لفاس والی عورت بھی مردے کے پاس نہ جائے۔
- ۳۔ موت کی خبر سن کر اَنَا إِلَهٌ وَرَبُّ الْيَمِينِ رَاجِعُونَ پڑھنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ جو آدمی کسی صیبہ کے موقع پر "إِنَّا إِلَهٌ وَرَبُّ الْيَمِينِ رَاجِعُونَ" پڑھتا ہے
اس کے لئے تمیں اجر ہوتے ہیں۔
- اول یہ کہ اُس پر خدا کی طرف سے رحمت اور سلامتی اترتی ہے۔
- دوم یہ کہ اُس کو حق کی تلاش و سنجو کا اجر ملتا ہے۔
- سوم یہ کہ اُس کے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے اور اس کو فوت ہونے والی
لہ ہم سب خدای کے ہیں اور اسی کی طرف پہنچنے والے ہیں۔

چیز کا اس سے اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔ (طبرانی)

ہم۔ میت کے غم میں چینے چلاتے اور ہم کرنے سے پرہیز کیجئے البتہ غم میں آنسو سکھل پڑیں تو یہ فطری بات ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ہ پڑے۔ اسی طرح آپ کے نواسے ابن زینب کا انتقال ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو داں ہو گئے پوچھا گیا یا رسول اللہ ! یہ کیا ؟ فرمایا " یہ رحمت ہے جو خدا نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دی ہے اور خدا اپنے بندوں میں سے انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو رحم کرنے والے ہیں ۔ "

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ " جو منہ پر طما نچے مارے، گریاں پھاٹے جاہلیت کی طرح ہیں کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ۔ "

۵۔ چنان تخلص کے بعد میت کے ہاتھ پر سیدھے کر دیجئے، آنکھیں بند کر دیجئے اور ایک چورڑی سی پتی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر کے اوپر پاندھ دیجئے۔ اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے بلا کر دجمی سے پاندھ دیجئے۔ اور چادر سے ڈھک دیجئے۔ اور یہ پڑھتے رہیے۔ **بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِسْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ وَخَدَاكَرَنَامَ سَمَّا** اور لوگوں کو وفات کی اطلاع کر دیجئے۔ اور قبر میں آتا رہے وقت بھی یہی دعا پڑھیں۔

۶۔ میت کی خوبیاں بیان کیجئے۔ اور برا نیکوں کا ذکر نہ کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کیا کرو۔ اور ان کی برائیوں سے نہ بان کو بند کر کرو ۔ " (ابوداؤد) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

”جب کوئی شخص مرتبا ہے اور اس کے چاون پڑو سی اس کے بھلا ہونے کی گواہی دیتے ہیں تو خدا فرماتا ہے ۔ یعنی نے تمہاری شہادت قبول کر لی اور حسن باقوں کا تکمیل علم نہیں تھا وہ میں نے معاف کر دیں ॥ (ابن حبان)

ایک ہماری کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صحابہ نے ایک جنازے کی تعریف کی فرمایا ”اس کے لئے جنت واجب ہو گئی لوگوں اتم زمین پر خدا کے گواہ ہو، تم جس کو اچھا کہتے ہو خدا آس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور تم جس کو بُرا کہتے ہو خدا اس کو دوزخ میں پیچج دیتا ہے۔ (بخاری مسلم)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ”جب کسی مریض کی عیادت کو جاؤ یا کسی کے جذبے میں شرکت کرو ہمیشہ زبان سے خیر کے کلمات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری باقوں پر آئیں کہتے ہاتے ہیں ॥“ (مسلم)

ہمیشہ موت پر صبر و استقلال کا مظاہر و محبجہ کہبی زبان سے کوئی ناشکری کا کلہ نہ مکالے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جب کوئی شخص اپنے پچھے کے مرے پر صبر کرتا ہے تو خدا ان پے فرشتوں سے فرماتا ہے، اگر تم نے میرے بندے کے پچھے کی روح قبض کر لی۔ فرشتے جواب دیتے ہیں پر دردگار ایکم تیرا حکم بجا لائے۔ پھر خدا اپہ کہتا ہے تم نے میرے بندے کے پچھے کی جان کمیغی کر لی۔ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ پھر وہ پوچھتا ہے تو میرے بندے نے کیا کہا وہ کہتے ہیں پر دردگار اس نے تیری میں کی اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کر دیا اور اس کا نام بیت الحمد (نکر کا گرا

رکھو" (ترمذی)

۸- مردے کے نہلانے دھلانے میں دیر نہیجے، غسل کے لئے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ہمکار گرم کر لیجئے تو اچھا ہے، مردے کو پاک صاف تھنٹے پر لٹایے کپڑے آنار کر تہبند ڈال دیجئے۔ ہاتھ پر کپڑا پیٹ کر پہلے چھوٹا بڑا استخخار لیجئے اور خیال رکھیے کہ تہبند ڈھنکا رہے ہے پھر وضو کر لیجئے وضو میں بھل کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں، غسل کرتے وقت کان اور ناک میں روئی رکھ دیجئے تاکہ پانی اندر نہ جائے۔ پھر سر کو صابن یا کسی اور چیز سے اچھی طرح دھو کر صاف کر دیجئے۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر دائیں جانب سر سے پاؤں تک پانی ڈال لئے، پھر اسی طرح بائیں طرف پانی سر سے پاؤں تک ڈال لئے۔ اب بھیگا ہوا تہبند ہشاد دیجئے اور سوکا تہبند ڈال دیجئے اور پھر اٹھا کر چار پانی پر کفن میں لٹا دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

«جب نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے عیوب کو چھپا یا غدا لیے بنجے کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے اور جب نے کسی میت کو قبر میں اتارا تو گویا اس نے میت کو روز حشر تک کے لئے رہنے کو مکان فہریا کیا" (طبرانی)

۹- کفن او سط درجے کے سفید کپڑے کا بنائیے نہ زیادہ قیمتی بنائیے اور نہ بالکل ہی گھٹیا بنائیے۔ مردوں کے لئے کفن میں تین کپڑے رکھیجئے ایک چادر ایک تہبند اور ایک کفٹی یا کرتہ۔ چادر کی لمبا فی میت کے قدر سے زیادہ رکھیجئے تاکہ سر اور پاؤں دونوں جا شہ باندھا جاسکے اور چڑڑا فی اتنی رکھیجئے کہ مردے

کو اچھی طرح پیدیا جا سکے۔ عورتوں کے لئے ان کپڑوں کے علاوہ ایک سرپندا رکھیے جو ایک گز سے کچھ کم چورا اور ایک گز سے زیادہ لمبا ہو اور بغل سے لے کر کھٹنے تک کا ایک سینہ بند بھی رکھئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے کسی مہیت کو کفن پہنایا تو خدا اس کو جنت میں سُندس اور استبرق کا لباس پہنانے گا" (رحمکم)

۱۰۔ جنازہ قبرستان کی طرف فرا تیز قدموں سے لے جائیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وجنازے میں جلدی کرو" حضرت ابن سعود رضی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! "جنازے کو کس رفتار سے لے جایا کریں؟" فرمایا "جلدی جلدی دوڑنے کی رفتار سے کچھ کم۔ اگر مردہ صاحبِ خیر ہے تو اس کو انعام خیر تک جلدی پہنچاؤ اور اگر صاحبِ شر ہے تو اس شر کو اپنے سے جلد دور کرو" (ابوداؤد)

۱۱۔ جنازے کے ساتھ پیدل جائیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ چلے اور آپ نے دیکھا کہ چند آدمی سوار ہیں۔ آپ نے ان سے کہا تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں اور تم چانوروں کی پیٹھ پر ہو۔ البتہ جنازے سے واپسی میں سوار ہی پر آ سکتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو واصدی کے جنازے میں پیدل گئے اور واپسی میں گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

۱۲۔ حبیب آپ جنازہ آتے دیکھیں تو کھڑے ہو جائیے پھر اگر اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو تو تھیر جائیے کہ جنازہ کچھ آگے نکل جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔

”جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو لوگ جنازے کے ساتھ
جائیں وہ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک جنازہ نہ رکھ دیا جائے ॥
۳۱۔ نماز جنازہ پڑھنے کا بھی اہتمام کیجئے اور جنازے کے ساتھ جانے اور کندھا
دینے کا بھی اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”مسلمان کا مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ وہ جنازے کے ہمراہ جائے اور آپ
نے یہ بھی فرمایا۔ جو شخص جنازے میں شریک ہوا۔ اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس
کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے نماز کے بعد جو دفن میں بھی شریک ہوا اس کو
دو قیراط کے برابر ثواب دیا جاتا ہے، کسی نے پوچھا۔ دو قیراط لکھنے پڑے ہونگے۔
فرمایا دو پہار ڈن کے برابر۔ (بخاری، مسلم)

۳۲۔ مردے کی قبر شمال جنوب لمبائی میں کھدوائیے۔ اور مردے کو قبر میں
اتارتے وقت قبلے کی طرف رکھ کر اتاریے۔ اگر مردہ ہلکا ہوتا تو دو آدمی اتارنے کے
لئے کافی ہیں ورنہ حسب ضرورت تمیں یا چار آدمی اتاریں۔ اتارتے وقت متین کا
رُخ قبلے کی طرف کر دیجئے اور کفن کی گڑیں کھول دیجئے۔

۳۳۔ عورت کو قبر میں اتارتے وقت پر دے کا اہتمام کیجئے۔

۳۴۔ قبر پر مٹی ڈالنے وقت سر ہانے کی طرف سے ابتداء کیجئے اور دلوں ہاتھوں
میں مٹی بھر کر تین بار قبر پر ڈالنے پہلی بار مٹی ڈالنے وقت پڑھیے۔ میہرہ ساختہ کنہ
راسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا) دوسرا بار مٹی ڈالنے وقت پڑھیے۔ وہیہا
نُعِيْدُكُّوْر (اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا رہے ہیں) اور تیسرا بار جب مٹی ڈالیں

تو پڑھیئے۔

وَمِنْهَا نَخْرُجُ كُمْ تَارِثًا أُخْرَىٰ۔ (اُور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ الٹھائیں گے۔)
۱۸- میت کی قبر کو نہ زیادہ اونچا کیجئے۔ اور نہ چوکور بنائیے۔ بس اتنی ہی مٹی قبر پر ڈالنے جو اس کے اندر سے نکال ہے۔ اور مٹی ڈالنے کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک دیجئے۔

۱۹- دفن کرنے کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس ٹھیک رہیے۔ میت کے لئے دعائے مغفرت کیجئے کچھ قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائے اور لوگوں کو بھی توبہ دلائیے کہ استغفار کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دفن کے بعد خود بھی استغفار فرماتے اور لوگوں سے بھی فرماتے۔ یہ وقت حساب کا ہے اپنے بھائی کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگو اور مغفرت طلب کر دو۔ (ابوداؤد)

۲۰- عزیز دوں، رشتہ داروں یا پاس پڑوں میں کسی کے یہاں میت ہو جائے تو اس کے یہاں دو ایک وقت کا کھانا بھجوادیجئے۔ اس لئے کہ وہ غم میں پرلیشان ہوں گے۔ جامع ترمذی میں ہے کہ جب حضرت جعفر رضی کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ نے فرمایا «جعفر رضی کے گھروں کے لئے کھانا تیار کر دو وہ آج مشغول ہیں۔

۲۱- تین دن سے زیادہ میت کا سوگ نہ کیجئے البتہ کسی عورت کا شوہر جائے تو اس کے سوگ کی مدت چار ہفتے دس دن ہیں۔ جب ام المؤمنین حضرت امام جیپہ رضی کے والد ابوسفیان رضی کا انتقال ہوا تو بی زینب بنت ابی قحافی کے پاس تعزیت کے لئے گئیں۔ حضرت امام جیپہ رضی نے خوشبو منگوائی اس میں زعفران کی زردی وغیرہ میں

ہرئی تھی۔ امام المؤمنین نے وہ خوشبو اپنی باندھ کے لئے، اور پھر کچھ دلپسے منہ پر گلی اور زپر فرمائے تھے۔ خدا شاہد ہے مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مگر میں نے بنی ہو کر یہ فرماتے سنائے کہ جو عورت خدا اور روزِ آخرت پر ایمانِ رحمتی ہے وہ کسی مرد سے کاموگ تھیں دن سے فریاد و فرمانائے البتہ شوہر کے سوگ کی قدت پار ہیئے اور دس دن ہے۔ (ابوداؤد)

۱۷۔ ریت کی طرف سے حسب حیثیت صدقہ اور خیرات بھی کیجیے۔ البتہ اس معاملہ میں غیر مسون رسول سے سختی کے ساتھ پہنچنے کی کوشش کیجیے۔

قبرستان کے آداب

۱۔ جنازے کے ساتھ قبرستان بھی جائیے۔ اور میت کے دفنانے میں شریک رہئیے۔ اور کبھی ولیے بھی قبرستان جایا کیجئے اس سے آخرت کی یادتازہ ہوتی ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کا جذر پیدا ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ قبرستان تشریعت لے گئے اور وہاں ایک قبر کے کنارے بیٹھ کر آپ اس قدر رہئے کہ زمین نہ ہو گئی۔ پھر صحابہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔
”بھائیو! اس دن کے لئے تیاری کرو۔“ (ابن ماجہ)

اور ایک مرتبہ قبر کے پاس بیٹھ کر آپ نے فرمایا۔ قبر روزانہ انتہائی بھیانک آواز میں پچارتی ہے۔ اسے ادم کی اولاد! کیا تو مجھے بھول گئی! میں انتہائی کا گھر ہوں۔ میں انجینیت اور دھشت کا مقام ہوں، میں کیر سے مکوڑوں کا مکان ہوں، میں تنگی اور مصیبت کی جگہ ہوں، ان خوش نصیبوں کے علاوہ جن کے لئے خدا مجھ کو کشادہ اور دلست کر دے، میں سارے انسانوں کے لئے ایسا ہی تکالیف دہ ہوں، اور آپ نے فرمایا قبر یا تو جہنم کے گھر میں میں سے ایک گھر سا ہے یا جنت کے پاخوں میں سے ایک باخی پھرے۔ (طبرانی)

۲۔ قبرستان جا کر عہرت حاصل کیجئے اور تصور کی قوتیں سمیٹ کر موت کے بعد کی زندگی پر غور و تکر کرنے کی عادت ڈالئے۔ ایک پاکستانی علم رضا قبرستان

میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت کیل رنجھی تھے۔ قبرستان پہنچ کر آپ نے ایک نظر قبر دل پردازی۔ اور پھر قبر الدوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

اسے قبر کے بینے والوں اسے کھنڈ روں میں رہنے والوں اسے وحشت اور تنہائی میں رہنے والوں کہو تمہاری کیا خیر خبر ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ماں تقسیم کر لئے گئے اولادیں قبیم ہو گئیں۔ بیویوں نے دوسرے خاوند کر لئے۔ یہ تو ہمارا حال ہے۔ اب تم بھی تو اپنی کچھ خیر خبر سناؤ۔ پھر آپ کچھ دریخا موش رہے، اس کے بعد حضرت کیل رنج کی طرف دیکھا اور فرمایا کیل اگر ان قبر کے باشندوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ کہتے کہ "بہترین تو شر پرہیزگاری ہے" یہ فرمایا اور روئے لگے دریتک روئے رہے پھر بورے کیل اقبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت ہی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔

۳۔ قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دھاڑک ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْدِيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ
وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُلِّ لَاحِقٍ نَّأْمَلُ اللَّهَ لَنَا وَكُلُّمَا عَاقِبَةٌ

"سلامتی ہو تم پر اسے اس بستی کے رہنے والے اطاعت گزار مونو! اشار اللہ ہم بھی بہت جلد تم سے آئنے والے ہیں ہم اپنے اور تمہارے لئے خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے عذاب اور غصہ کے بچائے"

۴۔ قبرستان میں غافل اور لاپرواہ لوگوں کی طرح سنسی مذاق، اور دنیا وی بائیں نہ کیجئے۔ قبر آخرت کا دروازہ ہے۔ اس دروازہ کو دیکھ کر دہاں کی فکر اپنے

اوپر طاری کرنے کی کوشش کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے تمہیں قبرستان ہلنے سے روک دیا تھا کہ عقیدہ توحید تھا اسے دلوں میں پوری طرح گھر کر جائے، سواب اگر تمہرے چاہو تو جاؤ کیونکہ قبر میں آخرت کی یاد تازہ کرنی ہیں ॥ (مسلم)

۵۔ قبروں کو پختہ بنانے اور سجانے سے پرہیز کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نزع کی کیفیت طاری تھی، درد کی تملکیت سے آپ انتہائی مضطرب تھے کبھی آپ پادر مُنہ پر ڈالتے اور کبھی الٹ دیتے۔ اسی غیر معمولی اضطراب میں حضرت عائشہ رضیتھے نے۔ زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: «یہود و فصار سے پر خدا کی لعنت۔ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو حماقتگاہ بنالیا۔»

۶۔ قبرستان جا کر مردُوں کے لئے ایصالِ ثواب کیجئے اور خدا سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ حضرت سفیان رحمہ فرماتے ہیں جس طرح زندہ انسان کہتے پیش کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح مردے دعا کے انتہائی محتاج ہوتے ہیں۔

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے کہ وردگار مجھے یہ مر نہ کہاں سے ملا۔ خدا فرماتا ہے: «تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ دہ تیرے لئے استغفار کرتا رہا۔»

کسوف و خسوف کے آداب

۱۔ سورج یا چاند میں گہن لگے تو خدا کی یاد میں لگ جائیے، اس سے دھائیں کیجئے، تکبیر و تہلیل اور صدقۃ و خیرات کیجئے۔ ان اعمالِ صالحہ کی برکت سے خدا مصائب و آفات کو ٹال دیتا ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سورج اور چاند خدا کی دونشانیاں ہیں، کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کے میں گہن نہیں لگتا۔ جب تم دیکھو کہ ان میں گہن لگ گیا ہے تو خدا کو پکارو اس سے دھائیں کرو اور نماز پڑھو۔ یہاں تک کہ سورج یا چاند صاف ہو جائے۔ (رجاری مسلم)

۲۔ جب سورج میں گہن لگے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھئے البتہ اس نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہیے یوں ہی لوگوں کو دوسرا دلائی سے جمع کر لیجئے۔ اور جب چاند میں گہن لگے تو اپنے طور پر پواقل پڑھئے۔ جماعت نہ کہیے۔

لہ سورج اور چاند میں گہن لگنے کو کسوف کہتے اور چاند میں گہن لگنے کو خسوف کہتے ہیں اور جب خسوف کے مقابلہ میں یا اس کے ساتھ کسوف بولتے ہیں تو اس سے مولا محسن سورج گہن ہوتا ہے۔

ہم۔ کسوٹ شمس میں جب جماعت کے ساتھ دور کفت نفل پڑھیں تو اس میں طویل قرارت کیجئے اور اس وقت تک نماز میں شغول رہیے جب تک کہ سورج صاف نہ ہو جائے۔ اور قرارت بلند آواز سے کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک بار سورج گرہن پڑا۔ اتفاق سے اسی دن آپ کے ایک ثیر خوار بچے حضرت ابراہیم کا بھی انتقال ہوا۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ چونکہ حضرت ابراہیم ابن محمد رضی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے اس لئے یہ سورج گرہن پڑا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا۔ دور کفت نماز پڑھا۔ طویل رکوع اور سجود کئے۔ نماز طویل قرارت کی۔ سورہ بقرہ کے بقدر قرآن پڑھا۔ طویل رکوع اور سجود کئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو بتایا کہ سورج اور چاند خدا کی دونشانیاں ہیں ان میں کسی کے مرثیے یا پیدا ہونے سے گرہن نہیں لگتے لوگوں اب جب تھیں کوئی ایسا موقع پیش آئے تو خدا کے ذکر میں صرف ہو جاؤ۔ اس سے دعائیں مانگو، تمجید و تہليل میں شغول رہو۔ نماز پڑھو اور صدقہ و خیرات کرو ॥ (بخاری مسلم)

حضرت عبدالرحمن ابن سمرة رضی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں ایک بار سورج گہن لگا۔ یہی مذینے کے باہر تیراندازی کر رہا تھا میں نے فوراً تیروں کو چینیک دیا کہ دیکھوں آج اس حادثے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے ہاتھ انھائے خدا کی حمد و نیح، تمجید و تہليل اور دعا و فریاد میں لگئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے دور کفت نماز پڑھی اور اس میں عوامی لبی سوتھیں پڑھیں اور

اس وقت تک مشغول رہے جب تک سورج صاف نہ ہو گیا۔

صحابہ کرام بھی کسوف اور خسوف میں نماز پڑھتے۔ ایک بار مدینے میں گھن لگتا تو حضرت عباد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھی ایک اور موقع پر گھن لگتا تو حضرت عباد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور جماعت سے نماز ادا فرمائی۔

ہم۔ نماز کسوف میں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ عنكبوت پڑھئے اور دوسری رکعت میں سورہ روم پڑھئے۔ ان سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے البتہ ضروری نہیں ہے۔ دوسری سورتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

۵۔ کسوف کی نماز با جماعت ہیں اگر خواتین شرک ہونا چاہیں اور شرک کرنے کی سہولت ہو تو ضرور شرک کیجئے اور زپھوں کو بھی ترغیب دیجئے تاکہ شروع ہی سے اس کے دلوں پر توحید کا نقش بیٹھے اور توحید کے خلاف کوئی تصور راہ نہ پائے۔

۶۔ جن اوقات میں نماز پڑھنے کی شرعی مانع ہے یعنی طلوع آفتاب غروب آفتاب، اور زوال کے اوقات میں، اگر سورج گرہن ہو تو نماز نہ پڑھئے البتہ ذکر تسبیح کیجئے غریبوں اور فقیروں کو صدقہ و خیرات دیجئے اور اگر سورج کے طلوع ہو جائے اور زوال کا وقت بکل جانے کے بعد بھی گرہن باقی رہے تو پھر نماز بھی پڑھئے۔

رمضان المبارک کے آداب

۱۔ رمضان المبارک کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لئے شعبان ہی سے ذہن کو تیار کیجئے۔ اور شعبان کی پندرہ تاریخ سے پہلے پہلے کثرت سے روزے سے رکھیجئے۔ حضرت مائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

۲۔ پورے اہتمام اور اشتیاق کے ساتھ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کیجئے اور چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھیجئے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ أَهْلِلَهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، وَالْتَّوْفِيقِ لِمَا تَحْبُّ وَتَرْغَبُ لَنَا وَرَبِّكَ اللَّهُ۔

”خد اسب سے ٹرا ہے۔ خدا یا ایسا چاند ہمارے لئے امن و ایمان سلامتی اور اسلام کا چاند بننا کر طلوع فرم۔ اور ان کاموں کی توفیق کے ساتھ بوجتھے مجبوب اور پسندید۔ ائے چاند! ہمارا رب! ہور تیرا رب اللہ ہے“

اور ہر ہمینے کانیا چاند دیکھ کر یہی دعا پڑھیجئے۔ (زمرہ بی ابن حبان وغیرہ)

۳۔ رمضان میں عبادات سے خصوصی شفعت پیدا کیجئے۔ فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کیجئے اور زیادہ سے زیادہ بیکی گمانے کے لئے

کربستہ ہو جائیے۔ یقینت و برکت والا ہدیۃ خدا کی خصوصی حناست اور رحمت کا ہدینہ ہے۔ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

۱۔ لوگوں میں ایک بہت عظیت و برکت کا ہدینہ سایہ لگن ہونے والا ہے یہ دہ ہدینہ ہے جس میں ایک رات ہزار ہدینوں سے زیادہ بہتر ہے خدا نے اس دہ ہدینے کے روزے فرض قرار دیے ہیں۔ اور قیام لیل رسولوں (زادی) کو غل قرار دیا ہے جو شخص اس ہدینے میں دل کی خوشی سے بطور خود کوئی ایک نیک کارکرے گا وہ دوسرے ہدینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا۔ اور جو شخص اس ہدینے میں ایک فرض ادا کرے گا۔ خدا اس کو دوسرے ہدینوں کے تفرضوں کے برابر ثواب بخواہے گا۔

۲۔ پورے ہدینے کے روزے نہایت ذوق و شوق اور اہتمام کے ساتھ رکھیے اور اگر کبھی مرض کی شدت یا شرعی عذر کی بنا پر روزے مذکورہ سکین تب بھی احتراز میں رمضان میں کلم کھلانے سے سختی کے ساتھ ہدینے کی وجہ پر اس طرح رہیے کر گو یا آپ روزے سے نہیں۔

۳۔ تلاوت قرآن کا خصوصی اہتمام کریجیے۔ اس ہدینے کو قرآن پاک سے خصوصی مناسبت ہے۔ قرآن پاک اسی ہدینے میں نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتابیں بھی اسی ہدینے میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی ہدینے کی پہلی یا تیسرا تاریخ کو صحیح عطا کئے گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اسی ہدینے کی ۶۴ یا ۶۵ کو زور دی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ۷۰ تاریخ کو تورات نازل ہوئی

اور حضرت علیہ السلام کو بھی اسی مبارک مہینے کی ۱۲، یا ۱۳ ارتاریخ کو انجیل دی گئی۔ اسلئے اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک پڑھنے کی کوشش کیجئے جو حضرت جبریلؐ ہر سال رمضان میں نبی ﷺ کو پورا قرآن سناتے اور سلنتے تھے اور آخری سال آپؐ نے دو بار رمضان میں نبی ﷺ کے ساتھ دور فرمایا۔

۶۔ قرآن پاک تھیہ رہیں کر اور سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کیجئے جو حضرت تلاوت کے ساتھ ساتھ سمجھنے اور اثر لینے کا بھی خاص خیال رکھیے۔
۷۔ تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجئے۔ ایک بار رمضان میں پورا قرآن پاک سننا سُننوں ہے۔

۸۔ تراویح کی نماز خشوع خضوع اور ذوق و شوق کے ساتھ پڑھیے اور جوں توں بیس رکعت کی گنتی پوری نہ کیجئے بلکہ نماز کو نماز کی طرح پڑھیے تاکہ آپؐ کی زندگی پر اس کا اثر پڑے اور خدا سے تعلق منبسط ہو اور خدا توفیق دے تو تہجد کا بھی اہتمام کیجئے۔

۹۔ صدقہ اور خیرات کیجئے، غربوں، بیواؤں، اور قبیلوں کی خبر گیری کیجئے اور ناداروں کی سحری اور افطار کا اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۴۰ موارثہ کا مہینہ ہے ۴۱ حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سخنی اور

۴۰ یعنی غربوں اور حاجتمندوں کے ساتھ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ ہمدردی سے مراد مالی ہمدردی بھی ہے اور زبانی ہمدردی بھی، ان کے ساتھ گفتار اور سلوک میں نرمی پرستی، ملازمیں کو سہولتیں دیجئے۔ اور مالی اعانت کیجئے۔

فیاض تو تھے ہی مگر رمضان میں تو آپ کی سخاوت بہت ہی پڑھ جاتی تھی۔ جب حضرت جبریل ہر رات کو آپ کے پاس آتے اور قرآن پاک پڑھتے اور سننے تھے تو ان دونوں نبی ہمیز ملنے والی ہوا سے بھی زیادہ فیاض ہوتے تھے ॥

۱۰۔ شبِ قدر میں زیادہ سے زیادہ نوافل کا اہتمام کیجئے اور قرآن کی تلاوت کیجئے۔ اس رات کی اہمیت یہ ہے کہ اس رات میں قرآن نازل ہوا قرآن میں ہے۔ وہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا۔ اور تم کیا جاؤ کہ شبِ قدر کیا ہے شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور حضرت جبریلؑ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے انتظام کے لئے اُرتئے ہیں۔ سلامتی ہی سلامتی یہاں تک کہ صحیح ہو جائے۔

حدیث میں ہے کہ شبِ قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے۔ اس رات کو یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي عَفْوٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاغْفِرْ عَنِّي۔ (حسن حسین)

”خدا یا اتو بہت ہی زیادہ معاف فرمانے والا ہے کیونکہ معاف گرنا

تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرمادے ॥“

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک سال رمضان آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا ”تم لوگوں پر ایک مہینہ کیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا وہ سارے کے سارے خیر سے محروم رہ گیا۔ اور اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہی رہتا ہے جو دا قصی محروم ہے ॥“ (ابن ماجہ)

۱۱۔ رمضان کے آخری عشرہ میں عکاف کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان

کے آخری دس دنوں میں احتجاج فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی کا بیان ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی مسیح راتوں کو زیادہ سے زیادہ بیگنگ کر عبادت فرماتے۔ اور گھر والیوں کو بھی جگانے کا اہتمام کرتے اور پورے بھوٹ اور انہماں کے ساتھ خدا کی بندگی میں لگ جاتے ۔

۱۲۔ رمضان میں لوگوں کے ساتھ نہایت فرمی اور شفقت کا سلوك کیجئے۔ لازمیں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیجئے۔ اور فراخ دلی کے ساتھ ان کی ضرورتیں پوری کیجئے اور گھر والوں کے ساتھ بھی رحمت اور فیاضی کا برناوی کیجئے۔

۱۳۔ نہایت عابزی اور ذوق شوق کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دعائیں کیجئے۔ در مشور میں ہے کہ حبب رمضان کا سارک ہبہینہ آتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کارنگ بدل جانا تھا۔ اور نماز میں اضافہ ہو جانا تھا۔ اور دعاء میں بہت عابزی فرماتے تھے اور خوف بہت زیادہ غالب ہو جانا تھا۔

اور حدیث میں ہے کہ «حدا رمذان میں عرش الٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ رکھنے والوں کی دعاوں پر آئیں کہو ۔۔۔»

۱۴۔ صدقہ فطرہ کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام سے ادا کیجئے اور عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیجئے۔ بلکہ اتنا پہلے ادا کیجئے کہ ما جتند اور نادار لوگ بسمولت عید کی ضروریات ہبہیا کر سکیں اور وہ بھی سب کے ساتھ عیدگاہ جا سکیں اور عید کی خوشیوں میں شرکیں ہو سکیں۔

حدیث میں ہے کہ شیعی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر امت کے لئے اس
لئے منزور می قرار دیا تاکہ وہ ان بہبودہ اور خوش باتوں سے جو روزہ
دار سے سرزد ہو گئی ہوں، کفارہ بنے۔ اور غریبین اور مسکینوں کے کھانے کا
انتظام ہو جائے ॥ (ابوداؤد)

۱۵- رمضان کے مبارک دنوں میں خود زیادہ سے زیادہ نیکی کھانے کے
ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نہایت سوز، تڑپ، ازمی اور حکمت کے ساتھ نیکی
اور خیر کے کام کرنے پر انجام رہے۔ تاکہ پوری فضا پر، خدا ترسی، خیر پسندی اور
سجدائی کے بذریات چھائے رہیں اور سوسائٹی زیادہ سے زیادہ رمضان کی
بیش بہادرگتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔

روزے کے آداب

اس روزے کے عظیم اجر اور عظیم فائدوں کو نگاہ میں رکھ کر پورے ذوق و شوق کے ساتھ روزہ رکھنے کا اہتمام کیجیے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا بدلت کوئی دوسری عبادت نہیں ہو سکتی۔ سیہی وجہ ہے کہ روزہ ہر امت پر فرض رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ يَقْرَءُونَا كُتُبَ عَلَيْكُمُ الْقِيَامُ كُلُّكُتبَ عَلَى
الَّذِينَ يَقْرَءُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقَوْنَ ۝

”ایمان والواحتم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متلقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کے اس عظیم مقصد کو یوں بیان فرمایا۔

”جب شخص نے روزہ رکھ کر بھی جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرناءور چھوڑا تو خدا کو اس سے کوئی درجہ پی نہیں کر دے بھوکا اور پیاسا سار ہتا ہے ॥ (ریخاری) اور آپ نے ارشاد فرمایا۔

”جب شخص نے ایمانی کیفیت اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا

سلہ احتساب سے مراد یہ ہے کہ روزہ محض خدا کی خوشنودی اور اجر آخرت کیلئے رکھا جائے اور ان تمام لغوباتوں سے بچا جائے جو روزے کو سیے جان کر دیتی ہیں۔“

تو خداوس کے اُن گن ہوں کو معااف فرمادے گا جو سپہے ہو جکے ہیں ॥ (بخاری)
۲۔ رمضان کے روزے پورے اہتمام کے ساتھ رکھئے اور کسی شدید بیماری
یا عذرِ شرعی کے بغیر کبھی روزہ نہ چھوڑیے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
وہ جس شخص نے کسی بیماری یا شرعی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی
چھوڑا تو عمر بھر کے روزے رکھنے سے بھی اس ایک روزے کی تلاشی نہ ہو سکے
گی ॥ (ترمذی)

۳۔ روزے میں ریا کاری اور دکھاوے سے بچنے کے لئے معمول کے
مطابق ہشاش لشاش اور ساق چوبند اپنے کاموں میں لگے رہئے، اور اپنے انداز
و اطوار سے روزے کی کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضوی کا
ارشاد ہے کہ «آدمی جب روزہ رکھے تو چاہیے کہ حسب معمول نیل لگائے کہ اس
پر روزے کے اثرات نہ دکھائی دیں۔

۴۔ روزے میں نہایت اہتمام کے ساتھ ہبردائی کے دور رہنے کی بھروسہ پور
کوشش کیجئے اس لئے کہ روزے کا مقصد ہری زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے بنی صلی
اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اپنی زبان
سے کوئی بے شرمی کی بات نہ لکھائے اور نہ شود و تنگامہ کرے۔ اور اگر کوئی اس
سے گالی گلوچ کرنے لگے یا طائفی پر آمادہ ہو تو اس روزے دار کو سوچنا چاہیے
کہ میں تو روزے دار ہوں (مجلہ میں لکیے گالی کا جواب دے سکتا ہوں)۔
(بخاری مسلم)۔

۵۔ احادیث میں روزے کا جو عظیم اجر و میان کیا گیا ہے اس کی آزاد کیجئے اور خاص طور پر افطار کے قریب خدا سے دعا کیجئے کہ خدا یا! میرے روزے کو قبول فرم اور مجھے وہ اجر و ثواب دے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”” روزے دارِ جنت میں ایک مخصوص دروازے کے داخل ہوں گے۔ اس دروازے کا نام رَيَانٌ ہے جب روزے دارِ داخل ہوں پکیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر کوئی اور اس دروازے سے نہجا سکے گا ॥ (بخاری)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا پر دردگار ایس نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسرا لذتوں سے روکے رکھا، خدا یا! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرم۔ اور خدا اس کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ افطار کے وقت روزے دار بودعاء ملے گے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے رذہ بیس کی جاتی۔ (ترمذی)

۶۔ روزے کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کیجئے اور بھوک پیاس کی شدت یا کمزوری کی شکایت کر کے روزے کی ناقدرتی خیجئے۔

۷۔ سفر کے دوران یا مرض کی شدت میں روزہ نر کھ سکتے ہوں تو چھوڑ دیجئے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضا کیجئے۔ قرآن میں ہے۔

۸۔ ریان کے معنی ہیں سیراب کرنے والا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے باب الریان سے داخل ہونے والوں کو کبھی پیاس نہ تائے گی۔ (ترمذی)

قَمَنْ كَانَ مَيْرِ بُضَّا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّاً كُمْ أَيَّامَ أَخْرَى

(البقرہ)۔

”جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد

پوری کر لے۔“

حضرت انس رضی فرماتے ہیں۔ جب ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
رمضان میں سفر ہو تو قوچھ لوگ رکھتے اور کچھ لوگ نہ رکھتے پھر نہ تو
روزہ دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا اور نہ روزہ چھوڑنے والے
روزے سے دار پر اعتراض کرتا۔ (بخاری)

۸۔ روزے میں غیبت اور بد نگاہی سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیجیے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

روزے دار صحیح سے شام تک عبادت میں ہے جب تک وہ کسی کی
غیبت نہ کرے۔ اور جب وہ کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہے تو اس کے روزے میں
شگاف پڑ جاتا ہے۔ (الذہبی)

۹۔ حلال روزی کا اہتمام کیجیے۔ حرام کمائی سے ملنے والے جسم کی کوئی عبادت
قبول نہیں ہوتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”حرام کمائی سے جو دن پلا
ہو وہ جہنم کے لائق ہے۔“ (بخاری)

۱۰۔ سحری ضرور کھائیے۔ اس سے روزہ رکھنے میں سہولت ہوگی۔ اور کمزوری
اوہستی پیدا نہ ہوگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
”سحری کھایا کرو، اس لئے کہ سحری کھائی میں برکت ہے۔“ (بخاری)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔
”سحری کھانے میں برکت ہے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو۔
اور خدا کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلام بھیجئے ہیں ॥ (راحمد)

اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

”ووپھر کو تقوڑی دریا کرام کر کے قیام لیں میں ہولت حاصل کرو۔ اور سحری کھا کر دن میں روز سے کے لئے قوت حاصل کرو ॥“ (ابن ماجہ) اور صحیح سلم میں ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روز میں صرف سحری کھانے کا فرق ہے۔

۱۔ سورج غروب ہو جانے کے بعد افطار میں تاخیر نہ کیجئے۔ اس لئے کہ روز سے کا اصل مقصود فرمانبرداری کا ہذبہ پیدا کرنا ہے نہ کہ بھوکا پیا سار کھانا۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
”مسلمان اچھی حالت میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے ॥ (رجاری)۔

۲۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھیجئے۔

اللَّهُمَّ لَكَ صُمُتْ وَخَلَى وَشَرِقَ الْأَفْطَرْتُ۔ (سلم)

”غدا یا بیس نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا ॥

اور جب روزہ افطار کر لیں تو یہ دعا پڑھیجئے۔

ذَهَبَ الظُّهَاءُ وَابْتَلَكَتِ الْعُرْدُقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ رَأَيْدَادُ

”پیاس جاتی رہی۔ رگبیں تروتازہ ہو گئیں۔ اور اجر بھی ضرور ملے گا اگر خدا نے چاہا۔“

۳۱۔ کسی کے پہاں روزہ افطاریں تو یہ دھاڑھیئے۔
 اَنْظَرْ هِشَدًا كُمَّالَ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامًا كُمَّا الْأَبْرَارُ وَصَدَقَتْ
 كُمَّيْكُمْ أَسْمَلَيْكَةُ۔ (ابوداؤد)

”خدا کرے، تمہارے پہاں روزے دار روزے افطار کریں۔ اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھایا کریں۔ اور فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دعائیں کریں۔“

۳۲۔ روزہ افطار کرنے کا بھی اہتمام کیجئے اس کا ثرا اجر ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”دجو شخص رمضان میں کسی کا روزہ کھلوائے تو اس کے صلے میں خدا اس کے گناہ بخش دے گا اور اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا۔ اور افطار کرنے والے کو روزے دار کے برابر ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“ لوگوں نے کہا ”یا رسول اللہ! ہم سب کے پاس اتنا کھاں ہے کہ رونگے دار کو افطار کرائیں اور اس کو کھانا کھلائیں؟“ ارشاد فرمایا ”صرف ایک کھجور سے یا دودھ اور پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کر ا دینا بھی کافی ہے۔ رابن خنزیر یہ“

زکوٰۃ اور صدقة کے آداب

۱۔ خدا کی راہ میں جو بھی دینِ حضن خدا کی خوشبو دی کے لئے دیجیے۔ کسی اور غرض کی لائگ سے اپنے پاکیزہ عمل کو ہرگز ضائع نہ کیجیے۔ یہ آرزو ہرگز نہ رکھیجئے کرجن کو آپ نے دیا ہے وہ آپ کا احسان ما نہیں آپ کا شکر یہ ادا کریں۔ اور آپ کی بڑائی کا اعتراف کریں۔ مون ان اپنے عمل کا ہدایہ صرف اپنے خدا سے چاہتا ہے قرآن پاک میں موننوں کے ہذیات کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے۔

إِنَّمَا تُطْعِمُكُمُ الْوَجْهُ اللَّهُ لَا يُنْهِي مِثْكُمْ جَزَاءً وَلَا شَكُورًا۔

(الدیر)۔

دہم تم کو خالص لوجہ اللہ کھلارے ہے ہیں ن تم سے صلے کے طلبگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔

۲۔ نبود نمائش اور دکھاوے سے پرہیز کیجیے۔ دیا کاری اچھے سے اچھے عمل کو خاک میں ملاجیتی ہے۔

۳۔ زکوٰۃ کصلم کھلادیجیے۔ تاکہ دوسروں میں بھی فرض ادا کرنے کا چند پر اجھے البتہ دوسرے مددقات چھپا کر دیجیے تاکہ زیادہ سے زیادہ اخلاص پیدا ہو۔ خدا کی تظریں اسی عمل کی قیمت ہے جو اخلاص کے ساتھ کیا گیا۔ قیامت کے سہیبت خنزیر میدان میں جب کہ کہیں سایہ نہ ہو گا۔ خدا اپنے اس بندے کے کو حرش کے سامنے

میں رکھے گا۔ جس نے انتہائی پوشیدہ طریقوں سے خدا کی راہ میں خرچ کیا ہو گا۔ یہاں تک کہ یا میں ہاتھ کو یہ خبر نہ ہو گی کہ دایکس ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری)

ہم۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتابیے اور نہ ان لوگوں کو دکھ دیجئے جن کو آپ دے رہے ہیں۔ دینے کے بعد محتاجوں اور ناداروں کے ساتھ حقارت کا سلوک کرنا۔ ان کی خودداری کو ٹھیک کرنا اُن پر احسان جتا جتا کر ان کے لئے ہوئے دلوں کو دکھانا اور یہ سوچنا کہ وہ آپ کا احسان مانیں۔ آپ کے سامنے جملے رہیں۔ آپ کی برتری کو تسلیم کریں، انتہائی گھناؤ نے جذبات ہیں یوں کا دل ان جذبات سے پاک ہونا چاہیے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

يَا إِيَّاهَا أَلَّا يَنْهَى أَمْنُوا لَا شَيْطَلُو أَصَدَقَ قَاتِكُمْ بِالْمِنْ وَالْأَذْلِ
كَالَّذِينَ يُنْفِقُ مَالَهُ بِرَشَاءِ النَّاسِ۔

”مونو! اپنے صدقہ و خیرات کو احسان جتنا کر اور غربوں کا دل کھا کر، اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو حضن لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے“

۵۔ خدا کی راہ میں دینے کے بعد فخر و غرور نہ کیجئے۔ لوگوں پر اپنی بڑائی نہ جائی بلکہ یہ سوچ کر لزتے رہیں کہ معلوم نہیں خدا کے یہاں میرا یہ صدقہ قبول بھی ہوا یا نہیں۔ خدا کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ مَا أَتَوْا وَلَا فُلُوْبُهُمْ وَحِلَّةُ أَتَهُمْ إِلَى

رَتْهِمْ رَاجِعُونَ ه

۶۔ فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ زمی کا سلوک کیجئے نہ ان کو ڈالنیے نہ ان پر رُعب جمائیے، نہ ان پر اپنی برتری کا اظہار کیجئے۔ سائل کو دینے کے لئے اگر کچھ نہ ہوتا بھی نہایت زمی اور خوش اخلاقی سے مغذرت کیجئے تاکہ وہ کچھ نہ پانے کے باوجود خاموشی سے دعا دیتا ہو ارخصت ہو جائے۔ قرآن میں ہے۔

وَإِنَّمَا تُعْرِضُ مَنِعَ عَنْهُمْ أُبَيْنَىٰ أَعْرَجَ حَمَةٌ تِنْ رَّتِيدَ شَرُّ مُجُوْهَهَا
فَقَلْنَ لَهُمْ قَوْلًا مَّبِيسُوسٌ أَهٗ (بیت اسرائیل)

”اگر تم ان سے اغراض کرنے پر مجبور ہو جاؤ۔ اپنے رب کے فضل کی توقع رکھتے ہوئے تو ان سے زمی کی کوئی بات کہہ دریا کرو۔ اور خدا کا ارشاد یہ بھی ہے۔

وَأَمَّا إِلَيْنَا إِلَيْنَ فَلَأَتَهْمَرْ۔

”اور مانگنے والے کو جہڑی مددو۔“

۷۔ خدا کی راہ میں، کشادہ دلی اور شوق کے ساتھ خرچ کیجئے۔ تنگ دلی، کردھن اور زبردستی کا تاو ان سمجھ کر نہ خرچ کیجئے فلاح و کامرانی کے سحق دہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو سچل، تنگ دلی اور شدت جلیے جذبات سے اپنے دل کو پاک رکھتے ہیں۔

۸۔ خدا کی راہ میں حلال مال خرچ کیجئے، خدا صرف وہی مال قبول فرماتا ہے جو پاک اور حلال ہو۔ جو مون خدا کی راہ میں دینے کی ترکیب رکھتا ہے وہ بھلا یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اس کی کمائی میں حرام مال شامل ہو۔ خدا کا ارشاد ہے۔

۱۴۳
یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طِبَابٍ مَا كَسَبْتُمْ۔

”ایمان والو خدا کی راہ میں اپنی ہاک کمائی خرچ کر دو۔

۹۔ خدا کی راہ میں بہترین مال خرچ کیجئے۔ قرآن میں ہے۔

لَئِنْ تَنَاهُوا عَنِ الْبَرَحَاتِي مُنْفِقُوا مِثْمَاثِجَبُونَ ۝ (آل عمران)

”تم ہرگز نیکی حاصل نہ کر سکو گے جب تک دہ مال خدا کی راہ میں نہ دو

جو تمہیں عزیز ہے۔“

سدقے میں دیا ہوا مال آخرت کی دائمی زندگی کے لئے جمع ہو رہا ہے بھلا
مومن یہ کیسے سورج سکتا ہے کہ وہ اپنی ہدیثہ کی زندگی کے لئے خراب اور ناکارہ
مال جمع کرائے۔

- ۱۰۔ زکوٰۃ واجب ہونے پر دریونہ لگائیے۔ فوراً ادا کرنے کی کوشش کیجئے
اور اچھی طرح حساب لگا کر دیجئے کہ خدا نخواستہ آپ کے ذمہ کچھ درہ نہ جائے۔
- ۱۱۔ زکوٰۃ اجتماعی طور پر ادا کیجئے۔ اور اس کے خرچ کا انتظام بھی اجتماعی
طور پر کیجئے۔ جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے وہاں مسلمانوں کی جماعتیں
بیت المال قائم کر کے اس کا انتظام کریں۔

حج کے ادب

۱۔ حج کرنے میں تاخیر اور ملائیش میں ہرگز نہ کیجئے۔ جب بھی خدا تعالیٰ سے کہ آپ اس خوشگوار فریضے کو ادا کر سکیں تو پہلی فرصت میں روانہ ہو جائیے زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ آپ اس فریضے کو ایک سال سے دوسرا سال پر ملائتے رہیں۔ قرآن میں ہے۔

وَلِلّهِ هُنَّ الظَّانِ حِجْجَ الْبَيْتِ مِنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَدِيرًا
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّهَ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝

”ادر لوگوں پر خدا کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔ اور جو اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ خدا اس سے جہاں والوں سے ہے نیاز ہے۔“
انسان کی اس سے بڑی تباہی اور محرومی اور کیا ہو گی کہ خدا اس سے بنیازی اور بے تعلقی کا احلاں فرمائے۔

حدیث میں ہے۔ ”بھجو شخص حج کا ارادہ کرے اُسے حج کرنے میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ حکم ہے کہ وہ بیمار پڑ جائے۔ حکم ہے اونٹھنی کھو جائے۔ اور حکم ہے کوئی اور الیسی ضرورت پیش آجائے کہ حج ناممکن ہو جائے۔ (ابن ماجہ)
مطلوب یہ ہے دعوت ہونے کے بعد خواہ مخواہ ملائیش میں ہرگز نہ کرنی چاہیے معلوم

نہیں آپنے یہ فرائع اور دعوت و ہولت باقی رہے یا نہ رہے اور پھر خدا نخواستہ آدمی صحیح بیت اللہ سے محروم ہی رہ جائے۔ خدا اس محرومی سے ہر بندہ مون کو بچائے رکھے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لوگوں کو انتہائی سخت انداز میں تنبیہ پڑھائی ہے۔ حدیث میں ہے۔

”جس شخص کو کسی بیماری نے یا کسی واقعی ضرورت نے یا کسی ظالم وجاہر حکمران نے نزد کر کھا ہوا اور پھر بھی وہ رجح نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہرے چاہے نصرانی ॥“ (سنن کبریٰ جلد ۳)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگلے ہے کہ ”جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حجح نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزو یہ لگا دوں وہ مسلمان نہیں ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں ॥“

۲۔ خدا کے گھر کی زیارت اور حجج مخصوص اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے کیجئے کسی اور دنیوی غرض سے اس پاکیزہ مقصد کو آلو دہ نہ کیجئے۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَلَا أَقِيمُنَ الْمَيْتَ الْحَرَامَ يَدْعُونَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

رَضْوَانًا ۚ (المايدہ ۲۰)

”اور ان لوگوں کو چھپیرو، جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں استرام دالے گھر کی طرف چاہ رہے ہیں ॥“

وَأَتَمُوا الْحَجَّمَ فَالْحُسْنَةُ لِلّٰهِ۔ (ابقرہ ۱۹۶)

”حج اور عمرے کو مخصوص خدا کی خوشنودی کے لئے پورا کرو ॥“

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، حج ببرور کا صلم تو جنت سے کم ہے ہی
نہیں۔ (مسلم کتاب الحج)

۳۔ حج کے لئے جانے کا چرچا نہ کیجئے خاموشی سے جائیے اور آئیے اور ہر
اس رسم اور طریقے سے سختی کے ساتھ بچپنے جس میں نمود نمائش اور دکھادے
کاشا سبھ ہو۔ یوں تو ہر عمل کے عمل صالح اور عمل مقبول ہونے کا انحصار اس پر
ہے کہ وہ مخفی خدا کے لئے ہو اور کسی دوسرا ہی خواہش کا اس میں فوجھر آمیزہ بھی
نہ ہو۔ لیکن خاص طور پر حج میں اس کا اور زیادہ دھیان رکھنا اس لئے ضروری
ہے کہ یہ روحانی انقلاب اور ترقی نفس و اخلاق کی ایک آخری تدبیر ہے اور
جو روحاںی مریض اس جامع علاج سے بھی شفایا باب نہ ہو پھر اس کی شفایا بی کی امید
کسی دوسرے علاج سے بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔

۴۔ حج کو جانے کی دعوت نہ ہو تب بھی خدا کے گھر کو دکھنے کی تمنا اور روحانی
رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کی آرزو۔ اور حج سے پیدا ہونے والے
ابراہیمی چذبات سے اپنے سیدنے کو آباد اور منور رکھئے۔ ان چذبات کے بغیر
کوئی سیدنہ مومن کا سیدنہ نہیں بلکہ ایک دیران کھنڈر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد ہے۔

”حج اور عمرے کے لئے جانے والے خدا کے خصوصی فہمان ہیں۔ وہ
خدا سے دعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش

لے حج ببرور و حج ہے جو مخصوص خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے پورے آواب شرائط کے ساتھ کیا گیا ہو۔

دیتا ہے ﷺ (طبرانی)

ہجج کے لئے بہترین زاد راہ ساتھی ہے۔ بہترین زاد راہ تقویٰ ہے، اس پاکیزہ سفر کے دوران خدا کی نافرمانیوں سے بچنے اور حجج بیت اللہ کی رکتوں سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے والا امید وہی ہے جو ہر حال میں خدا کے ڈر تار ہے اور اس کی خوشنووی ساصل کرنے کا والہ باشد جذبہ رکھے۔ قرآن میں ہے۔

وَتَرَوْدُ ذَا فِرَانَ حَيْرَالرَّازِ الدَّقْوَى۔

” اور سفر حجج کے لئے زاد راہ ساتھ لو۔ اور سب سے بہتر زاد راہ خدا

کا تقویٰ ہے۔

۶- حج کا ارادہ کرتے ہی حج کے لئے ذہنی میسوئی اور تپار می شروع کر دیجئے جج کی تاریخ کوتازہ کیجئے اور حج کے ایک ایک رکن کی حقیقت پر خود کسیجئے اور خدا کا دین، حج کے ان اركان کے ذریعے بندہ مون کے دل میں جو جذبہ بات پیدا کرنا چاہتا ہے انہیں سمجھنے کی کوشش کیجئے اور پھر ایک باشور مون کی طرح پورے شعور کے ساتھ حج کے اركان ادا کر کے ان حقیقتوں کو جذب کرنے اور ان کے مطابق زندگی میں صالح انقلاب لانے کی کوشش کیجئے جس کے لئے خدا نے مونوں پر حج فرض کیا ہے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

وَإِذْ كُرُوفَةَ كَمَا هَدَى أَكْمَدَ قَرْآنَ كُنْثُمْ قِنْ قَبْلِهِ لَمِنْ

الضَّالِّينَ ﴿البقرہ﴾

” اور خدا کو یاد کرو جس طرح یاد کرنے کی اس نے انہیں ہدایت کی ہے۔

اور حقیقت ہے کہ تم لوگ اس سے پہلے ان حقیقتوں سے بچنے ہوئے تھے گے۔

اس مقصد کے لئے قرآن پاک کے ان حصوں کا گھری نظر سے مطالعہ کریجیے جن میں حج کی حقیقت و اہمیت اور حج سے پیدا ہونے والے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اور اس کے لئے احادیث رسولؐ اور ان کتابوں کا مطالعہ بھی مفید رہے گا جن میں حج کی تاریخ اور حج کے ارکان کی حقیقت پر گفتگو کی گئی ہو۔

۷۔ حج کے دوران جمیعتون و عائیں صدیقہ کی کتابوں میں ملتی ہیں یاد کریجیے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں خدا سے مری مانگیجے جو خدا کے رسولؐ نے مانگا تھا۔

۸۔ اپنے حج کی پوری پوری حفاظت کریجیے اور دصیان رکھیجیے کہ آپ کا حج کہیں اُن دنیا پرستوں کا حج نہ بن جائے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ آخرت سے آنکھیں بند کر کے سب کچھ دنیا ہی چاہتے ہیں وہ جب بیت اللہ پہنچتے ہیں تو ان کی دعا یہ ہوتی ہے کہ

رَبَّنَا أَتَنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ه (البقرہ)

”خدا یا ہمیں بھروسنا ہے لیں اسی دنیا میں دے دے۔ ایسے (دنیا پرست)

لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔“

آپ حج کے ذریعہ دونوں جہان کی سعادت و کامرانی طلب کریجیے اور خدا سے دعا کریجیے کہ پروردگار میں تیرے حضور اس لئے آیا ہوں کہ تو دونوں زندگیوں میں مجھے کامران اور بامرا دبننا اور یہ دعا کرتے رہیے۔

رَبَّنَا أَتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَ قَنَاعَدَابَ

الستاریں۔ (البقرہ)

”خدا یا ہمیں اس دنیا میں بھی سچلانی دے اور آخرت میں بھی سچلانی دے اور

ہمیں آگ کے عذاب سے بچاؤ“

۹۔ حج کے دوران خدا کی نافرمانی سے بچنے میں انتہائی حساس رہئیے۔ حج کا سفر خدا کے گھر کا سفر ہے آپ خدا کے ہمہ ان بن کر گئے ہیں اس سے عہدہ بندگی تازہ کرنے گئے ہیں۔ جبکہ اسود پر ما تھر رکھ کر آپ گویا خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہدہ چیناں بازدھتے ہیں اور اس کو بوسہ دے کر خدا کے آستانے پر بوسہ دیتے ہیں۔ ہمارے پیارے تباہی و تہذیل کی صدائیں بلند کر کے اپنی دفاداری کا اظہار کرتے ہیں اسی شفعتاں میں خود کی وجہ کسی عموی گناہ اور خطا کی آلو دگی بھی کتنی گمناولی ہے۔ خدا نے اپنے دربار میں حاضر ہونے والے بندوں کو ہوشیار فرمایا ہے۔

ڈلاؤسُوقَ -

”خدا کی نافرمانی کی باتیں نہ ہوں چاہیں“

۱۰۔ دورانِ حج لڑائیِ جمگڑے کی باتوں سے پوری طرح بچے رہئے سفر کے دوران جب جگہ جگہ بھیڑ ہو، زحشیں ہوں، قدم قدم پر مقادِ سکراہیں، قدم قدم پر چند بات کوٹھیں لگئے تو خدا کے ہمہ ان کا کام یہ ہے کہ وہ فراغد لی اور ایشارے سے کام لے اور ہر ایک کے ساتھ عفو و رغزہ اور فیاضی کا برداشت کرے۔ یہاں تک کہ خادم کو ڈلنٹنے سے بھی پرہیز کرے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

ڈلادِ جدال فی الحجّ -

”اوْرَاثَةِ جمگڑے کی باتیں نہ ہوں“

۱۱۔ دورانِ حج شہروانی باتوں سے بھی بچنے اور بچے رہنے کا پورا پورا استھام کیجئے۔

دُورانِ سفر حجہ جذبات کے برائیگیرختہ ہوتے اور مسکاہ کے آزاد ہو جانے کا اندر شیر کچھ زیادہ ہوتا ہے آپ بھی زیادہ چکنے ہو جائیں اور قس شیدیان کی چالوں سے خود کو محفوظ رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ اور اگر آپ کا جوڑا آپ کے ساتھ ہو تو نہ صرف یہ کہ اس سے مخصوص تعلق قائم نہ کیجئے بلکہ اسی باتوں سے بھی شعور کے ساتھ بچے رہیے جو شہوانی جذبات کو سبز کرنے کا باعث بن سکتی ہوں خدا نے ہوشیار کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

الْحَجَّ أَشْهُدُ مَعْلُومَاتٍ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ

”حج کے نہیں سب کو معلوم ہیں جو شخص ان مقررہ مہینوں میں حج کی نیت

کرے، اے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دُوران شہوانی باتیں نہ ہوں“

رب المقرہ (۱۹۴)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جو شخص خدا کے اس گھر کی زیارت کے لئے یہاں آیا اور وہ بے حیائی اور شہوانی باتوں سے بچا رہا اور فسق و تجویر میں بھی بیتلانہیں ہوئے تو وہ پاک صاف ہو کر اس طرح لوٹتا ہے جسی طرح وہ ماں نے کے پیٹ سے پاک صاف پیدا ہوا تھا“
(رنجاری مسلم)

۳۔ شعائر اللہ کا پورا احترام کیجئے کسی روحاںی اور معنوی حقیقت کو محکم کرانے اور یاد دلانے کے لئے خدا نے جو ہمیز علامت کے طور پر مقرر فرمائی ہے اس کو دو شعیرہ کہتے ہیں شعائر اسی کی جمع ہے، حج کے سلسلے کی ساری ہی چیزوں خدا پرستی کی کسی نہ کسی حقیقت کو محسوس کرانے کے لئے علامت کے طور پر مقرر کی گئی ہیں۔ ان سب کی تعظیم کیجئے۔ قرآن میں خدا کا ارشاد ہے۔

بِاَيْمَنِهَا الَّذِينَ اَمْنَوْا لَا تُخْلُو شَعَائِرُ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرُ الْحَرَامُ
وَلَا الْهَدَى وَلَا التَّلَادِدَ وَلَا اَقْبَلَنَّ الْجَيْشُ اَفَرَبِيْتُمْ
فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَسَرِّ حُسْنَائِهِ

«اور اسے مومنوں اور خدا پرستی کی ان نشانیوں کو بے حرمت نہ کرو۔ نہ حرمت
کے ان مہینوں کی بے حرمتی کرو۔ نہ قربانی کے جانوروں پر دست درازی کرو۔
نہ ان جانوروں پر ہاتھ دا لو۔ جن کی گردنوں میں نذرِ خداوندی کی علامت کے
طور پر پڑے ہیں۔ اور نہ ان لوگوں کی راہ میں رکاوٹ دا لو۔ جو اپنے
پروردگار کے فضل اور اس کی خوشندی کی تلاش میں مکان محترم (کعبہ)
کی طرف جا رہے ہوں ۹ (المائدہ)

اور سورہ حجج میں ہے۔

وَمَنْ يُغَيِّرْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ أَنْقُوْتِ الْقُلُوبِ۔

«اور جو خدا پرستی کی ان نشانیوں کا احترام کرے جو خدا نے مقرر کی ہیں تو

یہ دلوں کے تقویٰ کی بات ہے ۹۹

۱۳۔ ارکان حج ادا کرتے ہوئے انتہائی محجز و احتیاج بے کسی اور بے سی کا
انکھا رکھیجے کہ خدا کو بندے کی عاجزی اور درمانگی ہی سب سے زیادہ پسند
ہے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے پوچھا حاجی کون ہے؟ فرمایا "جمس کے ہال
پریشان ہوں، اور میلکا کچپلایا ہوں۔"
۱۴۔ احرام باندھنے کے بعد، ہر بلندی پر چڑھتے وقت اور ہر
پشتی کی طرف اڑتے وقت اور ہر قافلے سے ملتے وقت اور ہر صبح کو نیند سے بیدار

ہو کر ملند آواز سے تلبیہ پڑ جائے تلبیہ یہ ہے۔

**لَبَيِّكَ اللَّهُمَّ لَبَيِّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَيِّكَ إِنَّكَ
الْحَمْدُ لَكَ وَالنِّعْمَةُ لَكَ وَمَالُكُ الْمُلْكِ لَا شَرِيكَ لَكَ۔** (مشکوٰۃ)

”میں حاضر ہوں خدا یا میں صاحر ہوں۔ تیرا کوئی شرک نہیں۔ میں صاحر ہوں۔ بیٹھ ک ساری تعریف تیر سے ہی لئے ہے نعمت سب تیری ہی ہے، ساری ہادشاہی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شرک نہیں۔“

۱۵۔ عرفات کے میدان میں حاضر ہو کر زیادہ سے زیادہ قربہ استغفار کیجئے قرآن کی ہدایت ہے۔

**ثُمَّ أَنِيبُونَا مِنْ حَيْثُ أَفَأَمَّا النَّاسُ فَإِنَّمَا
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔** (آل عمرہ)

”پھر تم (اہل کر) بھی وہیں سے پشوچہاں سے اور سارے لوگ پلٹتے ہیں اور خدا سے مغفرت چاہو، بلاشبہ خدا بہت زیادہ معاف فرمائے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اور نبی مصلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”خدا کے زدیک عرض کا دن تمام دنوں سے زیادہ بہتر ہے، اس دن خدا آسمان دنیا پر خصوصی طور سے متوجہ ہو کر فرشتوں کے سامنے اپنے حاجی بندوں کی عاجزی اور درمانگی کی حالت پر فخر کرتا ہے فرشتوں سے فرماتا ہے ”فرشتوں اور کمبوں میسرے بندے پر پیشان، دھوپ میں میسرے سامنے کھڑے ہیں یہ لوگ دوڑ دوڑ سے یہاں آئئے ہیں میسری رحمت کی امید انہیں یہاں لا لائی ہے حالانکہ انہوں نے میسرے

عذاب کو نہیں دیکھا۔ اس فخر کے بعد لوگوں کو جہنم کے عذاب سے آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور عرف کے دن میں لتنے لوگ بخشنے جاتے ہیں کہ اتنے کسی دن بھی نہیں بخشنے جاتے ॥ (ابن حبان)

۱۶- منی میں پہنچ کر انہی چیزیات کے ساتھ قربانی کیجئے جن چیزیات کے ساتھ خدا کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھپی رکھی تھی۔ اور قربانی کے ان چیزیات کو اپنے دل و دماغ پر اس طرح طاری کیجئے کہ زندگی کے ہر روز میں آپ قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور زندگی واقعی اس عہد کی عملی تصور بن جائے کہ

إِنَّ حَصْلَوْقِيْ وَلُسُكِيْ وَمَحْبِيَايِيْ وَمَسَأَاتِيْ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
لَا شَرِيكَ لَهُ۔ (الانعام)

”بے شک میری نماز اور میری قربانی، میری زندگی اور میری موت ایک

اللہ کیلئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔“

۱۷- حج کے ایام میں برابر خدا کی یاد میں مشغول رہیجئے اور کسی وقت دل کو اس کے ذکر سے غافل نہ ہونے دیجئے۔ خدا کی یاد ہی تمام حمدتوں کا اصل ہو ہر ہے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

ذَادُكُرُوْ وَاللَّهُ فِي أَيَّامِ مَعْدُوْذَاتِ

”اور خدا کی یاد میں مشغول رہ گئی کے ان چند روزوں میں،“ (البقرہ ۲۰۳)

اور فرمایا۔

فَإِذَا قَضَيْتُم مَنَاسِكُكُمْ فَذَكُرُوْ اللَّهُ كَذَكْرِكُمْ إِبَاءَكُمْ أَوْ

اَشْدَّ ذِكْرًا۔

”پھر حجت میں حج کے تمام اور کان ادا کر جو تو جس طرح پہلے اپنے آماں اور اجداد

کا ذکر کرتے تھے اسی طرح اب خدا کا ذکر کرو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر“

حج کے ارکان کا مقصود یہ ہے کہ آپ ان ایام میں مسلسل خدا کی یادیں ڈالیے
رہیں اور ان دنوں میں اس کی یاد اس طرح دل میں رچ جس چالئے کہ پھر زندگی کی ہماہی
اوٹسکشیں ہیں کوئی چیز اس کی یاد سے آپ کو غافل نہ کر سکے۔ چاہیت کے درمیں لوگ
اور کان حج ادا کرنے کے بعد اپنے باپ دادا کی بڑائی بیان کرتے اور ڈینگیں
مارتے تھے۔ خدا نے ہدایت دی کہ یہ ایام خدا کی یادیں بسرا کرو۔ اور اسی کی
بڑائی بیان کرو۔ جو داقعی ہڑا ہے۔

۱۸۔ خدا کے گھر کا پردہ اور طواف کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

”اوْرَ چَاہِيَّةَ كَبِيْتِ اللَّهِ كَأَطْوَافَ كَرِيْيِنَ“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

و خدا ہر روز اپنے حاجی پندوں کے لئے۔ ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے
جس میں سے سانچھ رحمتیں ان کے لئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔
پالیں ان کے لئے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کے لئے جو صرف
کبھے کر دیکھتے رہتے ہیں۔ (ربیعی)

اوْرَ نَبِيْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَّى يَهْبَيْ فَرْمَيَا -

و جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا
پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے (ترمذی)

تہذیب الحاشیۃ

باب سوم

بندگی کروالیکی

کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ

ادس

اچھا سلوک کرو

مال باپ کے ساتھ۔

قرابت داروں کے ساتھ۔

تینیوں کے ساتھ۔

غربیوں کے ساتھ۔

پڑوی کے ساتھ۔ جو رشتہ دار ہو

اور اس پڑوی کے ساتھ۔ جو رشتہ دار نہ ہو

ساتھی کے ساتھ۔ جس کی رفاقت فرادری کو بھی طیर آجائے۔

اور مسافر کے ساتھ

اور ان زیر دستوں کے ساتھ جو تمہارے قبضے میں ہوں۔

(النمار ۳۶)

والدین سے سلوک کے داب

ا۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے۔ اور اس حُسن سلوک کی توفیق کو دلوں جہان کی سعادت سمجھیجئے۔ خدا کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق ماں باپ ہی کا ہے۔ ماں باپ کے حق کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ اس سے کچھیجئے کہ قرآن پاک نے مجھے جگہ ماں باپ کے حق کو خدا کے حق کے ساتھ بیان کیا ہے اور خدا کی شکر گزاری کی تائید کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی شکر گزاری کی تائید کی ہے۔

وَقُضِيَ رَبِّكَ أَن لَا تَعْبُدُ فَارَّاً إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا.

(بني اسرائیل)

”اور آپ کے رب نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی کہتے ہیں، ”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”ذہ نماز جو دقت پر پڑھی جائے“ میں نے (پھر) پوچھا ”اس کے بعد کون سا کام خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟“ فرمایا۔ ”ماں باپ کے ساتھ حُسن سلوک“ میں نے پوچھا ”اس کے بعد؟“ فرمایا۔ ”خدا کی راہ میں جہاد کرنا“ (پھر) میں نے پوچھا ”اس کے بعد؟“ فرمایا۔ ”خدا کی راہ میں جہاد کرنا“ (بنی اسرائیل)

حضرت عیحد اللہ رضا فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہتے لگا: "میں آپ کے ساتھ پر محبت اور جہاد کے لئے بعیت کرتا ہوں اور خدا سے اس کا اجر چاہتا ہوں نبی صلیح نے پوچھا" کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہے اس نے کہا جی ہاں بلکہ (خدا کا شکر ہے) دونوں زندہ ہیں "آپ نے فرمایا" تو کیا تم واقعی خدا سے اپنی محبت اور جہاد کا پدر ہے پاہستے ہوئے اس نے کہا "جی ہاں دوں خدا سے اجر چاہتا ہوں" (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو جاؤ اپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کر ان کے ساتھ نیک سلوک کرو" (مسلم)

حضرت ابوالاہم رضا فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "جیسا کہ رسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟" ارشاد فرمایا، "ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی دوزخ" (راہن ماجہر)

یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے تم جنت کے سبق ہو گے اور ان کے حقوق کو پامال کر کے تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔

۲۔ والدین کے شکر گزار رہیے محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی کا اولین تقاضا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے وجود کا محسوس سبب والدین ہیں سچروالدین ہی کی پروردش اور تحریکی میں ہم پلتے بڑھتے اور شعور کو بہنچتے ہیں اور وہ جس غیر معمولی قرآنی بیشکنی اور انتہائی شفقت سے ہماری سر پستی فرماتے ہیں۔ اس کا تفاصیل ہے کہ ہمارا سینہ ان کی عقیدت و احسان مندی اور عظمت و محبت سے سرشار ہو اور ہمارے دل کا ریشہ ریشہ ان کا شکر گزار ہو ایسی وجہ ہے کہ خدا نے اپنی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ان کی شکر گزاری کی تاکید فرمائی ہے۔

اَن اشْكُرُ لِي وَلِوَالِدَيْلَكَ -

عزم نے وصیت کی کہ میرا شکرا دا کرو اور اپنے ماں باپ کے شکر گزار رہو ۔
سـ۔ ماں باپ کو ہدیثہ خوش رکھنے کی کوشش کیجئے اور ان کی مرضی اور مزاج کے
خلاف کسی بھی کوئی ایسی بات نہ کہیجئے جو ان کو ناگوار رہو، بالخصوص ٹڑھاپے میں جب مزاج
پچھوڑ پڑتا اور کھڑا ہو جانا ہے۔ اور والدین کچھ ایسے تقاضے، مطالبے کرنے لگتے ہیں
جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی ہر بات کو خوشی خوشی برداشت کیجئے اور
ان کی کسی بات سے اکتا کر جواب میں کوئی ایسی بات ہرگز نہ کہیجئے جو ان کو ناگوار رہو، اور
ان کے بذریات کو ٹھیس نگے۔

إِنَّمَا يُنْهَى عَنِ الْمُنْدَلَقِ الْكِبِيرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَّاهُمَا فَلَا قَاتِلُ
لَهُمَا أَفْتَدِي لَا تَهْرِرْهُمَا -

”اگر ان میں سے ایک یادوں توں تمہارے سامنے ٹھاپے کی ٹکڑی بخچ جائیں
تو تم ان کو افت تک دکھو، اور زانہیں جھوڑ کیاں دو ۔
درست ٹڑھاپے کی عمر میں بات کی برداشت نہیں رہتی اور کمزوری کے باعث
اپنی اہمیت کا احساس پڑھ جانا ہے، اس لئے ذرا فدا سی بات بھی محسوس ہونے لگتی
ہے، لہذا اس نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے لپنے کی قول و عمل سے ماں باپ کو
ناراضی ہونے کا موقع نہ دیجئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی عنہ تھے ہیں کہ شیعی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دخدا
کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے“
در ترمذی، ابن حبان، حاکم)

یعنی اگر کوئی اپنے خدا کو خوش رکھنا چاہے تو وہ اپنے والد کو خوش رکھے، والد کو ناراضی کر کے خدا کو خوش نہیں کیا جاسکتا۔ جو والد کو ناراضی کرے گا وہ خدا کے غضب کو بھڑکانے لے گا۔

حضرت عبدالمطلبی کا بیان ہے کہ آدمی لپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت پڑیت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ لپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور ان کو اسی طرح خوش کر کے آؤ۔ جس طرح تم ان کو نہ لا کر آئے ہو۔ (ابوداؤد)

ہم۔ دل و جان سے ماں باپ کی خدمت کیجیئے۔ اگر آپ کو خدا نے اس کا موقع دیا ہے تو دراصل یہ اس بات کی توفیق ہے کہ آپ خود کو جنت کا مستحق بناسکیں۔ اور خدا کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ ماں باپ کی خدمت سے ہی دونوں جہاں کی بھلائی سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے، اور آدمی دونوں جہاں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت انس رضا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی مدد و زیستی میں کچھ مدد گھوڑا۔ اس کو چاہیئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اور مسلم رحمی کرے (التغییب والتریب) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

”وہ آدمی ذلیل ہو اپنے ذلیل ہو اپنے ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا، لئے خدا کے کوئی کون آدمی؟ آپ نے فرمایا وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ — دونوں کو پایا، یا کسی ایک کو۔ — اور بھر ران کی خدمت کر کے

جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

ایک موقع پر تو آپ نے خدمت والدین کو جہاد میں عظیم عبادت پر بھی ترجیح دی۔ اور ایک صحابی کو جہاد میں چانے سے روک کر والدین کی خدمت کی تاکید فرمائی۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا، جی ہاں زندہ ہیں، ارشاد فرمایا۔ جاؤ اور ان کی خدمت کرتے رہو۔ (بھی جہاد میں عزیز) (النجاری مسلم)

۵۔ ماں باپ کا ادب و احترام کیجئے اور کوئی بھی ایسی بات یا حرکت نہ کیجئے جو ان کے احترام کے خلاف ہو، قرآن میں ہے۔

وَقُلْ لِّهُمَا فَوْلَأْ كُرْنِيَّا۔ (بنی اسرائیل ۲۳)

”اور ان سے احترام کی بات کیجئے۔

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی عنہ نے حضرت ابن عباس رضی عنہ پر پوچھا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جہنم سے دور ہیں اور جنت میں داخل ہوں؟ ابن عباس رضی عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ خدا کی قسم ہی چاہتا ہوں، حضرت ابن عمر رضی عنہ پوچھا، آپ کے والدین زندہ ہیں؟ ابن عباس رضی عنہ نے کہا جی ہاں میری والدو زندہ ہیں۔ ابن عمر رضی عنہ نے فرمایا۔ اگر تم ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرو۔ ان کے کمالے پہنچے کا خیال رکھو تو خود جنت میں جاؤ گے۔ پیش طریکہ تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو۔ (الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہ رضی عنہ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا۔ ایک سے پوچھا یہ دوسرے تمہارے کون ہیں؟ اس نے کہا یہ میرے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو نہ ان کا نام لینا۔ کہیں بھی ان سے آگئے پہنچے اور نہ کبھی ان سے پہلے بٹھن۔ (الادب المفرد)

۶۔ والدین کے ساتھ، حاجزی اور انکساری سے پیش آئیے
وَالْحِفْصُ لَرْهَمًا جَنَاحَ الدَّلَلِ مِنَ الرَّجْمَةِ۔

”اور حاجزی اور زرمی سے ان کے سامنے بچھر ہوئے۔

حاجزی سے بچھر رہنے سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت ان کے متنبہ کا لحاظ رکھو۔
اوسمی ان کے سامنے اپنی بڑائی نہ بتاؤ۔ اور ان کی شان میں گستاخی کرو۔
۷۔ والدین سے محبت کیجیے اور اس کو اپنے لئے باعث سعادت و اجر
آخوند گی۔ حضرت ابن عباس رضی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”بُوْنِيْك اوْلاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظرِ الٰنی ہے، اس کے
بدرے خدا اس کو ایک بچ مقبول کا ثواب بخشنا ہے لوگوں نے پوچھا اسے خدا کے
رسول! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے۔ آپ
نے فرمایا۔ جی ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی، خدا (تمہارے تصور سے) بہت
بڑا درستنگ دلی جیسے ٹیپوں سے (ہائلکل پاک ہے)۔ (مسلم)

۸۔ ماں باپ کی دل و جان سے اطاعت کیجیے۔ اگر وہ کچھ زیادتی بھی کر رہے
ہوں تب بھی خوش دلی نے اطاعت کیجیے اور ان کے عظیم احسانات کو پیش نظر کہ
کران کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی پورے کیجیے جو آپ کے ذوق اور مزاج پر
گراں ہوں لیش طیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔

حضرت ابو سعید رضی کا بیان ہے کہ میں کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا ہے میں میں تمہارا کوئی ہے؟ اس
نے کہا (جی ہاں) میرے ماں باپ ہیں۔ آپ نے پوچھا ہے انہوں نے تمہیں جارت

درے دی ہے، اس نے کہا نہیں (میں نے ان سے تو اجازت نہیں لی ہے) آپ نے فرمایا اچھا تو تم والپس جاؤ اور ماں باپ سے اجازت لو، اگر وہ اجازت دی دیں تو توجہاً میں شرکت کرو ورنہ ران کی خدمت میں رہ کر، ان کے ساتھ سلوک کرتے رہو (ابوداؤد)۔

والدین کی اطاعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کہیجئے کہ ایک شخص میلوں دوسرے آتا ہے اور چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دین کی سربراہی کے لئے جہاد میں شریک ہو لیکن نبی اس کو لٹا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں جہاد میں شرکت بھی تم اسی حالت میں کر سکتے ہو جیسے تمہارے ماں باپ دونوں نہیں اجازت دیں۔

حضرت ابن عباس رض کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس آدمی نے اس حال میں صحیح کی کہ وہ ان ہدایات و احکام میں خدا کا اطاعت گزار رہا جو اس نے ماں باپ کے حق میں نازل فرمائے ہیں تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوئا ہے؟ اور جس شخص نے اس حال میں صحیح کی۔ کہ وہ ماں باپ کے بارے میں خدا کے بھیجے ہوئے احکام و ہدایات سے منہ موڑے ہوئے ہے تو اس نے اس حال میں صحیح کی۔ کہ اس کے لئے درزخ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہے تو درزخ کا ایک دروازہ کھلا ہو اے، اس آدمی نے پوچھا۔ اے خدا کے رسول! اگر ماں باپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی، فرمایا۔ ماں اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ اگر زیادتی کر

رسے ہوں تب بھی۔ (مشکوٰۃ)

۹۔ ماں باپ کو اپنے مال کا مالک کیجئے اور ان پر دل کھول کر خرچ کیجئے قرآن میں ہے۔

يَسْتَكُونُ كَمَاذَا يَنْفِقُونَ فَلْمَا أَنْفَقُتُهُ مِنْ خَسْرَانٍ
فَلَلَّوَالِدَيْنِ - (البقرہ)

صلوگ آپ سے پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو، اس کے اولین حقدار والدین ہیں۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کے باپ کو بولا۔ لاشی میکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا۔ آپ نے اس بوڑھے شخص سے تحقیق فرمائی۔ تو اس نے کہنا شروع کیا۔

عند اکے رسول ﷺ ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی۔ میں مالدار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا، میں نے کبھی اس کو اپنی چیزیں لئیں سے نہیں روکا۔ آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست و قومی ہے۔ میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مالدار ہے۔ اب یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے۔

بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رحمت عالم ہو دی پڑے۔ اور اب وہ کے لد کے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے" ॥

۱۰۔ ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ سلوک کیجئے، ان کا ادب و احترام اور ان کی خدمت برابر کرتے رہیے۔ البتہ اگر وہ شرک و معصیت کا حکم دیں تو

ان کی اطاعت سے انکار کر دیجئے اور ان کا کہا ہرگز نہ مانئے۔

**وَرَأَنْ جَاهَدَ الَّذِي عَلَى أَنْ شُرُكَ بِهِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا
تُطْعِمُهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَغْرُوفًا۔**

”اور اگر ماں باپ درباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شرکیں بناؤ جس کا تہیں کوئی علم نہیں ہے تو ہرگز ان کا کہنا ان ماں اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک بڑا کرتے رہو۔

حضرت اسماء الرضا فرماتی ہیں کہ ربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میرے پاس میری والدہ آئیں اور اس وقت وہ مشرکہ تھیں۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ میرے پاس میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے مشفر ہیں۔ کیا میں ان کے ساتھ سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تم اپنی ماں کے ساتھ صلدر حمی کرتے رہو“ (بخاری)

۱۱۔ ماں باپ کے لئے برابر دعا بھی کرتے رہئے۔ اور ان کے احسانات کو یاد کر کر کے خدا کے حضور گردگرد لیتے اور انتہائی دل سوزی اور قلبی جذبات کے ساتھ ان کے لئے حجم و کرم کی درخواست کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

وَكُلْمَرِتْ أَنْ حَمْدُهُمَا كَثَارَ تَبَيْنَتْ صَغِيرًا۔

”اور وہاکر و کہ پروردگار! ان دونوں پر حجم فرمائی جس طرح ان دونوں لے بچپن میں میری پروردش فرمائی تھی۔

یعنی اسے پروردگار بچپن کی بے سی میں، جس رحمت و یافشانی اور شفقت و محبت سے انہوں نے میری پروردش کی۔ اور میری خاطر اپنے عیش کو قربان کیا

پروردگار! اب یہ بڑھا پے کی کمزوری اور بے بسی میں مجھ سے زیادہ خود رفت و شفقت کے محتاج ہیں، خدا یا! میں ان کا کوئی بدل نہیں دے سکتا۔ تو ہی ان کی سر پرستی فرماء، اور ان کے حال زار پر حکم کی تظر کر۔

۱۲۔ ماں کی خدمت کا خصوصی خیال رکھئے۔ ماں طبیعاً زیادہ کمزور اور حساس ہوتی ہے۔ اور آپ کی خدمت و سلوک کی نسبتاً زیادہ ضرورت مندرجی، پھر اس کے احسانات اور قربانیاں بھی باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں اس لئے دین نے ماں کا حق زیادہ بتایا ہے اور ماں کے ساتھ سلوک کی خصوصی تغییر دی ہے۔
قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

وَرَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْإِنْسَانِ بِوَالِدَائِيهِ إِخْسَانًا إِلَهٌ حَمَدَتُهُ أُمَّةٌ
كُوْهَّاً وَصَعْثَةً كُرْهَّاً وَحَمْلَةً دَفِقَانَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا طَ

(الاحقاف)

”اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلانی کرنے کی تاکید کی۔ اس کی ماں تکمیلت اٹھا اٹھا کر اس کو پیٹ میں لئے لئے پھری، اور تکمیلت ہی سے جنا۔ اور پیٹ میں اٹھانے اور دودھ پلاتنے کی یہ (تکمیلت دہ) مدت ڈھائی سال ہے۔

قرآن نے ماں باپ دونوں کے ساتھ سلوک کی تاکید کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ماں کے پیغمبر دکھ اٹھانے اور کھضا سیاں جھیلنے کا نقشہ بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کھینچا ہے۔ اور زہایت ہی خوبی کے ساتھ نفسیاتی انداز میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جاں نثار ماں، باپ کے مقابلے میں جسمانی خدمت و

سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ اور پھر اسی حقیقت کو نذر اکے رسول نے بھی کمول کمول کر رہیا فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پوچھا۔ اے نذر اکے رسول امیر سے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا تیری ماں۔ اس نے کہا پھر کون؟ تو آپ نے فرمایا تیری ابا۔ (الادب المفرد)

حضرت جاہمہ رضی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ امیر ارادہ ہے کہیں آپ کے سہراہ جہاد میں شرکت کرو اور اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے اس معاملہ میں مشورہ لوں۔ فرمائیے کیا حکم ہے؟) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ تمہاری والدہ رزندہ ہیں؟ جاہمہ رضی نے کہا اجی ماں (رزندہ ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو پھر جاؤ اور انہی کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ جنت انہی کے قدموں میں ہے ॥ (ابن ماجہ، فساوی)

حضرت اولیس رضی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں موجود تھے مگر آپ کی ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ ان کی ایک بوڑھی ماں تھیں۔ دن رات انہی کی خدمت میں لگے رہتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی بڑی آرزوئی اور کوئی مومن ہو گا جو اس تھنا میں نہ تڑپتا ہو کہ اس کی آنکھیں دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن ہوں۔ چنانچہ حضرت اولیس رضی نے آنابھی چاہا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ — فرمیںہ سچ ادا کرنے کی بھی ان کے دل میں بڑی آرزوئی لیکن جب تک ان کی والدہ رزندہ

رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حجج نہیں کیا۔ اور ان کی وفات کے بعد میری یہ آرزو پوری ہو سکی۔

سم۔ رضاعی ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیجئے، اس کی خدمت کیجئے اور ادب و احترام سے پیش آئیے حضرت ابو طفیل رضیم تھے ہیں، میں نے جبراہن کے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کو شلت تقسیم فرمائے ہیں۔ اتنے میں ایک حورت آئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل ہی قریب پہنچ گئیں۔ آپؐ نے ان کے لئے اپنی چادر بچپا دی وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون نما ہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ماں ہیں جنہوں نے آپؐ کو درود صلیلایا تھا۔ (ابوداؤد)

سم۔ والدین کی وفات کے بعد بھی ان کا خیال رکھیے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے ذیل کی باتوں پر کار بند رہیے۔

۱) ماں باپ کے لئے مغفرت کی دعائیں برابر کرتے رہیے۔

قرآن پاک نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے۔

رَبَّمَا أَغْفِرُ لِي ذَلِكُوا إِنَّمَّا يَنْهَا مِنْ أَنْ يَرَى مَقْدُومَ
الْحِسَابَ۔

”پر در دگار! سیری مغفرت فرماء اور میرے والدین کی۔ اور سب ایکان لانے والوں کو اس روز معاف فرمادے جبکہ کہ حساب فائم ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضیم کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کے ذریعات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے یہ کیونکر ہوا۔ خدا کی جانب سے اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے مختار کی دعا کوئی نہیں، اور خدا نے اس

کو قبول فرمالیا۔)

حضرت ابوہریرہ رضیٰ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 «جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے صرف تین
 چینیں ایسی ہیں جو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں، ایک صدقہ جاریہ، دوسرے
 اس کا رپھیلایا ہوا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں تیسرا ہے وہ صالح اولاد
 جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔

(۲) والدین کے کئے ہوتے عہد و پیمان اور وصیت کو پورا کیجیے۔ ماں باپ نے
 اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے کچھ وعدے کئے ہوں گے اپنے خدا سے کچھ
 عہد کیا ہو گا۔ کوئی نذر مانی ہو گی کسی کو کچھ مال دینے کا وعدہ کیا ہو گا۔ ان کے ذمہ
 کسی کا قرضہ گیا ہو گا اور ادا کرنے کا موقع نہ پاس کے ہوں گے۔ مرتے وقت کچھ
 وصیتیں کی ہوں گی۔ آپ اپنے امکان بھر ان سارے کاموں کو پورا کیجیے۔

حضرت عبد اللہ ابن حباس رضیٰ کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ امیری والدہ نے نذر مانی تھی، لیکن وہ نذر
 پوری کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئیں کیا میں ان کی طرف سے یہ نذر پوری کر سکتا
 ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں تم ضرور ان کی طرف سے
 نذر پوری کر دو۔

(۳) باپ کے دوستوں اور ماں کی سہبیلیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے
 رہئے۔ ان کا احترام کریجیے۔ ان کو اپنے مشوروں میں اپنے بزرگوں کی طرح شریک
 رکھیے اور مشوروں کی تعظیم کریجیے۔ ایک موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا ”سب سے زیادہ نیک سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست احباب کے ساتھ بخلافی کرے۔“

ایک بار حضرت ابوالدرداء خبیار ہوئے اور مرض ٹھہرتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی، تو حضرت یوسف ابن عبید اللہ رضی دو در دراز سے سفر کر کے ان کی حیادت کے لئے تشریف لے گئے جو حضرت ابوالدرداء نے انہیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا تمہیں یہاں کہاں؟ یوسف ابن عبید اللہ نے کہا میں یہاں محسن اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی حیادت کروں کیونکہ والد بزرگوار سے آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔

حضرت ابو بردہ رضی فرماتے ہیں کہ جب میں مدینے آیا تو میرے پاس عبید اللہ ابن عمر رضی تشریف لائے اور کہنے لگے ابو بردہ نما تم جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں تو نہیں جانتا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ اس پر حضرت عبید اللہ ابن عمر رضی نے فرمایا میں نے تبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور پھر فرمایا بھائی میرے باپ حضرت عمر رضی اور آپ کے والد میں گہری دوستی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دوستی کو نیبا ہوں اور اس کے حقوق ادا کروں۔

(ابن حبان)۔

(۲۳) ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی برابر نیک سلوک کرتے رہیے اور رحم کے ان رشتہ داروں کا پوری طرح پاس و لحاظ کر کیجیے ان رشتہ داروں سے

بے نیازی اور بے پرواہی دراصل والدین سے بے نیازی ہے تبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنے آہاڑا امداد سے ہرگز بے پرواہی نہ برتو، ماں باپ سے بے پرواہی برداشت اکی ناشکری ہے۔

۵۱۔ اگر زندگی میں خدا نخواستہ ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہے تو پھر بھی خدا کی رحمت سے مالیوں نہ ہوں مرنے کے بعد ان کے حق میں برابر خدا سے دعائے مغفرت کرتے رہئے تو قعہ ہے کہ خدا آپ کی کوتاہی سے درگزر فرمائے اور آپ کا شمار اپنے صالح بندوں میں فرمادے۔

حضرت انسؑ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

«اگر کوئی بندہ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یاد نہیں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا۔ تواب اس کو چاہئے کرو وہ اپنے والدین کے لئے برابر دعا کرتا رہے، اور خدا سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔»

ازدواجی زندگی کے آداب

اسلام جب اعلیٰ تہذیب و تمدن کا داعی ہے وہ اسی وقت وجود میں آسکتا ہے، جب ہم ایک پاکیزہ معاشرہ تعمیر کرنے میں کامیاب ہوں اور پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ آپ خاندانی نظام کو زیادہ سے زیادہ معتبر طور کامیاب بنائیں۔ خاندانی زندگی کا آغاز شوہر اور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے اور اس تعلق کی خوشگواری اور استواری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب و فرائض سے بخوبی واقف ہیں، اور ان آداب و فرائض کو بجا لانے کے لئے پوری دلسوzi، خلوص اور یکسوئی کے ساتھ سرگرم کارکھی، ذیل میں ہم پہلے ان آداب و فرائض کو بیان کرتے ہیں جن کا تعلق شوہر سے ہے اور پھر ان آداب و فرائض کو جن کا تعلق بیوی سے ہے۔ اب بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گزاری ہے۔ اس کے حقوق کشادہ دل کے ساتھ ادا کیجئے اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روشن اختیار کیجئے۔ تحدا کا ارشاد ہے۔

وَعَاثِرُ وَهُنَّ بِالْمُغْرُوفِ۔

”اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔“

احسنی حمل اللہ علیہ وسلم نے حجتۃ الوداع کے موقع پر ایک بڑے اجتماع

کو خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی۔

وہ لوگوں سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے مبین آؤ، کیوں کہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں، تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برداشت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے، اگر وہ ایسا کر دیتے ہیں تو پھر خراب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اور انہیں بار و تو ایسا نہ مارنا کہ کوئی شدید چورٹ آئے۔ اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر بدلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ متانے کے پہنچنے نہ ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں۔ اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اور پر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روکنے اور ایسیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گئنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنوان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاو اور اچھا پہناؤ۔ (ریاض الصالحین)

یعنی ان کے کھلانے پلانے کا ایسا انتظام کیجیے جو زوجین کی بے مثال قربت، قلبی تعلق اور جذبہ رفاقت کے شایان شان ہو۔

۲۔ جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہیے۔ اور اس کے ساتھ نباه کرنے میں، محمل، بُرداری اور عالی ظرفی کی روشن اختیار کیجیے۔ اگر اس میں شکل صورت یا عادت و اخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اقتداء سے کوئی کمزوری بھی ہو تو صبر کے ساتھ اس کو انگیز کر کیجیے۔ اور اس کی خوبیوں پر فکاہ رکھنے ہوئے فیاضی، اور گزر، ایشار اور مصالحت سے کام لیجیے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

ڈالِ عَصْلَحٌ حَيْثُ-

”اوْرَصَ الْحَدْتَ۔ خَيْرٍ خَيْرٍ ہے۔

اوْرَمُونِينَ کو بُدَائِتَ کی گئی ہے۔

قِيَانُ كَرِهٌ هُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكُرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ
اللَّهُ فَيْهُ خَيْرًا كَثِيرًا۔ (النساء ۱۹)

”دپھر اگر دہ تمہیں اکسی وجہ سے ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر خدا نے اس میں (تمہارے لئے) بہت کچھ بجلائی رکھ دی ہو۔“
اسی معنوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں واضح فرمایا ہے:
”کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے اگر بیوی کی کوئی مادت اس کو
ناپسند ہے تو ہو سکتا ہے کہ دسری خصلت اس کو پسند آجائے۔“

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کمزوری ضرور ہوگی اور اگر شوہر کسی عیب کو دیکھتے ہی اس کی طرف سے نگاہیں پھیر لے اور دل بڑا کر لے تو پھر کسی خاندان میں گھر پیو خوشگواری مل ہی نہ سکے گی۔ حکمت کی روشنی یہی ہے کہ آدمی درگز سے کام لے اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوشدنی سے نباہ کرنے کی کوشش کرے۔ ہو سکتا ہے کہ خدا اس عورت کے واسطے سے مرد کو کچھ ایسی بجلائیوں سے نوازے جن تک مرد کی کوتاہ نظر نہ پہنچ رہی ہو۔ مثلاً عورت میں دین و ایمان اور سیرت و اخلاق کی کچھ ایسی ممتاز خوبیاں ہوں، جن کے باعث وہ پورے خاندان کیلئے رحمت ثابت ہو، یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روح سعید و حود میں آئے جو ایک عالم کو فائدہ پہنچائے اور رہنمی زندگی تک کے لئے باپ کے حق میں صدقہ جاریہ بنئے۔ یا عورت مرد کی صلاح

حال کا ذکر یہ ہے اور اس کو جنت کے قریب کرنے میں مدد گار ثابت ہو ریا پھر اس کی
قسمت سے دنیا میں خدا اس مرد کو کشا دہ روزی اور خوشحالی سے نوازے۔ بہر حال
حورت کے کسی ظاہری عجیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلق کو برپا دنہ
کیجئے بلکہ حکیما نہ طرز عمل سے دھیرے دھیرے گھر کی فضائی زیادہ سے زیادہ خوشگوار
بنانے کی کوشش کیجئے۔

۳۔ عفو و کرم کی روشن اختیار کیجئے۔ اور بھروسی کی کوتاہبیوں، نادانبوں اور کسریبوں
سے حشم پوشتی کیجئے۔ حورت عقل و خرد کے اختیار سے کمزور اور تمہاریت ہی جذباتی ہوتی
ہے، اس نے صبر و سکون رحمت و شفقت اور دلسوzi کے ساتھ اس کو سدھانے
کی کوشش کیجئے اور صبر و غبطہ سے کام لیتے ہوئے اس کے ساتھ زناہ کیجئے۔
خدا کا ارشاد ہے۔

يَا يَهَا أَلَّا يُؤْمِنُوا إِنَّ مِنْ أَشْرِ وَاحِدَةِ حُكْمٍ وَأَذْلَالِ كُمْ عَدَادًا
لَكُمْ فَاخْذُرُوهُمْ قَرْآنٌ تَعْفُوْ وَ تَصْفَحُهُوْ وَ تَغْفِرُهُوْ وَ أَيَّاَ اللَّهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيمٌ۔ (التباہن ۱۲)

”مَنْ نُوَافِهِ مَنْ بِعْنَاهُ مَنْ بِعْنَاهُ اَوْ لِعْنَاهُ مَنْ دَمَنْ هُنْيِ۔ سوان سے پچھتے رہو
اور اگر نہم عفو و کرم، درگزر اور حشم پوشتی سے کام لو تو یقین رکھو کہ خدا بہت ہی زیادہ
رحم کرنے والا ہے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”حورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ حورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور سلیبوں
میں سب سے زیادہ اور پر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اس کو سدھا کرو مگر تو قوت جائے گی۔“

اور اگر اس کو چھوڑ دے رہو تو ٹیڈھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو ॥ (بخاری، مسلم)

بم سیوہی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برداور کیجئے اور پیار و محبت سے پیش آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”کامل ایمان ولے مومن وہ ہیں جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں، (ترمذی)

اپنی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی کو جانتنے کا اصل میدان گھر بیویوں کے گھر والوں سے ہر وقت کا داسطہ رہتا ہے، اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج اور اخلاق کا ہر رُخ سامنے آتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاقی، خندہ پیشیاتی اور مہربانی کا برداور کرے۔ گھر والوں کی دلجموی کرے اور پیار و محبت سے پیش آئے۔

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاس گڑیوں سے کھیلا کر قلتی، اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو سب ادھر ادھر چپ جاتیں، آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک ایک کو میرے پاس بھیجتے تاکہ میرے ساتھ کھیلیں۔ (بخاری، مسلم)

ایک بار حجج کے موقع پر حضرت صفیہ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے نیچے رہ گئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ لار و قطار رورہی ہیں۔ آپ رُک گئے اور اپنے دست مبارک سے چادر کا پتوں لے کر ان کے آنسو پر نیچے آپ آلسو

پوچھتے چاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

۵۔ پوری فراندی کے ساتھ فقیرہ حیات کی ضروریات فراہم کیجئے اور خرچ میں کمی نہیں۔ اپنی محنت کی کمائی گھروالوں پر صرف کر کے سکون و مستر محسوس کیجئے۔ کھانا کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو خوش دلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فرضیہ ہے، اس فرضیہ کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے بلکہ مون آنحضرت میں بھی اجر و انعام کا مستحق بنتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”ایک دینار ترودہ ہے جو تم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرنے میں صرف کیا۔ ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا۔ اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھروالوں پر صرف کیا ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب اس دینار کے خرچ کرنے کا ہے کا ہے جو تم نے اپنے گھروالوں پر صرف کیا ہے۔“ مسلم

۶۔ بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھائیے۔ دین کی تعلیم دیجئے۔ اسلامی اخلاق سے آرائستہ کیجئے اور اس کی تربیت اور سدھار کے لئے۔ ہر ممکن کوشش کیجئے تاکہ وہ ایک اچھی بیوی، اچھی ماں اور خدا کی نیک بندی میں سکے اور اپنے منصبی فرائض کو بحسن و خوبی ادا کر سکے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

يَا إِيمَّهَا أَلَّذِينَ أَمْتُوا فُؤُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيَّكُمْ نَارًا۔

”ایمان والو! اپنے آپ کو لپھے گھروالوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ اسی طرح گھر میں بھی اس فریضے کو ادا کرتے رہتے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے نبی ﷺ کی بیویوں کو خطاب کیا ہے۔

”وَأَوْرَتْهَا سَارَةَ گھر دل میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی بائیں سنانی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔“

قرآن میں نبی ﷺ کے واسطے سے مونشوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

وَأُمُّهُنَّ أَهْلَكَ لِلصَّلَاةِ وَاصْطَبِرُ عَلَيْهِنَّ۔

”اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجیئے اور خود بھی اس کے پورے سے پابند رہیجئے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر درکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)“

ظیفۃ ثنا فی حضرت عمر بن شعب میں خدا کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے۔ پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی رفیقہ حیات کو جگاتے اور کہتے اللھوا ملحوظ نماز پڑھو اور پھر یہ آیت بھی پڑھتے۔

وَأُمُّهُنَّ أَهْلَكَ لِلصَّلَاةِ وَاصْطَبِرُ عَلَيْهِنَّ۔

۔۔۔ اگر کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے ساتھ بر تاد میں برابری کا بڑا اہتمام فرماتے۔ سفر ہو جاتے تو

قرعہ ڈالتے اور قرعہ میں جس بیوی کا نام آتا اسی کو ساتھ لے جاتے۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
 مگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں، اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری
 کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا۔ کہ اس کا آدھا
 دھن گزگز ہو گا॥ (ترمذی)

انصاف اور برابری سے مراد، معاملات اور بر تاؤ میں مساوات بر تنا
 ہے۔ رہی یہ بات کہ کسی ایک بیوی کی طرف دل کا جھکاؤ اور محبت کے جذبات
 زیادہ ہوں تو یہ انسان کے بس میں نہیں ہے اور اس پر خدا کے یہاں کوئی گرفت
 نہ ہوگی۔

۸۔ نہایت خوشی کے ساتھ اپنے شوہر کی اطاعت کیجئے اور اس
 اطاعت میں مسترت اور سکون محسوس کیجئے اس لئے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور جو
 بندی خدا کے حکم کی تعییل کرتی ہے وہ اپنے خدا کو خوش کرتی ہے۔ قرآن
 میں ہے۔

فَالصَّالِحُتُّ فَائِتَاتُ

«نیک بیویاں (شوہر کی) اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں۔»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
 مدد کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے ॥ (ابوداؤد)
 شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے عورت کو تنبیہ کی ہے۔

”دُقْسِمَ كَيْ آدَمِي وَهَبِّيْنِ جَنِيْنِ كَيْ تَمازِيْنِ انِيْنِ كَيْ سَرَوْنِيْنِ اَنْجِيْنِيْنِ اَنْجِتِيْنِ
— اس علام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے جب تک وہ لوت نہ
آئے۔ اور اس عورت کی نماز جو شوہر کی تافرمانی کرے جب تک کہ شوہر کی نافرمانی
سے باز نہ آجائے۔ (الترغیب والترہیب)

۹۔ اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجیے اور ان تمام باتوں اور
کاموں سے بھی دور رہیے جن سے دامن عصمت پر دستیر لگنے کا اندر لشہر بھی ہو، خدا
کی ہدایت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ازدواجی زندگی کو خوش گوار بنائے رکھنے کے
لئے بھی یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر شوہر کے دل میں اس طرح کا کوئی شبہ
پیدا ہو جائے تو پھر عورت کی کوئی خدمت و اطاعت اور کوئی بھلاکی شوہر کو اپنی
طرف مائل نہیں کر سکتی۔ اور اس معاملہ میں معمولی سی کوتاہی سے بھی شوہر کے دل
میں شیطان شبہ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہذا انسانی کمزوری کو نکاہ میں
رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کیجیے۔

ثی مصلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے۔ اپنی آبرو کی حفاظت کرے اپنے
شوہر کی فرمانبردار ہے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔
(الترغیب والترہیب)

۱۰۔ شوہر کی اجازت اور صرفی لئے بغیر گھر سے باہر نہ جائیے۔ اور نہ ایسے گھروں
میں جائیے جہاں شوہر آپ کا بانا لپس زندہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں
آئنے کی اجازت دیجیے جن کا آنا شوہر کو ناگو ارمود

حضرت معاذ ابن جبل رضي عنہ تھے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”خدا پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی لیے شخص کو آنے کی اجازت دے سے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو، اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلنے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہانہ مانے ॥“ (التزخیب فی التزخیب)

یعنی شوہر کے معاملے میں شوہر کی مرضی اور اشارہ پیشہ دار وہی پر عمل کریجئے۔ اور اس کے خلاف ہرگز دوسروں کے مشورے کو نہ اپنائیے۔

۱۱۔ ہمیشہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کریجئے کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی یہی ہے اور خدا کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ بھی یہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جس عورت نے بھی اس حالت میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش تھا۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگی ॥“ (ترمذی) اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔ ”جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لئے بلاسے اور وہ نہ آئے اور اس بنا پر شوہر اس سے خفار ہے تو ایسی عورت پر صحیح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔“ (صحیح مسلم)

۱۲۔ اپنے شوہر سے محبت کریجئے اور اس کی رفاقت کی قدر کریجئے۔ یہ زندگی کی زینت، زندگی کا سہارا اور راہ حیات کا عظیم معین و مدد گار ہے۔ خدا کی اس عظیم لعنت پر خدا کا بھی شکر ادا کریجئے اور اس نعمت کی بھی دل و جان سے قدر کریجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا۔

”صحاح سے بہتر کوئی پہنچ دو محبت کرنے والوں کے لئے نہیں پافی گئی ہے
حضرت صفحیہ رضی اللہ عنہی مگر سے انتہائی محبت تھی۔ چنانچہ جب آپ بیمار ہوئے تو انتہائی
حضرت کے ساتھ پولین ”کاش آپ کے بجا سے میں بیمار ہوتی ہیں۔“ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی دوسری بیویوں نے اس اظہار محبت پر تعجب سے اُن کی طرف دیکھا تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
”یہ دکھاد انہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں۔“

۱۴۔ شوہر کا احسان مانیئے اس کی شکر گزار رہی ہے۔ آپ کا سب سے بڑا
محسن آپ کا شوہری تو ہے جو ہر طرح آپ کے خوش کرنے میں لگا رہتا ہے،
آپ کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے اور آپ کو ہر طرح کام آرام پہنچا کر آرام محسوس کرتا ہے۔
حضرت اسماء الرضی کہتی ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے
گزرے میں اپنی پڑوکن ہمیلیوں کے ساتھ تھی آپ نے ہمیں السلام کیا۔ اور ارشاد
فرمایا۔ تم پرچن کا احسان ہے ان کی ناشکری سے بچو۔ تم میں کی ایک اپنے مل باپ
کے پیہاں دنوں تک بن بیا ہی مبیٹھی رستی ہے پھر خدا اس کو شوہر عطا فرماتا ہے۔
پھر خدا اس کو اولاد سے نوازتا ہے، ران نام احسانات کے باوجود (اگر کبھی سی بات
کو شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ المحتشی ہے میں فے تو کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلانی
دیکھی ہی نہیں۔“ (الادب المفرد)

ناشکر گزار اور احسان فراموش بیوی کو تدبیہ کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیے گا۔ جو شوہر کی ناشکر گزار ہو گی۔ حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہو سکتی“ رنسانی)۔

۳۴۔ شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجیے اور جہاں تک ہو سکے خود تکمیل اٹھا کر شوہر کو آرام پہنچائیے اور ہر طرح اس کی خدمت کر کے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کیجیے حضرت عالیٰ شہزادہ اپنے ہاتھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھونیں۔ سرہنی میں لمحائیں، کنگھا کرنیں۔ خوشبو لگاتائیں اور یہی سال دوسری صاحبیہ خوانیں کامبھی تھا۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے۔ اتنا عظیم حق کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو زبان سے چاٹے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ (مسند احمد) ۱۵۔ شوہر کے گھر بار اور مال و اسیاب کی حفاظت کیجیے، شادی کے بعد شوہر کے گھر ہی کو اپنا گھر کیجیے اور شوہر کے مال کو شوہر کے گھر کی رونق پڑھانے شوہر کی عزت بناتے ہے اور اس کے بھروسے کا مستقبل سلوار نے بیس حکمت اور کفایت دلیلیت سے خوب کیجیے، شوہر کی ترقی و خوشحالی کو اچھی ترقی اور خوشحالی کیجیے قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں۔ بھروسے کی ترقی مہر ان ہیں اور شوہر

کے گھر بار کی انتہائی حفاظت کرنے والی ہیں ۔ (بخاری)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بیوی کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا،

”مودن کے لئے خود خدا کے بعد سب سے زیادہ مغید اور باعث خیر نعمت نیک بیوی ہے، کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کروے، اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھانیٹے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے، اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے تیجھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیرخواہ اور دفادار رہے، (ابن ماجہ)

۱۶۔ صفائی، سلیقہ اور آرائش دز بیباش کا بھی پورا پورا استحکام کیجیے۔ گھر کو بھی صاف سُتھرا کیجیے اور ہر چیز کو سلیقہ سے سجاویے اور سلیقہ سے استعمال کیجیے۔ صاف سُتھرا گھر، قرینے سے سمجھے ہوئے صاف سُتھرے کمرے، گھر ملوک کا مول میں سلیقہ اور سکھڑیں، بناؤ سنگھار کی ہوئی بیوی کی پاکیزہ مسکراہٹ سے نہ صرف گھر بیوی زندگی، پیار و محبت اور خیر درست سے مالا مال ہوتی ہے بلکہ ایک بیوی کے لئے اپنی ماقبت بنانے اور خدا کو خوش کرنے کا بھی بھی ذریعہ ہے۔

ایک بار سیگیم عثمان ابن عطیون رحمہ سے حضرت عائشہ رضی کی ملاقات ہوئی تو ابہ نے دیکھا کہ سیگیم عثمان تہاہیت سادہ کپڑوں میں اور کوئی بناؤ سنگھار بھی نہیں کیا ہے تو حضرت عائشہ رضی کو بہت تعجب ہوا۔ اور ان سے پوچھا۔

”لبی لبی! کیا عثمان کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے ہیں؟“؟

اس تعجب سے انداز دیکھنے کے سہاگنوں کا اسی شوہروں کے لئے بناؤ سنگھار

مرنا کیسا پسندیدہ فعل ہے!
 ایک بار ایک صحابیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ لپٹنے
 ہاتھوں میں سورتے کے کنگن پہنچے ہوئے تھیں، آپ نے ان کو پہنچنے سے منع فرمایا تو
 کہنے لگیں۔

یا رسول اللہ! اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگارنا کرے گی تو اس کی نظرؤں
 سے گر جائے گی۔ (نسائی)

اولاد کی پرورش کے آداب

۱۔ اولاد کو خدا کا انعام سمجھئے، ان کی پیدائش پر خوشی منایئے۔ ایک دمرے کو مبارکباد دیجئے۔ خیر و برکت کی دعاؤں کے ساتھ استقبال کیجئے اور خدا کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو اپنے ایک بندے کی پرورش کی توفیق بخشی۔ اور یہ موقع فراہم فرمایا کہ آپ اپنے پیچھے اپنے دین و دنیا کا جانشین چھوڑ جائیں۔

۲۔ اولاد نہ ہو تو خدا سے صالح اولاد کے لئے دعا کیجئے جس طرح خدا کے بگزیدہ پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے صالح اولاد کے لئے دعا فرمائی۔

ذَٰ١ٰٓ هَبَّٰٓ لِٰٓ مِنْ لَّدُنْكَ دُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعٌ
الْمُدْعَأُّوٰءُ۔ (آل عمران: ۳۸)

”میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے یا کہاں اولاد عطا فرمائے۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے“

۳۔ اولاد کی پیدائش کیجئی دل تنگ نہ ہوں، معاشرتی تنگی یا سخت کی خرابی یا کسی اور دبہرے اولاد کی پیدائش پر کڑھنے یا اس کو لپنے حق میں ایک بھیست کیجئے کے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔

۴۔ اولاد کو کبھی نہ مانع نہ کیجئے۔ پیدا ہونے سے پہلے یا پہلا نہوتے کے بعد اولاد کو ممانع کرنا۔ بدترین سنگملی، بھیانک۔ ظلم انتہائی بُردالی اور ودنوں جہاں

کی نیا ہی ہے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

قَدْ خَبِرْنَا إِنَّمَا يُنْقَلُوا أَذْلَالَهُمْ سَقَمًا لِغَيْرِ عِبَادِهِ

(الاذفان)

”وہ لوگ انتہائی گھائٹے میں ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو نامجھی میں اپنی حاقدت سے موت کے گھاٹ اتکار دیا۔

اور خدا نے انسانی کوتاہ نظری کا والاشیں بحاب دیتے ہوئے صاف صاف ممانعت فرمائی ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

ذَلِكَ تَقْتُلُوا أَذْلَالَكُوْنَخْمَشَيْةَ إِصْلَاقِ طَخْنَنْ بُرْسَرْ تَقْتُلُمْ
ذَلِكَ أَكْمَرْ إِنَّ تَقْتُلُمْ كَانَ خِطْأَكَبِيرَا۔ (بنی اسرائیل)

”اور اپنی اولاد کو فقر دناتے کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور ہم یہ تمہیں بھی رزق دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

”ایک بار ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا۔ شرک اپوچھا اس کے بعد فرمایا، والدین کی نافرمانی پھر اپوچھا اس کے بعد فرمایا تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کر دو تمہارے ساتھ کھائے گی۔“
۵۔ ولادت کے وقت ولادت والی عورت کے پاس آئیتہ الکرسی اور سورہ الاعراف کی نیچے لکھی ہوئی دو آیتوں کی تلاوت کیجئے اور سورہ الفلق اور سورہ الناس پڑھ پڑھ کر دم کیجئے۔

آئیتہ الکرسی: اللہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذْنَا كَمَا سَأَلْنَا

نُؤْمِلَةٌ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَالِكُنْ يُشْفَعُ عَنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا إِذْنُهُ يَعْلَمُ مَا يَبْيَسُ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ قَنْ عِلْمُهُ لَا يِمَاسَأُ وَسِعَ كُرُسِيُّهُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَلَا يَمُودُ كَحْفُظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ - (البقرة ٢٥٥)

”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ چاودیر، نظامِ کائنات
کو سنبھالے ہوئے ہے۔ زندہ سوتا ہے اور زندگی کے اونچھر آقی ہے۔ انسانوں
اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت
کے بغیر سفارش کر سکے جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے
اور جو کچھ ان کے ادھیں ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔ اور انسان اس
کے علم میں سے کسی بات کا بھی احاطہ نہیں کر سکت سو اسے اس کے کہ جانا
علم وہ خود انسان کو دیتا چاہے، اس کی حکومت انسانوں اور زمین پر
چھائی ہوئی ہے اور ان کی حفاظت و نگہبانی اس کے لئے کوئی تسلیمی نہیں
والا کام نہیں۔ وہ بڑا ہی بلند مرتبہ اور صاحبِ عظمت ہے ॥
سورہ اعراف کی دو آیتیں یہ ہیں۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
فِي سَتَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ سَوَّى عَلَى الْعَرْمِينِ، يُغْشِي اللَّيْلَ
النَّهَارَ يَظْلِمُهُ حَتَّىٰ مَا قَدَّرَ الشَّمْسُ وَالقَمَرُ وَالْجُوْرُ
مَسَّخَرَاتٍ بِمَا فِرَادَ لَكَ لَهُ الْحَمْدُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ هُوَ ذُخْرُ اَرَبَّ كُلِّ نَفْرٍ عَلَىٰ وَخُفْيَةٌ
إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ هُوَ الْاعْرَافُ ۚ (الاعراف ۳، ۵۵)

”حقیقت یہ ہے کہ خدا ہی تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں
اور زمین کو چھپ دن میں پیدا کیا۔ پھر اپنے تخت حکومت پر جلوہ گر ہوا۔
دری رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے چھپے
دوڑا چلا آتا ہے اُسی نے سورج، چاند اور تارے پیدا کئے ہیں
جو اس کے حکم سے کام میں لگئے ہوئے ہیں۔ سُنْ رَحْمَوْ؛ اسی کا کام ہے
پیدا کرنا اور اسی کا حق ہے حکم دینا۔ پس کیا ہی برکت والا ہے خدا
سارے چہانوں کا مالک اور پروردگار۔ اپنے رب کو پھارو گزگزاتے
ہوئے اور پیکے چکپے، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند
نہیں کرتا۔

۶۔ ولادت کے بعد نہلا دُصلائ کر دائیں کان میں اذان اور بائیں
کان میں اقامت کہیئے۔ جب حضرت حسین رضی کی ولادت ہوئی تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان و اقامت فرمائی۔ (اطبرانی)
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس کے یہاں بچپے کی ولادت
ہو اور وہ اس بچپے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت
کہے تو بچہ آخر الصبیان کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ (ابو عیلی، ابن سنی)

لے مرگی جو بھروسے ہو جاتی ہے اور بچہ اسی میں سہوش ہو جاتے ہیں۔

پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں خدا اور رسول کا نام پہنچانے میں بڑی حکمت ہے۔ علامہ ابن قیم اپنی کتاب ”تحفۃ الودود“ میں فرماتے ہیں۔

”اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے عظمت اور کبریائی کی آواز سننے۔ اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داعی اسلام ہو گا اس کی تلقین پیدائش کے دن ہی سے کی جاتے جس طرح مرنے کے وقت اس کو کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی ہے، اذان اور اقامۃ کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آڑ رائش میں متلاکر سے اذان سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور حبادت الہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔“

— اذان و اقامۃ کے بعد کسی نیک مرد یا صورت سے کھجور چکو کر بچے کے تالوں میں لگوئیے اور بچے کے لئے خیر و برکت کی دعا کرائیے حضرت امام ذفرمانی ہمیں کہ عبد اللہ بن زبیر رضی جب پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی ہمیں گود میں دیا۔ آپ نے خُرمائی گوایا اور چکا کر لعاب مبارک عبد اللہ بن زبیر رضی کے منہ میں لگھا دیا اور خرمائی کے تالوں میں ملا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیہاں بچے لئے جاتے تھے۔ آپ تحنیک فرماتے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرتے۔ (مسلم)

لئے کھجور و فیرہ کو چکا کر خوب زم کر کے تالوں لگانے کو تحنیک کہتے ہیں۔

حضرت امام احمد ابن حنبلؓ کے بیہاں بچے کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کی تخفیف کے لئے مکتے کی کھجور منگوائی جو آپ کے گھر میں موجود تھی اور ایک نیک بی بی اُتم علیؑ سے تخفیف کے لئے درخواست کی۔

۸۔ بچے کے لئے اچھا سانام تجویز کیجیے جو یا تو پیغمبر وہ کے نام پر ہو یا اندر اس کے نام سے پہلے عبده لگا کر تذکرہ دیا گیا ہو جیسے عبده اللہ، عبده الرحمن وغیرہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پھر اجاۓ گا اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابو داؤد)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ خدا کو تمہارے ناموں میں سے عبده اللہ اور عبده الرحمن سب سے زیادہ پسند ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ انہیاں کے ناموں پر نام رکھو۔

اور بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میرے نام پر نام رکھو میری کنیت پرست رکھو۔

۹۔ اگر کسی لا علمی میں غلط نام رکھ دیا ہو تو اس کو بدلت کر اچھا نام رکھ دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلط نام کو بدلت دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا۔ آپ نے بدلت جمیلہ رکھ دیا۔ (مسلم)

حضرت زینب، ابوسلمہ رضی کی بیٹی ہیں ان کا نام برہ تھا۔ برہ کے معنی میں پاک باز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن تو فرمایا خود ہی اپنی پاک باز می کا دم بھرتی ہو۔ لوگوں نے کہا پھر کیا نام رکھیں۔ آپ نے فرمایا زینب نام رکھو۔ (ابو داؤد)

۱۰۔ ساتریں دن عقیقہ کیجیے۔ لڑکے کی طرف سے دو بچرے اور لڑکی کی طرف

سے ایک بکرا کیجئے لیکن لاڑکے کی طرف سے دو بھرے کرتا ضروری نہیں ہے ایک بکرا بھی کر سکتے ہیں۔ اور بچے کے بال منڈدا کراس کے برابر سونا چاندی خیرات کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

سانپرس روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال وغیرہ اتردا کراس کی طرف سے حقیقتہ کیا جائے۔ (ترمذی)

۱۱۔ ساقویں دن ختنہ بھی کرایجئے۔ لیکن کسی وجہ سے نہ کرایں تو سات سال کی عمر کے اندر اندر ضرور کرایں۔ ختنہ اسلامی شعار ہے۔

۱۲۔ جب بچہ پولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" سکھائیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" سکھا دو۔ پھر مت پرداہ کر کہ کب میں، اور جب دردھر کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔ (ابن حبان) اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے خاندان میں جب کسی بچے کی زبان کھل جاتی تو آپ اس کو سورہ الفرقان کی دوسری آیت سکھاتے ہیں جس میں توحید کی پوری تعلیم کو بڑی خوبی کے ساتھ سمیٹ دیا گیا ہے۔

أَلَّا يَنْعَيْ لَهُ مَلَكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ إِنْ وَلَمْ يَتَّخِذْ خِذْلًا
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُدْلِكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ أَسَأَ
تَقْدِيرًا۔

لہ حقیقتہ کی دعا، صفحہ ۳۵۲ پر دیکھئے۔

”وَهُنَّا جُو أَسْمَانُوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹھا نہیں
بنا یا ہے جس کے ساتھ بادشاہی زمین کوئی شریک نہیں ہے جس نے ہر چیز کی تخلیق
کی اور پھر اس کی سوزوں تقدیر پر تقریر فرمائی۔“

۱۳۔ بچپے کو اپنا دودھ بھی پلاسیے ماں پر بچپے کا یحق ہے، قرآن نے اولاد کو
ماں کا یہی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیر معمولی حسِ سلوک کی تائید کی ہے ماں
کا فرض یہ ہے کہ وہ بچپے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ تو حید
کا درس اور رسول ﷺ کا عشق اور دین کی محبت بھی پلانے اور اس محبت کو اس کے
قلب و روح میں بسانے کی کوشش کرے۔ پروردش کی ذمہ داری ماں پر ڈال کر
اپنا بوجھہ ہلکا نہ کیجئے بلکہ اس خوشگوار دینی فریضتے کو خود انعام دے کر روحانی سکون
اور سرور حسوس کیجئے۔

۱۴۔ بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجئے۔ ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری عمر فڑھنے و دماغ
پر چھایا رہتا ہے۔ اور لیے بچے بالعموم زندگی میں کوئی ٹڑا کار نامہ انعام دیتے
کے لائق نہیں رہتے۔

۱۵۔ اولاد کو بات ہات پر ڈالنٹے، جھٹکنے اور بُرا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ
پرہیز کیجئے اور ان کی کوتاہیوں پر بیزار ہونے اور نفرت کا اظہار کرنے کے بجائے
حکمت و سوز کے ساتھ ان کی نزدیکی کرنے کی محبت آمیز کوشش کیجئے۔ اور
اپنے طرزِ عمل سے بچوں کے ذہن پر یہ خوف بہر حال غالب رکھیئے کہ ان کی کوئی
خلافت شروع بات آپ ہرگز برداشت نہ کریں گے۔

۱۶۔ اولاد کے ساتھ سماشہ، شفقت، محبت، اور نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ اور

حسب ضرورت وحیثیت ان کی ضروریات پوری کر کے ان کو خوش رکھیے اور اطاعت و فرمانبرداری کے جزیات انجام دیے۔

ایک بار حضرت معاویہ رضی نے احنف ابن قبیس رضا سے پوچھا کہیے اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہیے۔ احنف ابن قبیس نے کہا۔

امیر المؤمنین اولاد ہمارے قلوب کا شہر ہیں مگر کی ٹیک ہیں، ہماری حیثیت ان کے لئے زمین کی طرح ہے جو نہایت فرم اور بے ضرر ہے۔ اور ہمارا وجود ان کے لئے سایہ فگن آسمان کی طرح ہے اور ہم انہی کے ذریعہ پڑے سے پڑے کام انجام دینے کی بہت کرتے ہیں۔ پس اگر وہ آپ کے کچھ مطالبہ کریں تو ان کو خوب دیکھیے اور اگر کبھی گرفتہ دل ہوں تو ان کے دلوں کا غم دور کیجیے۔ نتیجہ ہیں وہ آپ سے محبت کریں گے آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے اور کبھی ان پر تاقابل برداشت بوجھ نہیں کر دے آپ کی زندگی سے اگتا جائیں اور آپ کی ہوت کے خواہاں ہوں آپ کے قریب آنے سے نفرت کریں۔

حضرت معاویہ رضا یہ حکیما نہ بائیں سُن کر بہت متاثر ہوئے اور فرمایا۔

احنف اخدا کی قسم جس وقت آپ اپرے پاس آگر بیٹھے، میں زید کے خلاف خصے میں بھرا بیٹھا تھا۔

پھر جب حضرت احنف تشریف لے گئے تو حضرت معاویہ رضا کا خصہ شہنشہ اہو گیا اور زید کے راضی ہو گئے اور اسی وقت زید کو دوسو درجہ اور دو سو جوڑے بھجوائے۔ زید کے پاس جب یہ تھنچے پہنچے تو زید نے یہ تھنچے دوبارہ برادر حضوں میں تقسیم کر کے سو درجہ اور سو جوڑے حضرت احنف ابن قبیس کی

نذر ملت میں بھجوادیئے۔

۱) اسچھوٹے بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیریئے، بچوں کو گود میں لے جائے پیار کیجئے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کا سلوک کیجئے۔ ہر وقت تند خواہ سخت گیر حاکم نہ بننے رہئے، اس طرزِ عمل سے بچوں کے دل میں والدین کے لئے والہانہ بذراً محبت بھی پیدا نہیں ہوتا، ان کے اندر خود اعتمادی بھی پیدا نہیں ہوتی اور ان کی نظری نشوونما پر بھی خوشگوار اثر نہیں پڑتا۔

ایک مرتبہ اقرع ابن حابیس رضی بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضورؐ اس وقت حضرت حسن رضی کو پیار کر رہے تھے۔ اقرع کو دیکھ کر تعجب ہوا اور جو لے پا رہوں اللہ آپ بھی بچوں کو پیار کرتے ہیں! ابیرے تو دش بچے ہیں لیکن میں نے تو کبھی کسی ایک کو بھی پیار نہیں کیا۔ ————— بھی نے اقرع کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا اگر خدا نے تمہارے دل میں حمت و شفقت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

فاروق اعظم رضی کے دور میں حضرت عامر کسی اہم عہدے پر تھے۔ ایک بار حضرت عمر رضی سے ملنے کے لئے ان کے گھر پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی دیکھتے ہوئے ہیں اور بچے سینے پر چڑھے ہوئے کھیل رہے ہیں۔ ————— حضرت عامر کو یہ بات کچھ گراں گزدی۔ امیر المؤمنین نے پیشانی کے انار چڑھاؤ سے ان کی ناگواری کو سمجھا اپ لیا۔ اور حضرت عامر سے ہوئے کہیئے آپ کا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ رہتا ہے۔

عامر کو موقع مل گیا۔ پوئے امیر المؤمنین اجنب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں

تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے سب اپنی بچہ دم سادھ کر کچھ ہو جلتے ہیں،
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے سوز کے ساتھ کہا۔

عامر! آپ امیر محمد کے فرزند ہوتے ہوئے نہیں جانتے کہ مسلمان کو اپنے
گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہئے!

۱۸۔ اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے آرائش کرنے کے لئے اپنی ساری
کوشش و قلت کر دیجئے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں
یہ آپ کی دینی ذمہ داری بھی ہے، اولاد کے ساتھ عظیم احسان بھی اور اپنی ذات
کے ساتھ سب سے بڑی بھلانی بھی۔ قرآن میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا أَنْفَسْكُمْ فَإِذَا هُدِّيْكُمْ فَأَذْلَّاً ۝

«مَوْنُوا بِجَاءَكُمْ آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے»

اور جہنم کی آگ سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ آدمی دین کے ضروری علم سے
بہرہ مند ہوں۔ اور اس کی زندگی خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری
میں گذر دیں ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے سب
میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے
مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اجر و ثواب مرے کے بعد بھی متاثر رہتا
ہے ایک یہ کہ وہ صدقہ چاریہ کر جائے دوسرا یہ یہ کہ وہ ایسا علم حچوڑ
جائے۔ جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرا یہ صالح اولاد، جو باپ کے لئے

دعا کرتی رہے۔ (سلم)

در اصل صالح اولاد ہی آپ کے بعد آپ کی تہذیبی روایات دینی تعلیمات اور پیغام توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے اور موسیٰ نیک اولاد کی آرزوئیں اسی لئے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بعد اس کے پیغام کو زندہ رکھ سکے۔

۱۹۔ بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز سکھائیے تماز
پڑھنے کی تلقین کیجئے اور اپنے ساتھ مسجد لے جا کر شوق پیدا کیجئے اور جب
وہ دس سال کے ہو جائیں اور نمازوں کوتا ہی کریں تو انہیں مناسب نمازی
دیکھئے اور اپنے قول و عمل سے ان پر یہ واضح کر دیجئے کہ نماز کی کوتا ہی کو آپ
برداشت نہ کریں گے۔

۲۰۔ بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بہتر الگ کر دیجئے اور ہر
ایک کو الگ الگ چار پائی پر سلاسلیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
”اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں
اور نماز کے لئے ان کو سزا و حب و دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو
پہنچنے کے بعد ان کے بہتر الگ کر دو۔“

۲۱۔ بچوں کو سبیشہ صاف سخرا رکھئے، ان کی طہارت، نظافت اور غسل
دفعیرہ کا خیال رکھیجئے۔ کچھرے سمجھی پاک صاف رکھیجئے البتہ زیادہ بناو سنگار اور
نحو و نمائش سے پرہیز کیجئے لذکی کے کچھرے سمجھی نہایت سادہ رکھیجئے اور
درق بر ق لباس پہنا کر بچوں کے مزاج خراب نہ کیجئے۔

۲۳۔ دوسروں کے سامنے بچوں کے عجیب نہ بیان کیجئے اور کسی کے سامنے ان کو شرمندہ کرنے اور ان کی حضرت نفس کو ٹھیک لگانے سے بھی سختی کے ساتھ پرستیز کر جائے۔

۲۴۔ بچوں کے سامنے کبھی بچوں کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار نہ کیجئے، بلکہ ان کی ہمت بڑھانے کے لئے ان کی معمولی اچھائیوں کی بھی دل کھوں کر تعریف کیجئے۔ ہمیشہ ان کا دل بڑھانے اور ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ یہ کارگاہ حیات میں اونچے سے اونچا مقام حاصل کر سکیں۔

۲۵۔ بچوں کو نبیوں کے قصے، صالحین کی کہانیاں اور صحابہ کرام رضے کے مجاہدات کا رنگ ضرور سناتے رہیں۔ تربیت و تہذیب، کردار سازی اور دین سے شفعت کے لئے اس کو انتہائی ضروری کیجئے اور ہمارے عصر و فقیرتوں کے ہادیوں کے لئے وقت مکالیہ اکثر ویژہ رسانی کو قرآن ہاک بھی خوش الحافی کے ساتھ پڑھ کر سنائیے۔ اور موقع موقع سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑاڑ باہمیں بھی بتائیے اور ابتدائی عمر ہی سے ان کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔

۲۶۔ کبھی کبھی بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کچھ کھانا یا پیسے دغیرہ بھی دلوائیے تا کہ ان میں غریبوں کے ساتھ سلوک اور سخاوت و خیرات کا چند بہ پیدا ہو۔ اور کبھی بھی یہ موقع بھی فراہم کیجئے کہ کھانے پینے کی چیزوں بہن بھائیوں میں خود ہی تقسیم کریں تاکہ ایک دسرے کے حقوق کا احساس اور انصاف کی حادث پیدا ہو۔

۲۶۔ بچوں کی ہر جا وہیے جا خدا پوری نہ کی جائے بلکہ حکمت کے ساتھ ان کی یہ عادت چھڑنے کی کوشش کیجئے۔ کبھی کبھی مناسب سختی بھی کیجئے اپنے جا لادھیار سے ان کو ضدی اور خود سرنہ بنائیے۔

۲۷۔ کرخت آواز سے پولنے اور گلا پھار لگانے کی وجہ سے خود بھی پرہیز کیجئے اور ان کو بھی تاکید کیجئے کہ در میانی آوازوں زمی کے ساتھ گفتگو کریں اور آہس میں بھی ایک دوسرے پر چینی چلانے سے سختی کے ساتھ بچیں۔

۲۸۔ بچوں کو عادت ڈالنے کے اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں۔ ہر کامیں نوکریں کا سہارا نہ لیں۔ اس سے بچے کا ہل سست اور لایحہ بھی جانتے ہیں بچوں کو جناکشی ساختی اور سخت کوش بنائیے۔

۲۹۔ بچوں میں ہاتھ لٹائی ہو جائے تو اپنے بچے کی بے جا حمایت نہ کیجئے۔ یہ خیال رکھیجئے کہ اپنے بچے کے لئے آپ کے سینے میں جو جذبات ہیں وہی جذبات دوسروں کے سینے میں اپنے بچوں کے لئے ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنے بچے کے سر قصروں پر نگاہ رکھیجئے اور ہر پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ میں اپنے بچے کی کوتاہی اور غلطی کی کسوچ لگا کر حکمت اور سلسی توجہ سے اس کو دور کرنے کی پرہ سوزن کوشش کیجئے۔

۳۰۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ برابری کا سلوک کیجئے اور اس معاملے میں بے اعتدالی سے بچپنے کی پوری پوری کوشش کیجئے۔ اگر طبعاً کسی ایک بچپنے کی طرف فریادہ میلان ہو تو معدود ری ہے لیکن سلوک و بر تاک اور لین دین میں ہمیشہ انصاف اور مساوات کا المحاذیر کیجئے اور کبھی بھی کسی ایک کے ساتھ ایسا انتیاری

سلوک نہ کیجئے جس کو دوسرے بچے محسوس کریں۔ اس سے دوسرے بچوں میں احساس کمتری، نفرت، مالیوں اور آخر کار بغاوت پیدا ہوگی اور یہ بڑے جذبات فطری صلاحیتوں کے پروان چڑھنے میں زبردست رکاوٹ اور اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے سب سے فاتح ہیں۔

ایک بار حضرت نعیمان رضا کے والد حضرت بشیر رضا اپنے بیٹے کو ساتھ لے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ یا رسول اللہ! امیر سے پاس ایک غلام تھا وہ میں نے اپنے اس لڑکے کو بخشش دیا۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر لڑکے کو ایک ایک غلام بخشابے۔ بشیر رضا بولے، نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غلام کو تم واپس لے لو۔ اور فرمایا خدا سے ڈر و اور اپنی اولاد کے ساتھ مساوات اور بر امیری کا سلوک کرو۔ اب حضرت بشیر رضا گھر واپس آئے اور نعیمان سے اپنا دیا ہوا غلام والہیں لے لیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ”تو پھر مجھے گناہ پر گواہ نہ بناؤ۔ میں ظلم کا گواہ نہ بنوں گا۔“ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ حضرت بشیر رضا نے کہا یا رسول اللہ کیوں نہیں بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”پھر ایسا کام مت کرو۔“ (رجباری، حسلم)

۳۱۔ بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجئے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لئے ایک ہمدرد قیمتی خاموش معلم ہے۔ جس سے بچے ہر وقت پڑھتے اور سیکھتے رہتے ہیں۔ بچوں کے سامنے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہ لہر لئے۔

حضرت محمد اللہ ابن عاصم رضا اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور

صلی اللہ علیہ وسلم سمارے گھر تشریف رکھتے تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلا پا اور کہا ہے یہاں آئیں مجھے چیز دوں گی ॥ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریکھ لیا پوچھا ॥ تم بچے کو کیا دینا چاہتی ہو؟ ॥ والدہ بولیں ॥ میں اس کو کھجور دینا چاہتی ہوں ॥ آپ نے والدہ سے فرمایا ॥ اگر تم دینے کا بہانہ کر کے بلانہں اور بچے کے آنے پر کچھ نہ دیتیں تو تمہارے اعمال نامہ میں یہ جھوٹ لکھ دیا جاتا ॥ (رابودا ورد)

۳۔ لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی منایئے جس طرح لڑکے کی پیدائش پر مناتے ہیں۔ لڑکی ہو یا لڑکا دونوں ہی خدا کا عطیہ ہیں اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کے حق میں لڑکی اچھی ہے یا لڑکا۔ لڑکی کی پیدائش پر ناک بھوؤں چڑھانا اور دل شکستہ ہونا۔ اطاعت شوار مومن کے لئے کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ یہ ناشکری بھی ہے اور خدا نے علیہم و کریم کی توہین بھی۔

حدیث میں ہے کہ "جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں۔ اسے گروالو ॥ تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو لپنے پر دوں کے سارے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں ॥ یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوتی ہے، جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا۔ قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی ॥ (رطبرانی)

۴۔ لڑکیوں کی تربیت و پرورش انتہائی خوش دلی، روحانی مسترت اور دینی احساس کے ساتھ کیجئے۔ اور اس کے صلے میں خدا سے بہشت بریں کی آرزو کیجئے۔ فبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے تمین لڑکیوں یا تین ہمہنوں کی

سر پرستی کی انہیں تعلیم و تہذیب سکھائی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ خدا ان کو بے نیاز کر دے۔ تو یہ شخص کے لئے خدا نے جنت واجب فرمادی۔ اس پر ایک آدمی بولا، اگر دو ہی ہنوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو طریکوں کی پر درش کا بھی یہی صلہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپ ایک کی پر درش پر بھی یہی بشارت دیتے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک محورت اپنی دو بچپوں کو لئے میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا۔ میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی وہ میں نے اس کے ہاتھ پر کھد دی۔ اس محورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور آدمی آدمی دلوں بچپوں میں باٹ دی اور خود نہ کھائی۔ اس کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پاہر نسلک گئی۔ اسی وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے۔ میں نے آپ کو یہ سارا ماجرہ سنایا۔ آپ نے سُن کر فرمایا۔ جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ)

ہم سو۔ لڑکی کو تحریر نہ جانیئے نہ لڑکے کو اس پر کسی معاملہ میں ترجیح دیجئے دوںوں کے ساتھ یہ کامیابی کیجئے اور یہ کامیاب سلوک کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ وہ جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقے پر اسے رنگہ دھن نہیں کیا۔ اور نہ اس کو تحریر جانا اور نہ لڑکے کو اس کے مقابلے میں

ترجیح دی اور زیادہ سمجھا۔ تو لیے آدمی کو خدا جنت میں داخل کر دیگا۔ رابود اور ح۔

۵۳۔ جانکاری میں لڑکی کا مقرر حصہ پوری خوشی اور اہتمام کے ساتھ دیجئے۔
 یہ خدا کا فرض کردہ حصہ ہے اس میں کمی بیشی کرنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ لڑکی کا حصہ دینے میں جیلے کرنا یا اپنی صواب دید کے مقابلہ کچھ دسے دلاکر مطلع انہوں جانا اعلیٰ حالت شوار مون کا کام نہیں ہے ایسا کرنا خیانت بھی ہے اور خدا کے درین کی توہین بھی۔

۵۴۔ ان تمام عملی تدبیروں کے ساتھ ساتھ نہایت سوز اور دل کی لگن کے ساتھ اولاد کے حق میں دعا بھی کرتے رہیے۔ خدا نے جملی دعائیں دی جیسے تو قسم ہے کہ دہ والدین کے دل کی گہرائیوں سے مکمل ہوئی پرسو زد دعائیں صدائے نہ فرمائے گا۔

دوستی کے آداب

ا۔ دوستوں سے محبت کیجئے اور دوستوں کے لئے مرکزِ محبت بنئے۔ وہ شخص اپنے خوش نصیر ہے جس کو اس کے دوست احباب عزیز رکھتے ہوں اور وہ دوست احباب کو عزیز رکھتا ہو اور وہ شخص اپنے مخدوم ہے جس سے لوگ بینیار رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے درجہاں تا ہو۔ مفلس وہ نہیں ہے جس کے پاس دولت نہ ہو بلکہ حقیقت میں سب سے بڑا مفلس وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو، دوست زندگی کی زینت، سفر حیات کا سہارا اور خدا کا انعام ہے دوست بنائیے اور دوست بنیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”مُؤْمِنٌ سَرًاٰ پَاالْفَتْ وَمُحِبٌّ تَبَرِّعًا
خُوبٍ نَّهِيَّنَّ بِهِ جُونَدُو دُو سَرُوْنَ سَرَّے مَحِبٌّ
مُحِبٌّ كَرِيْيَنَ - (مشکوٰۃ، بَاب الشَّفَقَة)

قرآن پاک میں ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أُفْلِيَاءُ بَعْضٍ - (توبہ)
”مُؤْمِنٌ مَرٌ وَمُؤْمِنٌ عَوْنَمٌ آپس میں ایک دوسرے کے دوست

اور معاون ہیں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سانحیوں سے انتہائی محبت فرماتے تھے اور ہر ایک یہ محسوس کرتا کہ نبی مسیح سے فریادہ اسی کو چاہتے ہیں۔

حضرت عمر بن العاصؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس توجہ اور خلوص کے ساتھ مجھ سے گفتگو فرماتے اور اتنا خیال رکھتے کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید میں اپنی قوم کا سب سے بہتر آدمی ہوں۔ اور ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ بیٹھا کہ یا رسول اللہ امیں افضل ہوں یا ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابو بکرا افضل ہیں۔ پھر میں نے پوچھا، میں افضل ہوں یا عمرؓ۔ فرمایا عمرؓ، میں نے پھر پوچھا یا رسول اللہ امیں افضل ہوں یا عثمانؓ ارشاد فرمایا عثمانؓ رضا، پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی وضاحت کے ساتھ حقیقت معلوم کی اور آپؐ نے جلا رو رعایت صاف صاف بات کہہ دی۔ تب تو مجھے اپنی اس حرکت پر بڑی ہی شرم آئی۔ اور میں دل میں خیال کرنے لگا کہ بدلنا ایسی بات پوچھنے کی مجھے کیا ضرورت تھی!

۲۔ دوستوں کے ساتھ میں جل کر میں محبت کی زندگی گزاری کے اونٹلصادہ تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے کی کوشش کیجئے۔ دوستوں سے لفڑت بیزاری اور لئے دئیے رہنے کی روشن چھوڑیے۔ جب آدمی دوستوں میں جل کر رہتا ہے اور ہر معاملہ میں ان کا شریک رہتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ کبھی اس کے جذبات کو شیش لگتی ہے کبھی اس کے دقار کو صدرہ پہنچتا ہے کبھی اس کے آرام میں خلل پڑتا ہے کبھی اس کے معمولات متاثر ہوتے ہیں۔ کبھی اس کی خواہش اور رحمان کے خلاف کچھ

پائیں سامنے آتی ہیں کبھی اس کے صبر و برداشت کی آزمائش ہوتی ہے کبھی اس کو مالی نقصان پہنچتا ہے۔ غرض مختلف قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں اس کو پہنچتی ہیں لیکن جب یہ شخص ان اذیتوں کو برداشت کرتا ہے تو اس کے قلب میں اس سے جلا پیدا ہوتی ہے، اسچے اخلاق نشوونما پاتے ہیں اور وہ تربیت و تزییے کے فطری منازل سے گزرتا ہوا روحانی اور اخلاقی ترقی کرتا ہے۔ اس میں حمل و پروردباری، ایشار و شفقت، ہمدردی و محکم ساری، صریح و فقاداری، خیرخواہی اور تعادن، خلوص و محبت، سخاوت و شجاعت اور مرکت دوسرا ساق کے اعلاء ترین بذات پیدا ہوتے ہیں اور وہ انسانی معاشرے کے لئے سریما نیرو و برکت بن جاتا ہے۔ ہر دل میں اس کے لئے قدر و عظمت کے بذات ہوتے ہیں اور ہر انسان اس کے وجود کو اپنے حق میں رکن کا سایہ سمجھتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے جو لوگوں سے الگ نکل رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر برداشتہ خاطر ہوتا ہے وہ (ترمذی)

۳۔ ہمیشہ نیک اور صالح لوگوں سے دوستی کیجئے، دوستی کے اختیارات میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھئے کہ جن لوگوں سے آپ قلبی تعلق پڑھا رہے وہ دین و اخلاق کے پہلو سے آہد کے لئے کس حد تک مغایر ہو سکتے ہیں ایک مظہر مثال ہے کہ اگر کسی کی اخلاقی حالت معلوم کرنا چاہو تو اس کے دوستوں کی اخلاقی حالت معلوم

کرو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس نے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے" (مسند احمد، مسکوۃ) دوست کے دین پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ دوست کی صحبت میں بیٹھے گا تو وہی جذبات و خیالات اور وہی ذوق در جہان اس میں بھی پیدا ہو گا جو دوست میں ہے۔ اور پسند و ناپسند کا وہی معہار اس کا بھی نہے گا جو اس کے دوست کا ہے اس نے آدمی کو دوست کے انتخاب میں انتہائی غور و فکر سے کام لینا چاہیئے اور قلبی لگاؤ اسی سے بڑھانا چاہیئے جس کا ذوق در جہان ایکمہار و خیالات اور ذوق دھوپ دین و ایمان کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ مومن ہی سے رشتہ صحبت استوار کرو۔ اور اسی کے ساتھ اپنا کھانا پینا رکھو۔ آپ کا ارشاد ہے۔

"مومن ہی کی صحبت میں رہو۔ اور تمہارے دستر خوان پر پیشہ کر کھانا پینا۔ قلبی تعلق اور صحبت کا فطری محرك ہے اور یہ تعلق و صحبت اسی مومن سے ہونا چاہیئے جوستقی اور پہنچار ہو۔ خدا سے غافل، غیر ذمہ دار نہ ہے عمل اور بد اخلاق لوگوں سے ہمیشہ دور رہیئے۔ ثبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور بُرے دوست سے تعلق کی کیفیت کو ایک بلیغ تئیں میں یوں بیان فرمایا ہے۔

اچھے اور بُرے دوست کی مثال مشک نیچنے والے اور بھی دھوکھے والے لوہار کی طرح ہے۔ مشک نیچنے والے کی صحبت سے تم کو کچھ فائدہ ضرور سنبھال گا یا مشک خرید دے یا مشک کی خوبیوں پا ورگے۔ لیکن لوہار کی بھی تھار اندر یا

کپڑے چلائے گی یا تھاں سے دماغ میں اس کی پریزو پہنچے گی۔ (بخاری، مسلم)
اور ابو داؤد میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔

نیک دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے کی دکان، کہ اور جو کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو خوشبو تو ضرور آئے گی اور بُرا دوست ایسا ہے جیسے بھٹی سے آگ نہ لگے شب بھی دھوئیں سے کپڑے تو ضرور کامنے ہو جائیں گے۔
ہم دوستوں سے صرف خدا کے لئے محبت کیجئے خدا کے محبوب بندے
وہی ہیں جو خدا کے دین کی بنیاد پر ہا ہم جڑتے ہیں اور کندھے سے نے کندھا اور
دل سے دل ملا کر اس طرح خدا کے دین کی اقامت اور حفاظت کا فریضہ انعام
دیتے ہیں کہ وہ سیسرہ پلائی ہوئی دیوار معلوم ہوتے ہیں۔
قرآن میں ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفَا كَأَنَّهُمْ بُنيَاءُ
مَرْصُومٍ ۚ ۝ (الصف ۳)

”حقیقت میں خدا کے محبوب وہ لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں اس طرح پرے
چکر لڑتے ہیں گویا کہ سیسرہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ۔۔۔۔۔
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”قیامت میں خدا فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو صرف میرے لئے لوگوں
سے محبت کیا کرتے تھے۔ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔
مسلم)۔

اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سچا بی رشک شان و شوکت حاصل

ہوگی اس کا ذکر کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خدا کے بندوں میں کچھ رالیے سعادت مند ہیں جو نبی اور شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے روز خدا ان کو ایسے مرتوں پر سرفراز فرمائے گا کہ انہیاں اور شہدار بھی ان کے مرتوں پر شکر کریں گے۔ صحابہ رضوی نے پوچھا یہ کون خوش نصیب ہوں گے؟ یا رسول اللہ ارشاد فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے محفوظ خدا کے دین کی بنیاد پر محبت کرتے تھے —————

ذہبیہ آپس میں رشته دار تھے اور نہ ان کے درمیان کوئی مالی لین دین کا تعلق نہ تھا۔ خدا کی قسم قیامت کے روز ان کے چہرے نور سے جگھنگار ہے بلکہ یہ سراپا نور ہوں گے اور جب سارے لوگ خوف سے کانپ رہے ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور جب سارے لوگ غم میں بنتلا ہوں گے اس وقت انہیں قطعاً کوئی غم نہ ہوگا اور آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

أَلَا إِنَّ أَوْيَاءَ اللَّهِ لَا خُوفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔

(بیت)

«سنوا اللہ کے چاہئے والوں کے لئے نہ کسی بات کا کوئی خوف ہوگا اور نہ دگر زری ہوئی زندگی کے بارے میں کسی قسم کا خم۔»

حضرت ابوالدرداء رضی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میقات کے روکچھ لوگ اپنی قبروں سے آئیں گے اور ان کے چہرے نور سے جگھنگار ہے ہوں گے وہ متینوں کے ممبروں پر بٹھائے جائیں گے لوگ

ان کی شان پر شک کریں گے یہ لوگ زنبی ہوں گے نہ شہید، ایک پڑو نے سوال کیا یا رسول اللہ ایک کون لوگ ہیں جسیں ان کی پہچان بتا دیجئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں خدا کی خاطر محبت کرتے ہیں ॥ (طہرانی)

۵۔ نیک لوگوں سے محبت کو آخرت کی نجات اور خدا کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ خدا یا نیک لوگوں کی محبت عطا کر اور نیک لوگوں میں شامل فرمادن حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ایک شخص کسی نیک اور اس کی نیکی کی بنا پر محبت کرتا ہے۔ مگر خود اس شخص بھی اچھے اعمال نہیں کرتا۔ ارشاد فرمایا ہے کوئی مصنوع قدر نہیں آدمی قیامت کے روز اسی کی سیاست میں ہو گا جس سے وہ محبت کرے گا ॥ (ربخواری)

ایک شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا دیدار ہوا، خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ملکھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ
وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي فَرَادًا أَرَدُتَ
فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ وَأَسْأَلُكَ حَبَدَكَ وَحْمَتَ
مَنْ يُحِبُّكَ وَحْبَتَ عَمَلِي يُقْرِبُنِي إِلَيْكَ۔ (سنداحمد)

”خدا یا! میں تجدھے نیک کاموں کی توفیق چاہتا ہوں، اور بُرے کاموں سے بچنے کی قوت چاہتا ہوں، اور مسکینوں کی محبت چاہتا ہوں، اور یہ کہ تو میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرمائیے۔ اور حبیب تو کسی کو مذاب میں

بنتا کرنا چاہے تو مجھے اس حال میں اٹھا لے کر میں اس سے تھفوظ رہوں، اور میں تجویز سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں، اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجویز سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی توفیق چاہتا ہوں جو تیرے قرب کا ذریعہ ہو گے

اور حضرت معاذ ابن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
عند اعلیٰ کا ارشاد ہے مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو
لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دستی کرتے ہیں اور میرا ذکر کرنے کے لئے ایک
جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات
کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک
سلوک کرتے ہیں ۔ (راحمد، ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو دوستوں کی ملاقات کا ایمان افروذ نقشہ کھیچتے ہوئے
فرماتے ہیں۔

”ایک شخص اپنے دوست سے جگسی دوسری بنتی میں تھام ملاقات کے لئے
چلا۔ خدا نے اس کے راست پر ایک فرشتے کو بھاڑایا۔ فرشتے نے اس سے پوچھا
کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا۔ اس گاؤں میں اپنے بھائی سے ملاقات
کے لئے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا کیا تمہارا اس پر کوئی حق نعمت ہے جو
وہیں کرنے چاہے ہو؟ اس نے کہا فہیں، لیں صرف اس غرض سے اس کے
پاس جا رہا ہوں کہ میں اس سے خدا کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ فرشتہ پولہ تو
سنوا مجھے خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ وہ بھی

تجھ سے ایسی ہی محبت رکھتا ہے جیسی تو اس کی خاطر اپنے دوست سے رکھتا ہے ॥ (مسلم)

۶۔ دوستی ایسے لوگوں سے کیجئے جو اسلامی نقطہ نظر سے دوستی کے لائق ہوں اور پھر زندگی بھرا س دوستی کو نباہنے کی کوشش بھی کیجئے، جس طرح یہ ضروری ہے کہ دوستی کے لئے اچھے لوگوں کا انتخاب کیا جائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ دوستی کو ہمیشہ ہبہ نباہنے اور قائم رکھنے کی بھی کوشش کی جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز حب عرش الہی کے سوا کہیں کوئی سایہ نہ ہو گا۔ اس روز سات قسم کے افراد عرش الہی کے سامنے میں ہوں گے۔ ان میں ایک قسم کے افراد وہ دو آدمی ہوں گے جو مصنوع خدا کے لئے ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔ خدا کی محبت ہی نے ان کو باہم جوڑا ہو گا اور اسی بنیاد پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہوں گے۔ یعنی ان کی دوستی خدا کی خاطر ہو گی اور زندگی بھرو ہے اس دوستی کو قائم رکھنے اور نباہنے کی کوشش کریں گے اور حب ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو رہا ہو گا تو اسی حال میں کہ ان کی یہ دوستی قائم ہو گی اور اسی دوستی کی حالت میں وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں گے۔

۷۔ دوستوں پر اعتماد کیجئے، ان کے درمیان ہشاش بشاش رہیں۔ فسردہ رہنے اور دوستوں کو فردہ کرنے سے پہنچ کیجئے دوستوں کی محبت میں بے تکلف اور خوش مزاج رہیں۔ تیوری چڑھانے اور لئے دیئے رہنے سے پہنچ کیجئے دوستوں کے ساتھ ایک بے تکلف ساتھی، خوش مزاج ہم نشین اور خوش طبع رفق بننے کی

کو کشش کیجئے۔ آپ کی صحبت سے احباب گرتا ہیں نہیں بلکہ مسٹر، زندگی اوکشش محسوس کریں۔

حضرت محمد اللہ ابن حارث رضا فرماتے ہیں ”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو منکر لئے ہوئے نہیں دیکھا“ (ترمذی)

حضرت جابر ابن سمرة رضا فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں سو مجلسوں سے بھی زیادہ میں بیٹھا ہوں، ان مجلسوں میں صحابہ کرام رضا اشعار بھی پڑھتے تھے اور زمانہ جاہیت کے قصتے کہاں پاں بھی سناتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے یہ سب سنتے رہتے تھے بلکہ کبھی کبھی خود بھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شرک کر جاتا تھا۔ (ترمذی)

حضرت شریدر رضا کہتے ہیں کہ میں ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچے بیٹھا ہوا تھا۔ سواری پیٹھے پیٹھے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ائمہ ابن الصدق کے تلوٹھر سنائے ہر شعر پر آپ فرماتے کچھ اور سناؤ، اور میں سناتا ॥ (ترمذی)

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں خود بھی کبھی کبھی قصتے سناتے حضرت عائشہ رضا فرماتی ہیں کہ ایک بار آپ نے گھروالوں کو ایک قصہ سنایا۔ ایک عورت نے کہا یہ عجیب و غریب قصہ تو بالکل خرافہ کے قھتوں کی طرح ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں خرافہ کا صحیح قصہ بھی معلوم ہے اور پھر خود ہی آپ نے خرافہ کا اصل قصہ تفصیل سے سنایا۔ اسی طرح ایک بار حضرت عائشہ رضا کو گھارہ چور توں کی ایک بہت ہی دلچسپ کہانی سنائی۔

حضرت بکر ابن عبید اللہ صاحبہ کرام رضی کی بیت تخلصی اور خوش طبیعی کا مصال بیان
ہگرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عد صحابہ کرام سنسی اور تفریح کے طور پر ایک دوسرے کی طرف تر جو نہ کچھ لے
پہنچتا کرتے تھے لیکن جب رُشْنے اور مدالعت کرنے کا وقت آتا تھا تو اس میہمان
کے شہروار بھی صحابہ ہوتے تھے ॥ (الادب المفرد)

حضرت محمد ابن زیاد رح فرماتے ہیں ہمیں نے سلف صالحین کو دیکھا ہے کہ ان
کے کئی کئی کنہے ایک ہی حوالی میں رہتے ہستے تھے۔ بارہا ایسا ہوتا کہ انہیں سے
کسی ایک کے بیہان مہمان آتا اور کسی دوسرے کے بیہان چھٹے پر ہاندی چڑھی
ہوتی تو مہمان والا دوست اپنے مہمان کے لئے اپنے دوست کی ہاندی اُتار لے
جاتا، بعد میں ہاندی والا اپنی ہاندی کو ڈھونڈتا پھرتا۔ اور لوگوں سے پچھتا پھرتا
میری ہاندی کون لے گی؟ وہ میرہاں دوست بتاتا کہ بھائی اپنے مہمان کے لئے
ہم رے گئے تھے۔ اس وقت ہاندی والا کہتا۔ خدا تمہارے لئے اس میں برکت
دے۔ اور محمد ابن زیاد رح فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جب روٹ پکاتے نہ تب بھی تھی
صورت پیش آتی ॥ (الادب المفرد)

حضرت علی رضا کا قول ہے دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو۔ خوش کن بختنے بھی سوچا
کرو۔ کیونکہ جسم کی طرح دل بھی تحکم جاتا ہے۔

۸۔ خشک مزاج اور مردہ دل نہ ہنسئے، خوش بلیغ اور رہشاں رہیجئے لیکن
اس بات کی اختیارات ضرور کیجیے کہ آپ کی خوش طبیعی اور ظراحت حدے بڑھنے نہ ہے۔
خوش مزاجی، اور تفریح کے ساتھ ساتھ دینی و قوار الحیثیت و غیرت اور توازن و اعتدال

کا بھی لحاظ رکھئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابی نہ خفک مزاج تھے اور نہ مُردوں کی سی چال چلتے تھے۔ وہ اپنی مجلسوں میں شعرو
شاعری بھی کرتے تھے اور درجہ جاہلیت کے قصتے کہاں یاں بھی بیان کرتے تھے۔
لیکن جب ان سے کسی معاملے میں حق کے خلاف کسی ہات کا مطالبہ ہوتا تو ان کی
آنکھوں کی پتیاں غصتے میں اس طرح پھر جاتیں کر جیے ان پر حیثون کی کیفیت طاری
ہے۔ (الادب المفرد)

مشہور محدث حضرت بسفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے سی نے کہا کہ مذاق بھی ایک آفت
ہے انہوں نے جواب دیا ہیں بلکہ سنت ہے مگر اس شخص کے لئے جو اس کے
مواقع جانتا ہو اور اچھا مذاق کر سکتا ہو۔ (شرح شماکی ترمذی)

۹۔ آپ جس شخص سے محبت رکھتے ہوں اس سے اپنی محبت کا اظہار ضرور کر جیے۔
اس کا نقیباتی اثر یہ ہو گا کہ اس کو بھی قرب کا احساس ہو گا۔ اور دونوں طرف کے
جدیدات و احساسات کے تہادیے سے محبت و خلوص میں غیر معمولی اضافہ
ہو گا اور پھر محبت محسن ایک قلبی کیفیت نہیں رہے گی بلکہ اس کے تقاضے عملی
زندگی پر اثر انداز ہوں گے اور اس طرح شخصی معاملات میں دلچسپی لینے
اور زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے قریب ہونے کا موقع
لے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے «جب کسی شخص کے دل میں اپنے
بھائی کے لئے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے دوست

کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (ابوداؤد)

ایک بار آپ کے سامنے سے ایک شخص گزرا، کچھ لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا۔ یا رسول اللہ مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت ہے۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتا دی ہے؟ وہ شخص بولا تھیں تو نبی نے فرمایا جاؤ اور اس پر ظاہر کر دو کہ تم خدا کے لئے اس سے محبت کرتے ہو، وہ شخص فوراً اٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے حوالب میں اس نے کہا، تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (ترمذی، البوداؤد)

دوستانہ تعلقات کو زیادہ سے زیادہ استوار اور تیجہ نہیں بنانے اور دوستوں سے قریب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آپ دوستوں کے شخصی اور ذاتی معاملات میں معروف ہتھ ک دیکھیں اور ان سے اپنے قرب اور خصوصی تعلق کا اظہار کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جب ایک آدمی دوسرے سے دوستی اور راخوت کا شتر جوڑے تو اس سے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے خاندان کے حالات معلوم کر لے کہ اس سے باہمی محبت کی جگہ مضمبوط ہوئی میں۔“ (ترمذی) ۱۰۔ محبت کے اظہار اور تعلقات کی نوعیت میں ہمیشہ نہ زردی اختیار

کیجئے نہ تو الیسی سرد مہری کا مظاہر و کچھیے کہ آپ کی محبت اور تعلق مشکوک نظرتے نے اور نہ جوش محبت میں اتنا آگے گئے بڑھیئے کہ آپ کی محبت اور دوستی جنون کی شکل اختیار کر لے۔ اور سندانخواستہ کسی وقت آپ کو پہنچانا پڑے تو ازان اور اعتدال کا ہمیشہ لحاظ رکھیئے اور مستقل مزاجی کے ساتھ الیسی توازن روشن اختیار کیجئے جس کو آپ برابر نہ سکیں۔ حضرت اسلم رضہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا تمہاری محبت جنون کی شکل نہ اختیار کرنے پائے اور تمہاری دشمنی ایذارسانی کا باعث نہ بننے پائے۔ میں نے کہا حضرت وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا رواہ ایسے کہ، جب محبت کرنے لگو تو بچوں کی طرح چھٹنے اور طفلانہ حرکتیں کرنے لگو۔ اور جب کسی سے ناراض ہو تو اس کے جان و مال نک کتیا ہی اور بربادی کے درپے ہو جاؤ۔ (الا ادب المفرد)

حضرت عبید کندھی فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسنا۔ فرماتے ہے۔ اپنے دوست سے دشمنی میں فرمی اور میانہ روی اختیار کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دشمن میں جائے۔ اسی طرح دشمن سے دشمنی میں فرمی اور اعتدال کا رویہ اختیار کرو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دوست میں جائے۔ (الا ادب المفرد)

۱۱۔ دوستوں کے ساتھ وفاداری اور خیر خواہی کا سلوک کیجئے دوست کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ اس کو اخلاقی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ اونچا اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور اس کی دنیا بنانے سے زیادہ اس کی آخرت بنانے کی فکر کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دردین

سرتاں سر خیر خواہی ہے" خیر خواہی کا اصل معیار یہ ہے کہ آپ اپنے دوست کے لئے بھی وہی پسند کریں جو اپنے لئے پسند کرتے ہوں، اس لئے کہ آدمی اپنا بڑا کبھی نہیں پا سکتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ بھائی کے لئے بھی وہی نہ پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اور مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے۔ "اور یہ کہ وہ اپنے بھائی کی خیر خواہی کرے خواہ وہ غائب ہو یا موجود اور آپ نے یہ بھی فرمایا۔

"بے شک خدا نے اس شخص پر آگ کو واحب کر دیا ہے، اور جنت حرام کر دی ہے جس نے قسم کما کر کی مسلمان کا حق مارا (صحابہؓ کسی نے پوچھا، اگر یہ وہ کوئی معمولی سی ہیز ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر یہ وہ ہمیوکی معمولی سی شاخ ہی کیوں نہ ہو"

۱۳۔ دوستوں کے دکھ درد میں شرکیں رہیں۔ اور اسی طرح ان کی خوشیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ان کے غم میں شرکیں ہو کر عزم غلط کرنے کی کوشش کیجئے اور ان کی سرتوں میں شرکیں ہو کر مسترتوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کیجئے۔ ہر دوست اپنے مخلصین سے سجا طور پر یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ مصیبت میں اس کا ساتھ دیں گے اور کوئی وقت پڑنے پر اس کا ساتھ

نہ پھوڑیں گے۔ اسی طرح وہ یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ اس کے دوست اس کی خوبیوں میں اضافہ کریں اور اس کی اجتماعی تقریبات کی زینت اور رونق بڑھائیں۔ تبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”ایک سلمان دوسرے سلمان کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے کہ ایک دوسرے کو قوت پہنچانا اور سہارا رہتا ہے جیسے عمارت کی ایک ایٹ دوسری ایٹ کا سہارا نہیں اور قوت پہنچاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں (اور اس طرح سلمانوں کے باہمی تعلق اور قرب کو واضح فرمایا)۔ (نجاری ہسلم)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہم سلمانوں کو باہم رحم دی، باہم الفت و محبت اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم کہ اگر ایک عضو بیمار پڑھ جائے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں اس کا شریک رہتا ہے۔ (نجاری ہسلم)

۳۔ دوستوں سے خوشدنی، نرم خوبی اور مسترت و اخلاص سے ملئے اور نہایت توجہ اور خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیجئے۔ لاپرواہی، بے نیازی اور روکھے پن سے پہنچ کر جیئے یہ دلوں کو پھاڑنے والی برا سیاں ہیں۔ ملاقات کے وقت ہمیشہ، مسترت اطمینان اور خشک روحد کے کلمات کہیجئے۔ پاس وحزن اور مردہ دلی کے کلمات ہرگز زبان پر نہ لائیے۔ ملاقات کے وقت ایسا انداز اختیار کر جیئے کہ آپ کے دوست، خوشی اور زندگی محسوس کریں ایسے فسردہ پھرے سے ان کا استقبال نہ کر جیئے کہ ان کا دل بچھو جائے اور وہ آپ

کی ملاقات کو دبال جان سمجھنے لگکیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”دنیکیوں میں کسی نیکی کو حقیر نہ بانو چاہے وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ
ہیشانی سے ملوٹا (مسلم)

اور ایک موقع پر آپ نے فرمایا ”اپنے بھائی کو دیکھ کر تمہارا مسکرا دینا
بھی صدقہ ہے“ (ترمذی)

نرم خوی، خوش اخلاقی، اور زرمی سے ہی دلوں میں الفت و محبت پیدا
ہوتی ہے۔ اور ان ہی صفات کی بدولت اچھا معاشرہ و جوڑیں آتا
ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”میں تمہیں اسی آدمی کی پہچان بتاتا ہوں جس پر جہنم کی آگ حرام ہے اور
دہ آگ پر حرام ہے۔ یہ وہ آدمی ہے جو نرم مزاج ہو، نرم طبیعت ہو اور
نرم خوب ہو“ (ترمذی)

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ملاقات کے وقت
کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے حبہم سے متوجہ ہوتے اور جب کوئی
آپ سے بات کرتا تو آپ پوری طرح متوجہ ہو کر اس کی بات سنتے۔

ایک مرتبہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آپا تو آپ
نے اپنے حبہم کو حکمت دی اور ذرا سکھے اس شخص نے کہا یا رسول اللہ اجگہ
تو کشاد ہے، یہی نے فرمایا۔

”مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اُس سے دیکھتے تو وہ اُس کے لئے فرداً
اپنے جسم کو حرکت دے لے ॥ (بیہقی)

مودعین کی تعریف میں قرآن کا ارشاد ہے۔
آذلَةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔

”وَهُوَ مُؤْمِنُوْلَ کے لئے بڑے زم خواہ ہوتے ہیں۔“

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کو بیوں واضح فرمایا ہے۔
”مُؤْمِنٌ، بُرُّ وَ بَارٌ اور نَرْمَ دل ہوتے ہیں اس اونٹ کی طرح جس کی ناک ہیں
تھیں ٹھہری ہو، اس کو کھینچا جائے تو وہ کھنچتا چلا آئے اور تھہر پر پڑھایا
جائے تو تھہر پر پڑھ جائے۔ (ترمذی)

۱۱۔ اگر کہی کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو فوراً صلح صفائی کر لیجئے۔
اور ہمیشہ معافی طلب کرنے اور اپنے قصور کا اعتراف کرنے میں بیش قدر
کیجئے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کسی معلمے پر سخت کلامی ہو گئی۔ بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بہت احساس
ہوا۔ اور وہ انتہائی مغموم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور فرمایا۔
یا رسول اللہ امیر سے اور عمر کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا مجھے غصہ آ۔۔۔
گہا اور کچھ سخت یا نہیں ہو گئیں۔ مجھے بعد میں ٹھہری شرمندگی ہوئی اور میں نے
عمر رضی اللہ عنہ سے معافی چاہی لیکن یا رسول اللہ اور معاف کرنے کو تباہ رہے ہوئے
میں پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا

تمہیں معاف فرمائے گا اور تمہیں بخشش دے گا۔ اسی دوران حضرت عمرؓ کو بھی اپنی لطفی کا احساس ہوا اور وہ دوڑے سے دوڑے سے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ابو بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے ہیں تو وہ بھی اسی وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبرؐ سے پر غصتے کے آثار نمودار ہوئے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ بہت ڈرے اور نہایت عاجزی اور احسانی کے ساتھ گھٹنوں کے میں ہو گر بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ عمرؓ کا کوئی قصور نہیں۔ تصور سارا میرا ہی ہے۔ میں نے ہی زیادتی کی ہے۔ میں نے ہی اہمیں سخت سُست کہا ہے۔

یہ دیکھ کر بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”خدا نے مجھے تمہارے پاس پہنچنے کا کریم جا اور جب ابتداء میں تم لوگ مجھے چھٹا رہے تھے اس وقت ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی، اور جان و مالے ہر طرح میرا ساتھ دیا۔ تو کیا اب تم میرے ساتھی کو تحریر کر کے چھوڑ دے گے؟ صلح صفائی کی کوشش میں کبھی تاخیر نہ کیجئے بلکہ تاہمیر ہوتی جاتی ہے اتنی ہی خرابی جو کہرتی جاتی ہے۔ اور دلوں میں دوری پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اُبھیں میں حضرت علیہ السلام کی نیتی صحت بڑی ہی ایکان افرزوں ہے۔“

”پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گزارتا ہو اور وہاں مجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھے سے شکایت ہے تو وہیں قربان گاہ کے آگے ہی اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر اپنے بھائی سے ملاپ کرتب اپنی نذر گزار ان۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”لگوں کے اعمال ہر چیز اور حجرات کو سفیر میں دو روزہ پیش ہوتے ہیں۔ اور ہر مذہن کو خوش دیا جائے ہے سو اسے اس کے جس کے دل میں اپنے مذہن بھائی سے کوئی عزادت ہو کہا جاتا ہے ان کو چھوڑ دو تاکہ یہ آپس میں ملخ کر لیں۔“
کے معلوم کہ آنکہ نبی مسیح زندگی کا ہے یا صوت کا اور کون جانتا ہے کہ اسے پیغمبر امارات کا دن زندگی میں دیکھنا نصیب ہو گایا انہیں تو پھر قلب کی صفائی اور دوستوں کی فضکائیت دو دکرنے میں تائید کیوں اور کس امید پر؟ کیا یوم آخر پر یقین رکھنے والا کوئی ہوشمند اس کے لئے تیار ہے کہ وہ کھوٹ کپٹ سے مجرما ہوا تاکہ اور گھناؤ ناول لے کر خدا کے حضور ہے؟

اسی کے ساتھ ساتھ اس کا بھی خیال رکھیجئے کہ جب آپ کا دوست اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور معافی پاہے تو اس کا مدد قبول کریجئے اور اس کو معاف کر دیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جس نے کسی سلامان بھائی سے لپنی غلطی پر مدد کیا۔ اور اس نے اس کو مدد نہ کیجیا یا اس کے مدد کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہو گا جتنا ایک ناجائز محسول دصول کرنے والے پر اس کی ظلم و زیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔“

۱۵۔ دوستوں کی حاشیہ سے اگر کوئی بات طبیعت اور ذوق کے خلاف بھی ہو جائے تو آپ اپنی زبان پر قابو رکھیجئے اور حواب میں کہیں سخت کلامی یا بدزبانی رکھیجئے بلکہ حکمت اور فرمی کئے ساتھ بات کوٹاں جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

دہ خضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے پوچھا۔ اسے میرے رب! آپ کے نزدیک آپ کے بندوں میں کون سب سے پیارا ہے خدا نے جواب دیا وہ جو انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دے ॥ (مشکوہ) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ۔

”دومون کی میزبان میں قیامت کے روز بھوپل کے زیادہ وزنی چیز رکھی جائے گی وہ اس کا حسن اخلاقی ہو گا۔ اور خدا کو وہ شخص ٹراہی مبغوض ہے جو زبان سے پے چیائی گی بات نکالتا اور بدزبانی کرتا ہے“

حضرت عبد اللہ بن مسیح کو نے حسن اخلاق کی تعریف تین ہاتھ سے فرمائی۔

را جب آدمی کسی سے ملے تو سختے مسکراتے چڑے سے ملے۔

(۲) خدا کے محتاج اور ضرورت مند بندوں پر خرچ کرے۔

(۱۳) اور کسی کو تکمیلی فٹ نہ پہنچا سکے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خدا کی نظر میں بذریعین آدمی قیامت کے روز وہ ہو گا جس کی بذریعتی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنے چھوڑ دیں۔ (بخاری، مسلم)

۱۶۔ اپنے دوستوں کی اصلاح و تربیت سے کبھی خلافت نہیں ہے اور اپنے دوستوں میں وہ بیماری کبھی نہ پیدا ہر لے دیجئے چور اصلاح و تربیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یعنی خود پسندی اور کپر۔ دوستوں کو ہمیشہ آمادہ

کرتے رہئے کروہ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو محسوس کریں اپنی خطاوں کے اعتراف میں جرأت سے کامیں۔ اور اس حقیقت کو ہمہ وقت نگاہ میں رکھیں کہ اپنی کوتاہی کو محسوس نہ کرنے اور اپنی برآت پر اصرار کرنے کے نفس کو بدترین غذا ملتی ہے۔

درالصل نماشی عاجزی دکھانا۔ الفاظ میں اپنے کو حقیر کہنا، رفتار اور انداز میں خشوع کا اظہار کرنا، یہ نہایت آسان ہے لیکن اپنے نفس پر چوتھا سہتا۔ اپنی کوتاہیوں کو ٹھنڈے دماغ سے سندنا اور تسلیم کرنا اور اپنے نفس کے خلاف دوستوں کی تنقید پر برداشت کرنا۔ انتہائی مشکل کام ہے لیکن حقیقی دوست وہی ہیں جو بیدار ذہن کے ساتھ ایک دوسرے کی زندگی پر نگاہ رکھیں اور اس پر خود پسندی سے ایک دوسرے کی تربیت و اصلاح کرنے ہوئے کبر اور خود پسندی سے بچاتے رہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دو تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔

(۱) ایسی خواہش کہ انسان اس کا تابع اور غلام بن کر رہ جائے۔

(۲) ایسی حرص جس کو پیشو امان کر آدمی اس کی ہیر و می کرنے لگے۔

(۳) اور خود پسندی —— اور یہ بیماری ان یعنیوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ (بیوقی مشکلوة)

تنقید و احتساب ایسا شتر ہے جو اخلاقی وجود کے تسامر فاسد باقوں کو باہر نکال پھینکتا ہے۔ اور اخلاقی توانائیوں میں خاطر خواہ اضافہ کر کے فرد اور

معاشرے میں نئی زندگی کی روح پھونک دیتے ہے۔ دوستوں کے اختساب اور تنقید پر بھرتا، تاک بھروسی چڑھانا اور خود کو اس سے بے نیاز سمجھنا بھی ہلاکت ہے اور اس خونگوار فریضے کو ادا کرنے میں کوتاہی برتنابھی ہلاکت ہے۔

دوستوں کے دامن پر گھناؤنے دھبے نظر آئیں تو بے عین محسوس کیجئے اور انہیں صاف کرنے کی حکیمانہ تدبیریں کیجئے اور اسی طرح خود بھی فرانخدی اور عابجوی کے ساتھ دوستوں کو ہر وقت یہ موقع دیجئے کہ وہ آپ کے داغع دھبواں کو آپ پر نمایاں کریں۔ اور حبب وہ یعنی فریضہ انعام دیں تو اپنے نفس کو پھلانے کے بجائے انتہائی عالی ظرفی، خوش دلی اور احسان مندی کے پذرافات سے ان کی تنقید کا استقبال کیجئے اور ان کے اخلاص و کرم کا شکر پر ادا کیجئے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مثالی دوستی کی اس کیفیت کو ایک بلیغ تمثیل سے اس طرح واضح فرمایا ہے۔

”تمہیں سے ہر ایک“ (اپنے بھائی کا آئینہ) ہے پس اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی خرابی دیجئے تو اسے دور کر دے ॥ (ترمذی)

اس تمثیل میں پانچ ایسے روشن اشارات ملتے ہیں جن کو پیش نظر کہ کہ آپ اپنی دوستی کو واقعی مثالی دوستی بنा سکتے ہیں۔

(۱) آئینہ آپ کے داغع دھبے اسی وقت ظاہر گرتا ہے جب آپ اپنے داغع دھبے دیکھنے کے ارادے سے اس کے سامنے جا کر ہے ہوتے ہیں اور جب آپ اس کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں تو وہ بھی مکمل خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔

اسی طرح آپ بھی اپنے دوست کے عیوب اسی وقت واضح کریں جب وہ خود کو تنقید کے لئے آپ کے سامنے پیش کرے اور فرانگلی سے تنقید و احتساب کا موقع دے۔ اور آپ بھی محسوس کریں کہ اس وقت اس کا ذمہ تنقید سلنے کے لئے تیار ہے اور دل میں اصلاح قبول کرنے کے نیبات موجود ہیں۔ اور اگر آپ یہ کیفیت نہ پائیں تو حکمت کے ساتھ اپنی بات کو کسی اور موقع کے لئے اٹھا رکھیں اور خاموشی اختیار کریں۔ اور اس کی غیر موجودگی میں تو اس قدر احتیاط کریں کہ آپ کی زبان پر کوئی ایسا فقط بھی نہ آئے جس کے اس کے کسی عجیب کی طرف اشارہ ہوتا ہو، اس لئے کہ یہ غلبہ ہے اور غلبہ دل جڑتے نہیں بلکہ بچلتے ہیں۔

(۲) آئینہ چہرے کے انہیں داش دصیبوں کی صحیح صحیح تصویر پیش کرتا ہے جو فی الواقع چہرے پر موجود ہوتے ہیں، نہ وہ کم بتاتا ہے اور نہ وہ ان کی تعداد پر صاکر پیش کرتا ہے۔ پھر وہ چہرے کے صرف انہیں عیوب کو نہایاں کرتا ہے جو اس کے سامنے آتے ہیں، وہ چھپے ہوئے عیوب کا جسٹس نہیں کرتا اور نہ کرید کر عیوب کی کوئی خیالی تصویر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح آپ بھی اپنے دوست کے عیوب پر کم و کامست بیان کریں۔ نہ تو بے جا مردت اور خوشنام میں عیوب چھپائیں اور نہ اپنی خطابت اور زور بیان میں اضافہ کریں۔ اور پھر صرف وہی عیوب بیان کریں جو عام زندگی سے آپ کے سامنے آئیں۔ جسٹس اور ٹوہ میں نہ لگبیں۔ پوشیدہ عیوب کو کریدنا کوئی اخلاقی خدمت نہیں بلکہ ریک تباہ کن اور اخلاق سوز عجیب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مسیح پر چڑھے سے اور زہابیت اونچی آواز میں آپ نے حاضرین کو تنبیہہ فرمائی۔

مسلمانوں کے عیوب کے سمجھے نہ پڑو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کے پوشیدہ عیوب کے درپے ہوتا ہے تو پھر خدا اس کے پوشیدہ عیوب کو ملشٹ از بام کرنے پر تسلی جاتا ہے اور جس کے عیوب افشا کرنے پر خدا اتنی جائے تو وہ اس کو رسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر گھسن کر ہی کیوں نہ بیٹھ جائے ॥ (ترجمہ)

(۳) آئینہ ہر غرض سے پاک ہو کر بے لگ انداز میں اپنا فرض ادا کرتا ہے اور جو شخص بھی اس کے سامنے اپنا چہرہ پیش کرتا ہے وہ بغیر کسی غرض کے اس کا صحیح صحیح نقشہ اس کے سامنے رکھ دیتا ہے نہ وہ کسی سے بغرض اور کمینہ رکھتا ہے اور نہ کسی سے انتقام لیتا ہے۔ آپ بھی ذاتی اغراض، چند یہ انتقام، بغرض دکینہ اور ہر طرح کی بذینی سے پاک ہو کر بے لگ احتساب کیجئے اور اس لئے کیجئے کہ آپ کا دوست اپنے کو سنوار لے جس طرح آئینہ کو دیکھ کر آدمی اپنے کو بنانا سنوار لیتا ہے۔

(۴) آئینہ میں اپنی صحیح تصویر دیکھ کر نہ تو کوئی جھنجھلانا ہے اور نہ غصے سے بے قابو ہو کر آئینہ توڑ دینے کی احافت کرتا ہے۔ بلکہ فوراً اپنے کو بنانے میں لگ جاتا ہے اور دل ہی دل میں آئینے کی قدر و قیمت محسوس کرتے ہوئے زبان حال سے اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور کہتا ہے واقعی آئینے نے میرے بنانے سنوار نے میں میری بڑی مدد کی اور اپنا فطری فریضہ انعام درپا اور بھر

نہایت احتیاط کے ساتھ دوسرے وقت کے لئے اس کو بحفاظت رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح جب آپ کا دوست اپنے الفاظ کے آئینے میں آپ کے سامنے آپ کی صحیح تصور رکھے تو آپ ہجھلا کر دوست پر جوابی حملہ نہ کریں۔ بلکہ اسکے شکر گز ارہوں کہ اس نے دوستی کا حق ادا کیا اور نہ صرف زہان سے بلکہ دل سے اس کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے اسی لمحے سے اپنی اصلاح و تربیت کے لئے فکر مند ہو جائیں اور انتہائی فراخندی اور احسان مندی کے ساتھ دوست کی قدر دعالت محسوس کرتے ہوئے اس سے درخواست کریں کہ آئندہ بھی وہ آپ کو اپنے مشوروں سے نوازتا رہے۔

(۵) اور آخری اشارہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے اور بھائی بھائی کے لئے اخلاص و محبت کا پیکر ہوتا ہے، وفادار اور خیرخواہ ہوتا ہے، ہمدرد اور غمگسار ہوتا ہے۔ بھائی کو صدیقیت میں دیکھ کر تپٹ اٹھتا ہے۔ اور خوش دیکھ کر باغ پاخ ہو جاتا ہے۔ اس لئے بھائی اور دوست جو تنقید کرے گا اس میں انتہائی دلسوزی اور غمخواری ہوگی۔ محبت اور خلوص ہو گا۔ بے پاپ اور خیرخواہی ہوگی۔ اور لفظ لفظ چند پر اصلاح کا آئینہ دار ہو گا۔ اور ایسی ہی تنقید سے دلوں کو جوڑتے اور زندگیوں کو بنانے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

۱۔ دوستوں سے خلوص و محبت کا اظہار کرنے اور محبت کو اور زیادہ بڑھانے کے لئے ہدیوں اور تحفوں کا تھا دلہ بھی کھیجئے۔ ہدیوں کے لینے دینے سے دل جڑتے ہیں اور محبتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد ہے۔

”ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو۔ تو آپ میں محبت پیدا ہوگی۔ اور دلوں کی کدوست اور دوری جاتی رہے گی لا (مشکوٰۃ)“
بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے اصحاب کو کثرت سے ہدیئے دیتے تھے اور آپ کے صحابہ بھی آپ میں کثرت سے ایک دوسرے کو ہدیئے اور تحفے دیتے رہتے تھے۔

ہدیے دیتے وقت اپنی حیثیت کو سامنے رکھیئے اور یہ نہ سوچنے کہ آپ جس کو ہدیہ دیں قیمتی ہدیہ ہی نہیں۔ جو کچھ بھی میستر ہو دیجئے ہدیہ کے قیمتی ہونے نہ ہونے کا انصار آپ کے اخلاص اور چند بات پر ہے۔ اور یہی خلوص و ہند بات دلوں کو بھوڑتے ہیں۔ ہدیے کی قیمت نہیں بھوڑتی۔ اسی طرح دوست کے ہدیئے کو بھی کبھی حقیر نہ کچئے اس کے اخلاص و محبت پر لگاہ رکھیئے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اگر مجھے تحفے میں کوئی بگری کا لیک پایا بھی پیش کرے تو میں ضرور قبول کر دیگا
اور اگر کوئی دعوت میں ایک پایا ہی کھلاے تو میں ضرور اس دعوت میں چاؤں گا۔ (ترمذی)

ہدیے کے بدالے میں ہدیے ضرور دیجیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کے نزدیک پسندیدہ تحفہ، خوشبو کا تحفہ تھا۔ آپ بھی اس تحفے کو پسندیدہ سمجھیئے۔ اور آج کے حالات میں کتاب بھی بہترین تحفہ ہے۔
اسی مسلسل میں کبھی کبھی ساتھ مل کر کھانے پینے کا بھی اہتمام کیجیئے۔ دوستوں کو

اپنے بیہاں کھانے پر بیلا یئے۔ دوست احباب دعوت کریں تو نہایت خوشی سے ان کے بیہاں جائیے۔ اس سے بھی محبت و خلوص کے چند باتیں بڑھتے اور مستحکم ہوتے ہیں البتہ اس طرح کے موقوع پر غیر معمولی تکلفات برتنے اور سامان خورد و نوش میں فراوانی دکھانے کے بجائے آپ اخلاص و محبت کے چند باتیں مقدار بڑھانے پر زیادہ توجہ رکھیں۔

۱۸۔ دوستوں کی خبرگیری کیجئے۔ ضرورتوں میں ان کے کام آئیے اور ہر طرح چان و مال سے ان کی مدد کیجئے۔ ابھر ان کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبید اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ لوگوں میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے جواب دیا۔

” تمام لوگوں میں خدا کے نزدیک زیادہ محبوب وہ کدمی ہے جو انہیں کو زیادہ لفظ پہنچانے والا ہو اور اعمال میں خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کو خوش کر دے۔ اس طرح کہ اس کی مصیبہ مشکل و در کرے۔ یا اس کی بھوک مٹا دے اور یہ بات کہ میں کسی بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے جاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں (ذبیحی) اس مسجد میں اعتکاف کروں، اور جس شخص نے اپنا غصہ اس حال میں پی لیا کہ اگر دہ چاہتا تو اپنے غصے کو پورا کر لیتا۔ تو قیامت کے روز خدا اس کے دل کو اپنی خوشنودی سے پھر دے گا اور جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر چلا اور اس کی وہ ضرورت پوری کر دی تو خدا اس کے دوستوں قدموں کو اس دن ثبات بخشے گا جب قدم لا کھڑا رہے

ہوں گے ॥

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا تو خدا اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی کوئی مصیبت دور کرے گا تو خدا قیامت کی صیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا ॥“ (بخاری، مسلم)

○ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ”خدا اپنے بندے سے کی مدد میں اس وقت تک لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“ (ترمذی)

○ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا اجر و ثواب دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ہے ॥ (طبرانی)

○ اور حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس خوشی اور سرست کی بات لے کر پہنچتا ہے اور اس بات سے اس کو خوش کرو دیتا ہے تو خدا قیامت کے دن اس بندے کو خوش کر دے گا۔“ (طبرانی)

۱۹ اس بہترین رازدار نیتیے۔ دوست آپ پر اعتماد کر کے آپ سے دل کی بات کہہ دے تو اس کی حفاظت کیجئے اور کبھی دوست کے اعتماد کو تھیس نہ لگائیے۔ لپٹے سینے کو رازوں کا محفوظ ذیثہ بنایے۔ تاکہ دوست بغیر کسی جگہ کے ہر معاشر میں مشورہ لے سکے۔ اور آپ دوست کو اچھے شورے دے سکیں اور

تعادن کر سکیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حفصہؓ جب بیرہ ہوئیں تو میں عثمانؓ سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہؓ کا نکاح تم سے کروں، عثمانؓ نے جواب دیا میں اس مسئلے پر غور کر دل گا۔ میں نے کئی راتوں تک ان کا انتظار کیا پھر عثمانؓ مجھ سے ملے اور بوسے میرا الجی شادی کرنے کا خیال نہیں ہے میں پھر ابو بکرؓ کے پاس گیا۔ اور کہا اگر آپ پسند فرمائیں تو حفصہؓ کو اپنی زوجتیت میں لے سکتے ہیں۔ وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا مجھے ان کی خاموشی بہت کھلی عثمانؓ سے بھی زیادہ کھلی۔ اس طرح کئی دن گذر گئے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کا پیغام بھیجا اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حفصہؓ کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ ایک دن مجھ سے ملے اور فرمایا۔ تم نے مجھ سے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا۔ اور میں نے خاموشی اختیار کی تھی ہو سکتا ہے تھیں میری خاموشی سے تکلیف ہوئی ہو۔ میں نے کہا ہاں تکلیف تو ہوئی تھی۔ فرمایا مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ایسا خیال ہے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک راز تھا جس کو میں ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حفصہؓ کا ذکر نہ فرماتے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔ (رجاری)

حضرت انسؓ ایک دن رُڑکوں میں کھیل رہے تھے کہ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمیں سلام کیا۔ پھر اپنی ایک ضرورت بتا کر مجھے بھیجا۔ مجھے اس کام کے کرنے میں دیر گی۔ کام بے فارغ ہو کر جب میں گھر گیا تو میں نے پوچھا۔ ”انہی دیر کہاں لگائی؟“ میں نے کہا ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی ایک ضرورت سے بھیجا تھا یہ بولیں ”کیا ضرورت تھی؟“ میں نے کہا ”وہ راز کی بات ہے۔“ ماں نے کہا ”وہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی کو نہ بتانا نایا“ (مسلم)

۲۰۔ اجتماعی اخلاق میں ایسی وسعت اہم جگہ تھی، تمہل اور سماں پیدا کیجئے کہ ہر ذوق و طبیعت اور ہر فکر درجہان رکھنے والا آپ کی فاتح میں غیر معمولی کوشش محسوس کرے۔ اور آپ ہر ایک کے مخصوص ذوق درجہان اور مخصوص افتاد طبع کی رعایت کرتے ہوئے ایسا حکیمانہ سلوک کیجئے کہ کسی کے ہذبات کو شمیں نہ لگے۔ ہر ایک کو اپنے مخصوص ذوق کے پیارے سے ناپنے کی خیر حکیمانہ کوشش نہ کیجئے اور نہ ہر ایک کو اپنی افتاد طبع پر ڈھالنے کی ناکام اور حمل کوشش کیجئے۔ ذوق و طبیعت کا اختلاف ایک فطری حسن ہے۔ فطرت کے حسن کو ہم صنوعی حسن کی بے جا توقع میں سمجھ کر کیجئے ہر دوست کو اس کے فطری مقام پر رکھتے ہوئے اس سے لذپپی لیجئے اور اس کی قدر و عظمت کیجئے اور اپنے ہمہ گیر اخلاق کے ذریعے اس کو اپنی ذات سے وابستہ رکھنے کی کوشش کیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جگہی عبقریت ہی کا یہ کمال تھا کہ ہر ذوق اور ہر طبیعت کا انسان آپ کی مجلس میں سکون پاتا اور اپنی افتاد طبع کی حکیمانہ رعایت پاتے ہوئے کوئی ادنیٰ ابہتیت بھی محسوس نہ کرتا۔ آپ کی مجلس میں ابو بکر رضی جیسے سراپا علمائیم و فقہاء بھی تھے اور عمر فاروق رضی جیسے برہنہ شیری بھی۔ حسان ابن ثابت رضی جیسے جنگ سے رُز نے دلے بھی اور علی رضی جیسے فاتح خیبر بھی، ابوذر غفاری رضی جیسے غیر منش غرضند بھی، اور جد الرحمٰن ابن حوف رضی جیسے صاحب دولت درجہان بھی۔ لیکن تبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے وسعت اخلاق اعلیٰ کردار اور حسن فکر و تدبیر کا کمال یہ تھا کہ یہ سب
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بھی ہے مثال والہانہ عشق رکھتے اور نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم بھی ان کا اس قدر لحاظ رکھتے کہ ہر ایک یہ سمجھتا کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سب سے زیادہ مجھ ہی کو چاہتے ہیں۔ اور اسی وسعت اخلاق، حسن فکر و تدبیر
 اور غیر معمولی ایشار کی پرداخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام خدا کا وہ مثالی
 بختاتیار کیا ہے جن میں طبیعتوں کے یا ہمی اختلاف کے باوجود وہ بے مثال ہے جن تھی
 غیر معمولی التحاد و تعاون اور قابلِ رشک الفت و لگاؤ تفاکر انسانی تاریخ لئے
 ان صفات کو بجا طور پر اپنی طویل عمر کا حاصل سمجھتی ہے۔

آپ کی دوستیاں و رحمیت اسی وقت کامیاب اور
 پائیدار ہو سکتی ہیں جب آپ اجتماعی اخلاق میں یکجا نہ لچک اور غیر معمولی صبر
 و تحمل پیدا کریں اور دوستیاں تعلقات میں رواداری، عفو و درگزدہ،
 فیاضناہ برداز چند باتی ایشار، یا ہمی سراغات، اکسو ایکسار، ایک دوسرے
 کے چند بات کا پاس و لحاظ اور خیر خواہی کا ضروری حصہ کر اہتمام کریں۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند واقعات سے اندازہ کیجئے کہ آپ کس عالی قدری،
 فرا خدی، محمل و برداری اور رواداری کے ساتھ لوگوں کی فطری ضروریات،
 جذبات اور کمزوریوں کا الحافظ فرماتے تھے۔

۰ میں نماز کے لئے آتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ لمبی نماز پڑھاؤں،
 پھر کسی بچے کے رونے کی آواز کاں میں آتی ہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا
 ہوں کیونکہ مجھ پر یہ بات انتہائی گراں ہے کہ میں نماز کو طول دے کر بچے کی ماں

کو زحمت میں بنتا کر دیں ॥ (بخاری)

○ حضرت مالک ابن الحوریث فرماتے ہیں کہ ”ہم چند ہم عمر نوجوان دین کا علم حاصل کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیہاں پہنچے۔ ہم نے میں دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیہاں قیام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی رحیم اور فرم معامل کرنے والے تھے۔ رجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیہاں رہتے ہوئے ہیں میں دن ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ ہم گھر جانے کے شوق میں ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا تم اپنے گھروں میں اپنے پہنچے کن کن لوگوں کو چھوڑ آئے ہو۔ ہم نے گھر کے حالات بتائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ اپنے بیوی بچوں میں واپس جاؤ۔ اور ان کے درمیان رہ کر انہیں بھی وہ سب سکھاو جو تم نے سیکھا ہے۔ اور انہیں سچھے کاموں کی تلقین کرو۔ اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو۔ اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو۔ اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں کا کوئی ایک اذان دے دے اور جو تم لوگوں میں علم دا خلاق کے لحاظ سے پڑھا ہو۔ اور وہ نماز پڑھائے۔ (بخاری اسلم)

○ حضرت معاویہ ابن حکم مسکنی اپنا قصہ سناتے ہیں کہ ”میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لتنے میں ایک آدمی کو چھینک آئی۔ نماز پڑھتے ہی میں سیری زہان سے ”بِسْمِ اللَّهِ“ نسلک گیا۔ تو لوگ مجھے گھور نے لگئے میں نے کہا خدا انہیں سلامت رکھے مجھے کیوں گھور رہے ہو۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے خاموش رہنے کو کہہ رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا جب نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے ۔ میرے ماں باپ آپ پر تربان، میں نے بیچائے زیادہ بہتر تعلیم و تربیت کرتے والا نہ تو پہلے دیکھا نہ بعد میں ۔ آپ نے نہ تو مجھے ڈانتا، نہ مارا اور نہ پرا بھلا کہا ۔ صرف اتنا کہا یہ نماز ہے نمازوں میں چیت کرنے مناسب نہیں ۔ نمازوں نام ہے خدا کی پاکی بیان کرنے کا، اس کی ڈرانی بیان کرنے کا، اور قرآن پڑھنے کا ॥ (مسلم)

۲۱۔ دعا کا خصوصی انتظام کیجئے خود بھی دوستوں کے لئے دعا کیجئے اور ان سے بھی دعا کی درخواست کیجئے ۔ دعا دوستوں کے سامنے بھی کیجئے اور انکی عدم موجودگی میں بھی، عدم موجودگی میں دوستوں کا خیال کر کے اور ان کا نام لے کر بھی دعا کیجئے ۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”در میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت چاہی“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا ۔ اسے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا ۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ”دو مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بد لے مجھے پوری دنیا بھی ملتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی ॥“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے غایبانہ دعا کرتا ہے تو خدا اس کو قبول فرماتا ہے اور دعا کرنے والے کے سرہانے ریک فرشتہ مقرر رہتا ہے کہ جب وہ شخص اپنے بھائی کے لئے اپنی دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لئے بھی وہی کچھ ہے جو تو اپنے بھائی کے لئے مانگ رہا ہے ۔ (صحیح مسلم)

اپنی مخلصانہ دعاؤں میں خدا سے یہ درخواست کرتے رہتے ہیں کہ خدا را یا ہمارے دلوں کو بعض و عناد اور قویں کے غبارے دھوکے، اور ہمارے سلیمانوں کو

خلوص و محبت سے ہے جوڑ دے۔ اور ہمارے تعلقات کو ہاہمی اتحاد والفت کے
ذریعے خوشگوار بنا۔ قرآن پاک کی اس دعا کا بھی استحکام کیجئے۔

وَبَنَا أَغْفِرْ لَنَا وَلِلّٰهِ خَوَافِنَا إِنَّكَ أَنْتَ نَعْلَمُ بِالْأَيْمَانِ وَلَا
تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غُلَّٰ لِكَذِبِنَا إِنَّمَّا أَنْتَ رَبُّ الْوَفَّ رَحِيمٌ۔ (الخنزير)

”اسے رب! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرمائیا جائیں میں
ہم سے سبقت لے گئے۔ اور ہمارے دلوں میں ایک دوسراے کے خلاف
کیونہ اور کدورت نہ رہنے دے۔ اسے ہمارے رب تو پڑا ہی صہر ہاں اور بہت
ہی رجم فرمانے والا ہے۔“

مہربانی کے آداب

۱۔ مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا اظہار کیجیئے اور نہایت خوش دلی،
و سعیت قلب اور عزت و اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیجیئے۔ تنگ دلی، بیرونی
سرد مہری اور گردنچ کا اظہار ہرگز نہ کیجیئے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جو لوگ خدا اور یہم آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ انہیں اپنے مہمان کی خاطر
تواضع کرنی چاہیئے۔ (بخاری، سلم)

خاطر تواضع کرنے میں وہ ساری ہی باتیں داخل ہیں جو مہمان کے اعزاز و
اکرام، آرام و راحت، سکون و سرت، اور تسلیم جذبات کے لئے ہوں،
خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، ہنسی خوشی کی بالوں سے دل بہلانا،
عزت و اکرام کے ساتھ بیٹھنے لیٹنے کا انتظام کرنا۔ اپنے معزز دوستوں سے
تعارف اور ملاقات کرانا۔ اس کی ضروریات کا الحافظ رکھنا۔ نہایت خوش دلی
اور فرانخی کے ساتھ کھانے پینے کا انتظام کرنا۔ اور خود بیگنیں لفیں خاطر ملاقات
بیں لگے رہنا یہ سب ہی باتیں ”اکرام ضیافت“ میں داخل ہیں۔

○ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب معزز مہمان آئے تو آپ خود بیگنیں
لفیں ان کی خاطرداری فرماتے ہیں۔

”جب آپ مہمان کو اپنے دسترنخان پر کھانا کھلاتے تھے تو بار بار فرماتے اور کھائیے اور کھائیے۔ جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکھاں کرتاتا آپ اصرار سے باز آتے ہیں“

۲۔ مہمان کے آفے پر سب سے پہلے اس سے سلام دھائیجئے اور خیر و عافیت معلوم کیجئے۔ قرآن میں ہے۔

هَلْ أَثْلَكَ حَدِيلَيْشُ ضَيْعَتْ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِيْنَ إِذْ دَخَلُوا
عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا طَقَالْ سَلَامُرْ۔

کیا آپ کو ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی سنی ہے کہ جب ہ ان کے پاس آئے تو آنے ہی سلام کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں سلام کیا۔

۳۔ دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کیجئے اور جو اچھے سے اچھا میسر ہو مہمان کے سامنے فوراً پیش کیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جب آئے تو حضرت فوراً ان کے کھانے پینے کے انتظام میں لگ کئے اور جو موٹا تازہ بچھڑا انہیں میسر تھا اسی کا گوشت بھون کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔ قرآن میں ہے۔

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ رَبِيعَ جِلِيلَ سَهْمِينَ فَقَرَأَهُ كَاهِيْمُ۔ (الذاريات)

تو جلدی سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا (ذبح کر کے بھینوا) لائے اور

مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔

”فراغ إلى أهله“ کا ایک مفہوم یہ ہی ہے کہ وہ چکپے سے گھربیں مہمانوں

کی خاطر تو واضح کرنے کا انتظام کرنے کے لئے پہلے گئے اس لئے کہ مہماں کو دکھا کر اور جتنا کران کے کھانے پینے اور خاطر تو واضح کرنے کی دوڑ دھوپ ہو گی تو وہ شرم اور میزبان کی نسلکیت کی وجہ سے منع کر دی گے اور پسند نہ کریں گے کہ ان کی وجہ سے میزبان کسی غیر معمولی زحمت میں پٹھے اور بچپن مہماں کے لئے منع نہ ہو گا کہ وہ خالذ خوار خاطرداری کر سکے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہماں کی خاطرداری پر جس انداز سے ابھارا ہے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت ابو شریح فرماتے ہیں۔

”میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور ان دو کانوں نے سنایا جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہدایت دے رہے تھے۔“ دبجو لوگ خدا اور یوم آخرت پر مایاں رکھتے ہوں، انہیں اپنے مہماں کی خاطر تو واضح کرنی چاہیے۔ مہماں کے انعام کا موقع پہلا شب درود ہے۔ (نجاری مسلم)

پہلے شب دروز کی میزبان کو انعام سے تعجب کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح انعام دینے والے دل کی انتہائی خوشی اور محبت کے گھرے جذبات کے ساتھ انعام دینے ہوئے رومنی سر در محسوس کرتا ہے۔ مثیل ایسی کیفیت پہلے شب دروز میں میزبان کی ہونی چاہیے اور جس طرح انعام لینے والے کے احساسات کی قدر کرتے ہوئے اپنا حق سمجھ کر انعام دھول کرتا ہے۔ مثیل اسی کیفیت کا مظاہرہ پہلے شب دروز میں مہماں کو بھی کرنا چاہیے۔ اور بغیر کسی جھگٹ کے اپنا حق سمجھتے ہوئے خوشی اور قربت کے جذبات کے ساتھ میزبان کی پیشکش

قبول کرنی چاہئے۔

ہم۔ ہمان کے آئتیں اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس کریجئے۔ فرعی حاجت کے لئے پڑھیجئے۔ منہ رہانہ دھونے کا انتظام کریجئے۔ ضرورت ہو تو غسل کا انتظام بھی کریجئے۔ کھانے پینے کا وقت نہ ہو جب کبھی معلوم کر لیجئے۔ اور اس خوش اسلامی سے کہ ہمان تکلف میں انکار نہ کرے۔ جب کمرے میں لیٹنے پڑئے اور ٹھیکرنے کا قدر کرنا ہو وہ ہمان کو بتا دیجئے۔

۵۔ ہر وقت ہمان کے پاس دھننا مارے پڑھیجئے نہ رہیے اور اسی طرح رات گئے تک ہمان کو پریشان نہ کریجئے۔ تاکہ ہمان کو آرام کرنے کا موقع ملے اور وہ پریشانی محسوس نہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب ہمان آئے تو ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے ہمانوں سے کچھ دیر کے لئے الگ ہو گئے۔

۶۔ ہمانوں کے کھانے پینے پر سرت محسوس کریجئے تنگدی، گردنچ اور کوفت محسوس نہ کریجئے۔ ہمان زحمت نہیں بلکہ رحمت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خدا جس کو آپ کے بیہان کہیجتا ہے اس کا رزق بھی انار دیتا ہے وہ آپ کے دستِ خوان پر آپ کی قسمت کا نہیں کھانا بلکہ اپنی قسمت کا کھاتا ہے اور آپ کے اعزاز دراکرام میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

۷۔ ہمان کی عزت دیکھو و کامبھی لحاظ کریجئے۔ اور اس کی عزت دا آبرد کو اپنی عزت دا آبرد سمجھیجئے۔ کہ ہمان کی عزت رکنی حلکرے تو اس کو انی غیرت و گھشت کے خلاف چلنج کریجئے۔

قرآن مجید کے حکم سے حضرت رسول اللہ علیہ السلام کے ہمانوں پر بستی کے

لوگ بذریتی کے ساتھ حملہ آور ہوئے تو وہ مدافعت کے لئے اکٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ یہ لوگ میرے مہمان ہیں۔ ان کے ساتھ پسلوکی کر کے مجھے رسوائے کرو ان کی رسوائی میری رسوائی ہے۔

**قَالَ إِنَّ هُوَ لَا يَعْصِي فَلَا تَفْضَحُوهُنَّ وَإِنْ قَوَّا اللَّهَ وَكَانُوا
مُخْزُونِينَ۔ (الحجر ۴۹-۵۰)**

”لوٹنے کہا بھائیو! یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوائے کرو۔ خدا سے ڈرو اور میری بے عرقی سے باز رہو۔“

۸- تین دن تک انتہائی شوق اور دلوں کے ساتھ میربائی کے تقاضے پورے کیجیے۔ تین دن تک کی ضیافت مہمان کا حق ہے اور حق ادا کرنے میں مومن کو انتہائی فراخ دل ہونا چاہیئے۔ پہلا دن خصوصی خاطر مبارات کا ہے۔ اس لئے پہلے روز مہمان نوازی کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔ — بعد کو دو دنوں میں اگر وہ غیر معمولی اہتمام نہ رہ سکے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وَالظِّيَافَةُ تِلْكَةُ أَيَّامِ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ۔ (بخاری، مسلم)

”اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد میربائی جو کچھ کرے گا وہ اس کے لئے صدقہ ہو گا۔“

۹- مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض کیجیے اور مہمان کو ملازموں یا بچوں کے حوالے کرنے کے بجائے خود اس کی خدمت اور آرام کے لئے کمرستہ رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم معزز مہماںوں کی مہمان نوازی خود فرمانتے تھے۔ حضرت امام

شافعیؒ جب امام مالکؓ کے یہاں جا کر بطور مہمان شیرے تو امام مالکؓ نے
نہایت عزت و احترام سے انہیں ایک کمرے میں سلا دیا۔ سحر کے وقت امام
شافعیؒ نے سنا کہ کسی نے دروازہ کھل کھٹایا اور بڑی سی شفقت سے آواز دی
”آپ پر خدا کی رحمت ہو نماز کا وقت ہو گیا ہے“ امام شافعیؒ فوراً اٹھے کیا
دیکھتے ہیں کہ امام مالکؓ ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لئے کھڑے ہیں امام شافعیؒ کو
کچھ شرم سی محسوس ہوئی۔ امام مالکؓ تاز گئے اور نہایت محبت کے ساتھ
بولے۔ بھائی! تم کوئی خیال نہ کر د۔ مہمان کی خدمت تو کرنا ہی چاہئے۔

۱۰۔ مہمان کو ٹھیرا نے کے بعد، بیت الخوار بتا دیجئے۔ پانی کا لوٹا دے
دیجئے، قبلے کا رُخ بتا دیجئے۔ نماز کی جگہ اور مصلیٰ وغیرہ مہینا کر دیجئے۔ امام
شافعیؒ کو امام مالکؓ کے خادم نے ایک کمرے میں ٹھیرا نے کے بعد کہا۔
حضرت قبلے کا رُخ یہ ہے۔ پانی کا برتن یہاں رکھا ہے۔ بیت الخوار اس
طرف ہے۔

۱۱۔ کھانے کے لئے جب ہاتھ دھلانیں تو پہلے خود ہاتھ دھو کر دسترخوان
پر پہنچئے اور پھر مہمان کے ہاتھ دھلوائیے۔ امام مالکؓ نے جب یہی عمل کیا۔ تو
امام شافعیؒ نے اس کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ کھانے سے پہلے تو میربان کو پہلے
ہاتھ دھونا چاہئے اور دسترخوان پر پہنچ کر مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لئے تیار
ہو جانا چاہئے اور کھانے کے بعد مہماںوں کے ہاتھ دھلوائے چاہئیں اور
سب کے بعد میربان کو ہاتھ دھونے چاہئیں۔ ہو سکتا ہے کہ اٹھنے آئتے
کوئی اور آئنچے۔

۱۲۔ دسترخوان پر خود و نوش کا سامان اور برتن و غیرہ مہمانوں کی تعدادو سے کچھ زیادہ رکھیئے ہو سکتا ہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور صاحب آجائیں اور پھر ان کے لئے استغام کرنے کو دڑنا بھاگنا پڑے۔ اور اگر برتن اور سامان پہلے سے موجود ہو گا تو آنے والا بھی بُکی کے بجائے مسترت اور عزت افزائی محسوس کرے گا۔

۱۳۔ مہمان کے لئے ایشارے کا ملیجھے خود تخلیف اللہ اکراں کو آرام پہنچائیے۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا حضور نبی مسیح کے بے تاب ہوں، آپ نے اپنی کسی بیوی کے یہاں کہلا دیا، کھانے کے لئے جو کچھ موجود ہو ہیجھ دو۔ جواب آیا۔ اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر بننا کر دیجیا ہے یہاں تو پالی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ نے دوسری بیوی کے یہاں کہلا دیجیا وہاں سے بھی یہی جواب آیا۔ یہاں تک کہ آپ نے ایک ایک کر کے سب بیویوں کے یہاں کہلوایا اور سب کے یہاں سے اسی طرح کا جواب آیا۔ اب آپ اپنے صحابوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آج رات کے لئے اس مہمان کو کون قبول کرتا ہے۔ ایک انصاری صحابی نے کہا یا رسول اللہ ! میں قبول کرتا ہوں۔

انصاری مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ اور گھر جا کر بیوی کو بتایا "میرے ساتھ یہ رسول اللہ کے مہمان ہیں ان کی خاطر داری کرو" بیوی نے کہا "میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانے ہے" صحابی نے کہا بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو اور

جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو کسی بہانے سے چراغ بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے ساتھ بیٹھ جانا تاکہ اس کو یہ محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں ۔۔۔

اس طرح مہمان نے تو پہلی بھر کر کھایا اور گھروالوں نے ساری رات فکرے گزاری۔ صحیح جبکہ یہ صحابیؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپؐ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ تم درلوں نے رات اپنے مہمان کے ساتھ جو گھن سلوک کیا وہ خدا کو بہت ہی پسند آیا۔ (دیخاری ہلم)

۱۴۔ اگر آپ کے مہمان نے کبھی کسی موقع پر آپ کے ساتھ بے مرتوی اور روکھے پن کا سلوک کیا ہے تو بھی آپ اس کے ساتھ نہیں بیٹ فراخملی، و معیت طرف اور فیاضی کا سلوک کیجئے۔

حضرت ابوالاحص حبیبیؓ نے اپنے والد کے یارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اگر کسی کے پاس میرا گزر ہو اور وہ میری ضیافت اور مہماں کا حق ادا کرے اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا گزر میرے پاس ہو تو کیا میں اس کی مہماںی کا حق ادا کروں؟ یا اس رکی بے مرتوی اور بے رخی کا پدر میرے چکھاؤں؟“ نبیؓ نے ارشاد فرمایا۔ ورنہ میں بلکہ تم بہر حال اس کی مہماںی کا حق ادا کرو۔“ (مشکوۃ)

۱۵۔ مہمان سے لپنے حق میں خیر و برکت کی دعا کے لئے درخواست کیجئے بالخصوص اگر مہمان نیک، دیندار اور صاحبِ فضل ہو۔ حضرت عبد اللہ ابن بسرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے یہاں مہمان ٹھیکرے۔ ہم نے

آپ کے سامنے ہر لبہ پیش کیا۔ آپ نے تھوڑا ساتھا دل فرمایا پھر ہم کے بھروسے پیش کیں۔ آپ کے بھروسے کھاتے تھے اور گھلبیاں شہادت کی انگلی اور زیچ کی انگلی میں پکڑ دیکھ کر بھٹکنے لگتے تھے۔ پھر پانی کے لئے کچھ پیش کیا گی۔ آپ نے تو شفاف فرمایا۔ اور اپنے دائیں طرف پیٹھنے والے کے آگے بڑھا دیا۔ جب آپ تشریف لے جانے لگے تو والد محترم نے آپ کو سورجی کی لگام پکڑ لی اور درخواست کی کہ حضور رہماں سے لئے دعا فرمائیں۔ — اور نبی ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ بَاارِكْ لَهُمْ فِيمَا دَرَّشُتُهُمْ، وَأْفُغْ فِرْسَةَ لَهُمْ دَارِحَمَهُمْ.

(ترمذی) -

”خدا یا اتو نے ان کو سبور رزق دیا ہے اس میں برکت فرم۔ ان کی مغفرت

فرما اور ان پر حرم کر۔“

مہمان کے آداب

اے کسی کے پیہاں مہمان جائیں تو حسبِ حیثیت، میربان، یا میربان کے بھوول کے لئے کچھ تحریفی تھائیں لیتے چاہیے اور تحریفی میں میربان کے ذوق اور پسند کا لحاظ نظر کیجیے۔ تحریفوں اور بھولوں کے تباہی سے سے محبت اور علاقے کے جذبات بڑھتے ہیں۔ اور تحریف دینے والے کے لئے دل میں گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ جسی کے پیہاں بھی مہمان بن کر جائیں کوشش کریں کہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھیکریں ادا کر کہ خصوصی حالات ہوں اور میربان ہی شدید اصرار کرے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ میربان کے پیہاں اتنا ٹھیکرے کہ اس کو پریشانی میں مبتلا کر دے۔“ (الاودب المفرد)

اوصح صحیح مسلم میں ہے کہ ”مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پیہاں اتنا ٹھیکرے کہ اس کو گنہ گار کر دے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اگنہ گار کیجیے کرے گا۔ فرمایا۔ اس طرح کہ وہ اس کے پاس اتنا ٹھیکرے کہ میربان کے پاس ضیافت کے لئے کچھ نہ رہے۔“

۳۔ سمجھیشہ دوسروں کے ہی مہمان نہیں ہیں۔ دوسروں کو بھی اپنے پیہاں

کرنے کی دعوت دیجئے۔ اور دل کمول کر خاطر تو اضع کیجئے۔

۴۔ مہمانی میں جائیں تو سوکھ کے لحاظ سے ضروری سامان اور بستروں اور غیرہ لے کر جائیے۔ چاڑے میں غاص طور پر بغیر بستر کے ہرگز نہ جائیے درخت میز ربان کو ناقابل برداشت تکالیف ہو گی اور یہ ہرگز مناسب نہیں کہ مہمان میز ربان کے لئے دبائی جان بن جائے۔

۵۔ میز ربان کی مصروفیات اور فسرداریوں کا بھی لحاظ رکھیجئے۔ اور اس کا اہتمام کیجئے کہ آپ کی دربہ سے میز ربان کی مصروفیات متاثر نہ ہوں اور فرمہ داریوں میں خلل نہ پڑے۔

۶۔ میز ربان سے طرح طرح کے مطلبے نہ کیجئے سوہ آپ کی خاطر مداراں اور دلجموں کے لئے اذخود جو اہتمام کرے اسی پر میز ربان کا شکریہ ادا کیجئے اور اس کو کسی بے چا مشقت میں نہ ڈالئے۔

۷۔ اگر آپ میز ربان کی خواتین کے لئے غیر محروم ہیں تو میز ربان کی غیر موجودگی میں بلا دربہ ان سے گفتگو نہ کیجئے زان کی آپس کی گفتگو پر کان لگائیے۔ اور اس انداز سے رہیجئے کہ آپ کی گفتگو اور طرز عمل سے انہیں کوئی پر لیشانی بھی نہ ہو اور کسی قلت بے پر دلگی بھی نہ ہوئے پائے۔

۸۔ اور اگر کسی دربہ سے آپ میز ربان کے ساتھ نہ کھانا چاہیں یا روزے سے ہوں تو نہایت اچھے انداز میں مhydrat کریں اور میز ربان کے لئے فخر و برکت کی دعا مانگیں۔

جب حضرت امام ابیم نے آنے والے مسخر مہماںوں کے سامنے پر تکلف

کھانا رکھا اور دہ ہاتھ کھینچتے ہی رہے تو حضرت نے درخواست کی۔ آپ حضرات کھاتے کیوں نہیں؟ جواب میں فرشتوں نے حضرت کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ «آپ ناگوار نہ محسوس فرمائیں دراصل ہم کھا نہیں سکتے ہم تو صرف آپ کو ایک لائق بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیتے آئے ہیں۔»

۹۔ جب کسی کے یہاں دعوت میں جائیں تو کھانے پینے کے بعد میربان کے لئے کشادہ روزی خیر و برکت، اور مغفرت و رحمت کی دعا کیجئے۔ حضرت ابوالثیمہ بن نیہانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی دعوت کی جب آپ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے۔ قوبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بھائی کو صبلہ دو۔ اصحابؓ نے پوچھا، «صلہ کیا دیں؟ یا رسول اللہ فرمایا، «جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے یہ اس کا صلب ہے۔» (ابوداؤد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت سعد ابن عبادہؓ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ نے روٹی اور زیتون پہنچ کیا۔ آپؓ نے تنادل فرمایا اور یہ دعا فرمائی۔

أَفْطَرَ عِنْدَ كُمَّ الْعَصَائِمُونَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَنْبَارُ
صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔ (ابوداؤد)

و تمہارے یہاں روزے دار روزہ افطاریں۔ نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں۔ اور فرشتے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کریں۔

مجلس کے آداب

۱۔ ہمیشہ اچھے لوگوں کی محبت میں بیٹھنے کی کوشش کیجئے۔

۲۔ مجلس میں جو گفتگو ہو رہی ہو، اس میں حصہ لیجئے۔ مجلس کی گفتگو میں شریک نہ ہونا اور مانند پر شکنیں ڈالنے بیٹھنے رہنا، غرور کی علامت ہے۔ مجلس میں صحابہ کرام جب گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس گفتگو میں شریک رہتے۔ مجلس میں غمکین اور مضمحل ہو کر نہ بیٹھنے۔ سکراتے ہپرے کے ساتھ ہشاش بشاش ہو کر بیٹھنے۔

۳۔ کوشش کیجئے کہ آپ کی کوئی مجلس خدا اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ رہے اور جب آپ محسوس کریں کہ حاضرین دینی گفتگو میں دھپی نہیں لے رہے ہیں تو گفتگو کا رُخ کسی دینو ہی سلسلہ کی طرف پھیر دیں اور پھر جب مناسب موقع پائیں تو گفتگو کا رُخ حکمت کے ساتھ دینی موضوع کی طرف پھیرنے کی کوشش کریں۔

۴۔ مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائیے۔ مجھ کو چہرے نے اور کو درتے چھپلانے کے آگے جانے کی کوشش نہ کیجئے۔ ایسا کرنے سے پہلے آنے والوں اور بیٹھنے والوں کو بھی تخلیف ہوتی ہے اور ایسا کرنے والوں میں بھی اپنی بڑائی کا احساس اور غرور پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ مجلس میں سے کسی بیٹھنے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہیں ہے یہ انتہائی برمی عادت ہے۔ اس سے دوسروں کے دل میں لفتر اور کدرت بھی پیدا ہوتی ہے، اور اپنے کو ڈراکجنے اور اہمیت جتنے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

۶۔ اگر مجلس میں لوگ گھیراڑا رہنے ہوں تو ان کے نیچے میں نہ بیٹھنے یہ بخوبی قسم کی بدتری اور سخرہ پن ہے۔ نبی ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنۃ سمجھی ہے۔

۷۔ مجلس میں بیٹھنے ہوئے لوگوں میں سے اگر کوئی کسی صدر درت سے اگذھ کر چلا جائے تو اس کی جگہ پر قبضہ نہ کیجیے۔ اس کی جگہ محفوظ رکھئے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص اب واپس نہ آئے گا تو پھر بے تکلف اس جگہ بیٹھ سکتے ہیں۔

۸۔ اگر مجلس میں دو آدمی ایک دوسرے کے قریب بیٹھنے لگئے ہوں تو ان سے اجازت لئے بغیر ان کو الگ الگ نہ کیجیے کیونکہ آپس کی بے تکلفی یا محبت یا کسی اور مصلحت سے قریب بیٹھنے ہوں گے اور ان کو الگ الگ کرنے سے ان کے دل کو تکالیف ہو گی۔

۹۔ مجلس میں کسی اندیاز می جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کیجیے کسی کے یہاں جائیں تو وہاں بھی اس کی معزز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کیجیے۔ ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرنے تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور مجلس میں ہمیشہ ادب سے بیٹھنے پاؤں پھیلا کر یا پنڈلیاں کھول کر نہ بیٹھنے۔

۱۰۔ یہ کوشش نہ کیجیے کہ آپ بہر حال صدر کے قریب ہی بیٹھیں بلکہ چہاں

جگہ ملے پہنچ جائیے اور اس طرح بیٹھنے کے بعد میں آئے والوں کو جگہ ملنے اور بیٹھنے میں کوئی زحمت نہ ہو، اور جب لوگ زیادہ آجائیں تو سمت کر پڑھ جائیے اور آئے والوں کو کشادہ ولی سے جگہ دے دیجئے۔

۱۱۔ مجلس میں کسی کے سامنے یا الہ در گرد کھڑا نہ رہنا چاہیے تخطیم کا یہ طبقہ اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔

۱۲۔ مجلس میں درآدمی آپس میں چیکے پہنچ کے باقیں نہ کروں۔ اس سے دوسروں کو یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنی راز کی باتوں میں شرکیں کرنے کے قابل نہ سمجھا اور یہ بدگمانی بھی ہوتی ہے کہ شاید ہمارے بارے ہی میں کوئی بات کہہ رہے ہوں۔

۱۳۔ مجلس میں جو کچھ کہنا ہو۔ صدرِ مجلس سے اجازت لے کر کہیے اور گفتگو یا سوال و جواب میں ایسا انداز اختیار کر کہیے کہ آپ ہی صدرِ مجلس معلوم ہوئے لگیں یہ خود نمائی بھی ہے اور صدرِ مجلس کے ساتھ زیارتی بھی۔

۱۴۔ ایک وقت میں ایک ہی شخص کو بولنا چاہیے اور ہر شخص کی بات فور سے سننا چاہیے۔ اپنی بات کہنے کے لئے ایسی بے تابی نہیں ہوں چاہیے کہ سب بیک وقت بولنے لگیں اور مجلس میں ہڑبوڑ ہونے لگے۔

۱۵۔ مجلس میں جو باقیں راز کی ہوں ان کو جگہ جگہ بیان نہ کرنا چاہیے۔ مجلس کا یہ حق ہے کہ اس کے رازوں کی حفاظت کی جائے۔

۱۶۔ مجلس میں جس موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو، جب تک اس کے بارے میں کچھ طے نہ ہو جائے۔ دوسرا موضوع نہ پھیڑیے۔ اور نہ دوسرے کی بات

کاٹ کر اپنی بات شروع کیجئے اگر کبھی کوئی الیسی ضرورت پہنچ آجائے کہ آپ کے لئے فوراً اپونا ضروری ہو تو بولنے والے سے پہلے اجازت لے لیجئے۔

۱۸۔ صدر مجلس کو مسائل گفتگو کرنے وقت سارے ہی حاضرین کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔ اور دوسریں پائیں ہر طرف اُرخ پھیر کر بات کرنی چاہئے۔ اور آزادی کے ساتھ ہر ایک کو اظہار خیال کا موقع دینا چاہئے۔

۱۹۔ مجلس پر خاست ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھئے۔ اور پھر مجلس برخاست کیجئے۔

اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا لَقُولُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ

مَعْيِيَتِكَ وَ مِنْ كَلَاعِتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَ مِنْ

الْيَقِينِ مَا تَرْهُونَ بِهِ عَلَيْنَا مَسْأَسُ الدُّنْيَا۔ اللَّهُمَّ

مَنْتَعْنَا بِآسِمَاءِ عِنَّا وَ آيَصَارِنَا وَ فَوَّتَنَا مَا أَحْيَيْنَا وَاجْعَلْهُ

الْوَارِثَ هُنَّا، وَاجْعَلْ ثَانِرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَالْفُرُنَّا

عَلَى مَنْ عَادَ إِنَّا لَلَّا نَجْعَلُ مُعْيِيَتَنَا فِي دُنْيَا وَ كَلَّا نَجْعَلُ

الدُّنْيَا أَكْبُرَ هَنِّنَا، وَلَا مُبْلَغٌ عِلْمُنَا وَ كَلَّا نَسْلِطَ عَلَيْنَا مَنْ لَا

يُرْجَحُ هُنَّا۔ (ترمذی)

”خدایا! تو ہمیں اپنا خوف اور اپنی خشیت فصیب کر جو ہمارے اور معصیت کے درمیان آڑ جاتے اور وہ فرمانبرداری دے جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے۔ اور ہمیں وہ سچتہ لیقین عطا فرمائیں سے ہمارے لئے دنیا کے نقصانات ایسچ ہو جائیں۔ خدا یا! تو حب تک ہمیں زندہ رکھے، ہمیں

ہمارے سنبھلے، دیکھنے کی قوتوں اور جسمانی توانائیوں سے فائدہ اٹھانے کا
موقع دے اور اس خیر کو ہمارے بعد بھی برقرار رکھ۔ اور جو ہم پر ظلم کرے
اس سے ہمارا پدر لے۔ اور جو ہم سے دشمنی کرے اس پر ہمیں غلبہ عطا فرم اور
ہمیں دین کی آزمائش میں مبتلا نہ کر۔ اور دنیا کو ہمارا مقصود و عظیم نہ بننا اور
شد نیا نہ ہمارے علم و بصیرت کی انتہا شیرا اور نہ ہم پر اس شخص کو تابودے
جو ہم پر رحم نہ کرے۔

سلام کے آداب

جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسترتو
کا اظہار کرنے کے لئے "السلام علیکم" کہیے۔
قرآن پاک میں ہے۔

وَإِذَا جَاءَكُوكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ پِيَغْتَنَأُ فَقلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

(الأنعام ۴۵)۔

"اسے نبی اجنب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان
لاٹتے ہیں تو ان سے کہیے "السلام علیکم"
اس آیت میں نبی حیؐ سے خطاب کرتے ہوئے بالواسطہ امت کو یہ اصولی
تعلیم دی گئی ہے کہ مسلمان جب کبھی مسلمان سے ملے تو دونوں ہی چند بات
محبت و مسترتو کا نبادلہ کریں اور اس کا مہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے
کے لئے سلامتی اور غافیت کی دعا کریں۔ ایک السلام علیکم کہے تو دوسرا
جو اپ میں علیکم السلام کہے۔ سلام باہمی الفت و محبت کو پڑھانے اور
استوار کرنے کا ذریعہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وَلَئِمَ لَوْگُ جِنْتَ مِنْ نَبِیِںْ جِنْتَ مِنْ جِنْتَ تَكَ كَمْ مُؤْمِنْ نَهْبِنْ بُنْتَ اَوْ تَحْمِمْ مُؤْمِنْ

نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ میں تمہیں وہ تکہ بیرکیوں نہ بتا دوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ ॥ (مشکوٰۃ)

۲۔ سہیشہ اسلامی طریقے پر سلام کیجئے کسی سے سہکلام ہوں یا مکاتبت کریں۔ سہیشہ کتاب و سنت کے بتائے ہوئے یہ الفاظ ہی استعمال کیجئے اس اسلامی طریقے کو چھوڑ کر سوسائٹی کے راجح کئے ہوئے الفاظ و انداز اختیار نہ کیجئے۔ اسلام کا بتایا ہوا یہ انداز خطاب نہایت سادہ، بامعنی اور پراثر جبی ہے اور سلامتی و عافیت کی جامع ترین دعائی۔ آپ جب اپنے کسی بھائی سے ملتے ہوئے السلام علیکم کہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ خدا تم کو قسم کی سلامتی اور عافیت سے نوازے۔ خدا تمہارے جان و مال کو سلامت رکھے گھر بار کو سلامت رکھے، اہل و عیال اور مستعلقین کو سلامت رکھے۔ دین و ایمان کو سلامت رکھے۔ دنیا بھی سلامت رہے اور آخرت بھی، خدا تمہیں ان سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں ہیں اور ان سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں نہیں۔ میرے دل میں تمہارے لئے نصوح و خیر خواہی محبت و غلوص اور سلامتی و عافیت کے انتہائی گھرے جذبات ہیں۔ اسلئے تم میری طرف سے کبھی کوئی اندریشہ محسوس نہ کرنا۔ میرے طرز عمل سے تمہیں کبھی کوئی دُکھ نہ پہنچے گا۔ سلام کے لفظ پر الف لام داخل کر کے اور السلام علیکم کہہ کر آپ مخاطب کے لئے سلامتی اور عافیت کی ساری دعائیں سمیٹ لیتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اگر یہ الفاظ، شعور کے ساتھ سوچ سمجھ کر آپ اپنی

وہاں سے نکالیں تو مخاطب کی ملاقات پر قلبی مسترد کا اظہار کرنے اور خلوصی و محبت، خیرخواہی اور وفاداری کے جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہتر الفاظ کیا ہو سکتے ہیں۔ السلام علیکم کے الفاظ سے بھائی کا استقبال کر کے آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو وہ سنتی سلامتی سے فرازے جو عافیت کا مرحومہ اور سر اپا سلام ہے۔ جس کا نام ہی السلام ہے اور وہی سلامتی اور عافیت پاسکتا ہے جس کو وہ سلامت رکھے اور جس کو وہ سلامتی سے محروم کر دے۔ وہ دونوں جہان میں سلامتی سے محروم ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”السلام“ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو خدا نے زمین میں رہیں والوں کے لئے، رکھ دیا ہے۔ پس ”السلام“ کو آپس میں خوب پھیلاو۔ (رالادب المفرد)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس پہنچتے ہوئے یہ حکم دیا کہ جاؤ اور ان پہنچے ہوئے فرشتوں کو سلام کرو اور وہ سلام کے جواب میں جو دعا دیں اس کو غور سے سننا را اور محفوظ رکھنا، اس لئے کہ یہی تمہاری اور تمہاری اولاد کی دعا ہوگی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کے پاس پہنچے اور کہا ”السلام علیکم“، فرشتوں نے میں کہا ”السلام علیک در حمزة اللہ“ یعنی ورحمة اللہ کا اضنا فر کر کے جواب دیا۔ (نخاری مسلم)

قرآن حکیم میں ہے کہ فرشتے جب مونخوں کی روح قبض کرنے آئے ہیں تو
اگر سلام علیک کرتے ہیں۔

كَذَا إِلَكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ الَّذِينَ شَوَّفُهُمُ الْمَلَائِكَةُ
طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ فَادْخُلُوا الْجَنَّةَ إِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
راحل ۳۲، ۳۳)

”الی ہی جزا درستا ہے خدا مستقی لوگوں کو اُن مستقی لوگوں کو جن کی رسمیں
پاکیزگی کی حالت میں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں «سلام علیکم» جاؤ^۱
جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال رصالحہ کے صدر میں۔ (راحل ۳۲، ۳۳)
جنت کے دروازوں پر حب یہ مستقی لوگ پہنچیں گے تو جنت کے ذمہ دار
بھی انہی الفاظ کے ساتھ ان کا شاندار خیر مقدم کریں گے۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةَ سَرَّا حَتَّىٰ إِذَا
جَاءُوهَا وَفُتُحَتْ أَبْوَابَهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهُمَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
طِبَّتُهُ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔ (الزمر، ۲۳)

”اور جو لوگ پاکیزگی اور فرمانبرداری کی زندگی گزارتے رہے، ان
کے سچھے جنت کی طرف روانہ کر دیئے جائیں گے اور حب وہ دہاں پہنچیں گے
تو اس کے دروازے سے پہلے ہی سے ران کے استقبال میں) کھلے ہوئے
ہوں گے۔ تو جنت کے ذمہ دار ان سے کہیں گے «سلام علیکم» بہت ہی^۲
لچھے رہے داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ کے لئے“

اور حب یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو فرشتے جنت کے

ہر ہر دروازے سے داخل ہر کران کو السلام علیکم کہیں گے۔

وَالْمَلَائِكَةَ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِنْ كُلِّ بَابٍ هَلَامٌ
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَقُبَّلَ الْحَمْدَ

وہ اور فرشتے ہر ہر دروازے سے ان کے استقبال کے لئے آنکھ
گے اور ان سے کہیں گے۔ سلام علیکم یہ صدر ہے تمہارے صبر و شبات کی
روش کا پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر ہے
اور اہل جنت الپس میں خود بھی ایک دوسرے کا استقبال انہی کلمات
کے ساتھ کریں گے۔

دُعَوْهُمْ فِيهَا مُسْتَحْلِكَ اللَّهُمَّ وَتَحْمِلُّهُمْ فِيهَا سَلَامٌ۔

”وہاں ان کی زبان پر یہ صدا ہو گی کہ ”اے خدا تو پاک در تر ہے اور
ان کی ہاہمی دعا یہ ہو گی کہ ”سلام“ (رہنم پر) ۶

اور خدا کی طرف سے بھی ان کے لئے سلام و رحمت کی صدائیں ہوں گل
إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَأَكِهْمُونَ هُمْ وَ
أَذْوَاجُهُمْ فِي ظِلَّلٍ عَلَى الْأَسْرَارِ إِذَا مُتَكَبِّرُونَ لَهُمْ فِيهَا فَأَكِهْمُهُ
وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ هَسَلَامٌ قَوْلًا مِنْ سَرَّتْ رَحِيمٍ۔

(ریس ۵۵ - ۵۸)۔

”جنت والے اس دن عیش و نشاٹ کے مشغلوں میں ہوں گے۔ وہ
اور ان کی بیگمات گھنے سا بیوں میں سہر ہوں پر تحریر لگانے کے رشاد کام پیشے
ہوں گے۔ ان کے لئے جنت میں ہر قسم کے لذیذ سیوے ہوں گے اور وہ سب

کچھ ہو گا جو وہ خلب کریں گے۔ رب حیم کی جانب سے ان کے نکلے سلام
کی صدای ہے ۔۔ (پیش ۵۵-۶۸)

غرضِ جنت میں مومنوں کے لئے چار سرِ سلام ہی سلام کی صدای ہوگی۔
لَا تَيَسْتَعْوُنْ فِيهَا لَغُوا وَ لَا تَأْتِيَهَا إِلَّا قِيلَّا سَلَامًا سَلَامًا۔
”ذروہ وہاں بیہودہ بکواس نہیں گے اور نہ گناہ کی باقی میں بھر پڑے
سلام ہی سلام کی صدای ہوگی۔

کتاب و سنت کی ان واضح ہدایات اور شہادتوں کے ہوتے ہوئے مومن کے لئے کسی طرح جائز نہیں کہ وہ خدا اور رسول کے تباٹے
ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اظہارِ محبت و مسترت کے لئے دوسرے طریقے
اختیار کرے۔

۳۔ ہر مسلمان کو سلام کیجئے چاہے اس سے پہلے سے تعارف اور
تعلقات ہوں یا نہ ہوں۔ ربط اور تعارف کے لئے اتنی بات بالکل
کافی ہے کہ وہ آپ کا مسلمان بھائی ہے اور مسلمان کے لئے مسلمان
کے دل میں محبت و خلوص اور خیر خواہی و وفاداری کے جذبہ بات ہونا
ہی چاہیں۔ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کا
بہترین عمل کون سا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”غیر یہ جوں کو
کھانا کھلانا۔ اور ہر مسلمان کو سلام کرنا، چاہے تمہاری اُس سے جان
پہچان ہو یا نہ ہو“ (رجباری، مسلم)

۴۔ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیجئے۔

قرآن میں ہے۔

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنفُسِكُمْ وَتَحْيِيَةً لِّمَنْ
عَنِدِ اللَّهِ مَبَارِكَةً طَيِّبَةً۔ (النور، ۶۱)

”پس جب تم اپنے گروں میں داخل ہو اکر تو پہلے رگروں کو
سلام کیا کر دعا سے خیر خدا کی طرف سے تعلیم کی ہوئی بڑی ہی با برکت اور
پاکیزہ۔“

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی
کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہو اکر تو پہلے گھروں کو سلام
کیا کر دیہ تھا رے لئے اور تمہارے گھروں کے لئے خیر برکت کی بات
ہے۔ (ترمذی)

اسی طرح جب آپؐ کسی دوسرے کے گھر جائیں تو گھر میں داخل ہونے
سے پہلے سلام کیجیئے، سلام کئے بغیر گھر کے اندر نہ جائیے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ دُخُلُوا بُيُوتًا غَيْرِ بُيُوتِكُمْ حَتَّى
تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا۔ (النور، ۲۰)

وہ اسے منورا اپنے گروں کے سواد دسرے کے گھروں میں داخل
نہ ہو اکر جب تک کہ گھروں کی رضاہ نہ لے لو۔ اور گھروں کو سلام
ذرکر لو۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے معزز مہماں کی
حیثیت سے پہنچے تو انہوں نے اگر سلام کیا اور ابراہیمؑ نے جواب میں ان

کو سلام کیا۔

۵۔ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کیجئے۔ یہ بچوں کو سلام کرنا کامبھر پن طریقہ بھی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی۔ حضرت انسؓ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (نجاری مسلم) اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ خطاب میں بھی بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے۔ (الادب المفرد)۔

۶۔ خواتین، مردوں کو سلام کر سکتی ہیں اور مرد بھی خواتین کو سلام کر سکتے ہیں۔ حضرت اسما رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ اس وقت غسل فرمائے ہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے دریافت فرمایا کون ہو؟ میں نے کہا اُتم ہائی ہوں۔ فرمایا بخوبی! خوش آمدید۔ (الادب المفرد)

۷۔ زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالنے اور سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجئے۔ آپ میں زیادہ سے زیادہ سلام کیا کیجئے، سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔ اور خدا ہر دکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”میں تمہیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں جس کو اختیار کرنے سے تمہارے
ماہین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی آپس میں کثرت سے ایک دوسرے
کو سلام کیا کرو“ (مسلم)
اور آپ نے یہ بھی فرمایا ”سلام“ کو خوب پھیلاؤ خدا تم کو سلامت
رکھے گا۔“

حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ بہت زیادہ
سلام کیا کرتے تھے۔ سلام کی کثرت کا حال یہ تھا کہ اگر کسی وقت آپ کے
ساتھی کسی درخت کی اونٹ میں ہو جاتے اور کھر سامنے آتے تو پھر سلام کرتے۔
اور آپ کا ارشاد ہے۔

”بُجُوشْخُصُ اپْنِي مُسْلَمَانِ بُهَائِي سے ملَے تو اس کو سلام کرے۔ اور اگر
درخت یا دیوار یا پھر نیچے میں اونٹ بن جائے اور وہ کھر اس کے سامنے
آئے تو اس کو پھر سلام کرے“ (در ریاض الصالحین)

حضرت طفیل رضی کہتے ہیں کہ میں اکثر حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی خدمت
میں حاضر ہوتا۔ اور آپ کے سہراہ بازار جایا کرتا۔ پس ہب سہم دنوں بازار
جاتے تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس سے بھی گزرتے اس کو سلام کرتے
چلے ہے وہ کوئی کبڑا یہ ہوتا، چلے ہے کوئی دکاندار ہوتا، چاہے کوئی غریب و رکیں
ہوتا غرض کوئی بھی ہوتا آپ اس کو سلام ضرور کرتے۔

ایک دن میں آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے کہا چلو بازار چلیں، میں
نے کہا حضرت بازار جائے کیا کیجئے گا۔ آپ نہ تو کسی سودا کی خریداری کے

لئے کھڑے ہوتے ہیں نہ کسی مال کے بارے میں معلومات کرتے ہیں۔ نہ مول
بھاؤ کرتے ہیں۔ نہ بازار کی مخدوں میں بیٹھتے ہیں۔ آئیے یہیں پہنچ کر کچھ بات
چیت کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے ابو عین (ارتو نام والے) ہم تو صرف سلام
کرنے کی غرض سے بازار جاتے ہیں کہ ہمیں جو ملے ہم اُسے سلام کریں ॥
(رسو طا امام ماہک)

۸۔ سلام اپنے مسلمان بھائی کا حق تصور کیجئے اور اس حق کو ادا کرنے میں
فراغ دل کا ثبوت دیجئے۔ سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجئے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ॥ کہ ایک مسلمان کا دوسرا مسلمان
پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملتے تو اس کو سلام کرے ॥ (مسلم)
حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا خیل وہ ہے جو سلام کرنے
میں بخل کرے۔ (الا وَدَّ الْفَرِدُ)

۹۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجئے۔ اور کبھی خداخواست کسی سے آن بن ہو
جائے تب بھی سلام کرنے اور صلح اور صفائی کرنے میں پہل کیجئے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”وَهُوَ أَدْمَى خَلَقَةً فَرِادَةٌ قَرِيبٌ هُوَ جُو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے ॥
(ابوداؤد)

اور آپ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے
مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق کئے رہے کہ جب ورنوں
ملیں تو ایک ادصر کتر اجاگئے اور دوسرا ادصر ان میں افضل وہ ہے جو سلام میں

پہل کرے ॥ (الادب المفرد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے پوچھا کہ جب دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں تو ان دونوں میں سے کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا "بھو ان دونوں میں خدا کے نزدیک زیادہ بہتر ہو ॥ (ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سلام میں پہل کرنے کا اتنا اہتمام فرماتے کہ کوئی شخص ان سے سلام کرنے میں مہل نہیں کر پاتا تھا۔

۱۔ ہمیشہ زبان سے السلام علیکم کہہ کر سلام کیجئے اور خدا اونچی آواز سے سلام کیجئے تاکہ وہ شخص سن سکے جس کو آپ سلام کر رہے ہیں۔ المتن اگر کہیں زبان سے السلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنے کی ضرورت ہو تو کوئی مخالفہ نہیں۔ مثلاً آپ جس کو سلام کر رہے ہیں وہ دور ہے اور خیال ہے کہ آپ کی آواز اس تک نہ پہنچ سکے گی یا کوئی بہرہ ہے اور آپ کی آواز نہیں سن سکتا۔ تو ایسی حالت میں اشارہ بھی کیجئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو سلام کرو تو اپنا سلام اُس کو سناؤ اس لئے کہ سلام خدا کی طرف سے نہایت پاکیزہ اور برکت والی وعلیہ ॥
(الادب المفرد)

حضرت اسماؓ بنت یزید فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجد کے پاس سے گزرے وہاں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا ॥ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ نبیؐ نے زبان سے السلام علیکم کہنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ

کے اشارے سے بھی سلام کیا۔ اسی بات کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ابو داؤد میں ہے۔ حضرت اسما مذکور ہتھی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو ہمیں سلام کیا۔ اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ سلام زبان سے ہی کیجیے البتہ کہیں ضرورت ہو تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے بھی کام لیجیے۔

۱۱۔ اپنے بڑوں کو سلام کرنے کا استمام کیجیے جب آپ پیدا ہل رہے ہوں اور کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو علیہنہ والوں کو سلام کیجیے اور جب آپ کسی چھوٹی ٹولی کے ساتھ ہوں اور کچھ زیادہ لوگوں سے ملاقات ہو جائے تو سلام کرنے میں پہل کیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”چھوٹا شخص بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور تھوڑے افراد زیادہ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کریں“ (الادب المفرد)

۱۲۔ اگر آپ سواری پر ہل رہے ہوں۔ تو پیدا چلنے والوں، اور راہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کیجیے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”سواری پر چلنے والے پیدا چلنے والوں کو اور پیدا چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔“ (الادب المفرد)

۱۳۔ کسی کے یہاں ملنے جائیں، یا کسی کی بیٹھیک یا نشستگاہ میں ہنچپیں، یا کسی مجمع کے پاس سے گزریں یا کسی مجلس میں ہنچپیں تو پہنچنے و نکلت بھی سلام کیجیے اور جب

دہاں سے رخصت ہونے لگیں تب بھی سلام کیجیے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جب تم کسی مجلس میں پہنچو تو سلام کرو۔ اور جب دہاں سے رخصت ہونے لگو تو پھر سلام کرو اور یاد رکھو کہ پہلا سلام دوسرا سے سلام سے زیادہ مستحق اجر نہیں ہے رکھ جاتے وقت تو آپ سلام کا بڑا اہتمام کریں اور جب رخصت ہونے لگیں تو سلام نہ کریں اور رخصتی سلام کو کوئی اہمیت نہ دیں۔“ (نزدیکی)

۳۱- مجلس میں جائیں تو پوری مجلس کو سلام کیجیے مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر سلام نہ کیجیے۔ ایک دن حضرت عبد اللہ مسجد میں تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے آپ کا نام لے کر سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے سچے فرمایا اور رسول نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور پھر آپ گھر میں تشریف لے گئے لوگ انتظار میں میٹھے رہے کہ آپ کے فرمانے کا مطلب کیا ہے۔ خیر حب آپ آئے تو حضرت مارق نے پوچھا (حضرت ہم لوگ آپ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکے) تو فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے قریب لوگ مجلسوں میں لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے لگیں گے۔“ (الادب المفرد)

۱۵- اگر اپنے کسی بزرگ یا عزیز اور دوست کو کسی دوسرے کے ذریعے سلام کہلوانے کا موقع ہو تو کسی کے خط میں سلام لکھوانے کا موقع ہو تو اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیے اور سلام کہلوائیے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ عالیہ! جبکہ تم کو سلام کہہ رہے ہیں میں نے کہا و ملکم السلام و رحمۃ اللہ در بر کا تھا۔ (بخاری وسلم)

۱۶۔ اگر آپ کسی ایسی جگہ پہنچیں جہاں کچھ لوگ سورہ ہے ہوں تو ایسی آدالہ میں سلام کیجئے کہ جا گئے والے سن لیں اور سونے والوں کی نیزندھیں غل نہ پڑے۔ حضرت مقدار اذ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کچھ دو دعا کرے پا کرتے تھے۔ جب آپ کچھ رات گئے تشریف لاتے تو آپ اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا جائے گے نہیں اور جائے گئے والا سن لے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حب معمول سلام کیا۔ (مسلم)

۱۷۔ سلام کا جواب نہایت خوشداری اور خندہ پیشانی سے دیجئے یہ سلمان بھائی کا حق ہے، اس حق کو ادا کرنے میں کبھی خیل نہ دکھائیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

سلمان پر سلمان کے پانچ حق ہیں۔

○ سلام کا جواب دینا۔

○ مریض کی عیادت کرنا۔

○ جنائزے کے ساتھ جانا۔

○ دعوت قبول کرنا۔

○ چھینک کا جواب دینا۔ (متفق علیہ)

○ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ راستوں میں بیٹھنے سے پہنچنے کرو لوگوں نے کہا "یا رسول اللہ اہمارے لئے تو راستوں میں بیٹھنا ناگزیر ہے" تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تمہارے لئے راستوں میں بیٹھنا ایسا ہی ضروری ہے تو بیٹھو لیکن راستے کا حق ضرور ادا کرو" لوگوں نے کہا "در راستہ کا حق کیا ہے

پا رسول اللہ؟» فرمایا۔ نگاہیں نیچی رکھنا، دُکھ نہ دینا، سلام کا جواب دینا۔ اور نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے روکنا۔ (متفق علیہ)

۱۸۔ سلام کے جواب میں ولیکم السلام کہنے پر ہی اکتفا نہ کیجیے بلکہ درحمۃ اللہ و برکاتہ اللہ کے الفاظ کا اضافہ فرم کیجیے۔

قرآن پاک میں ہے۔

وَإِذَا حَجَبَتْهُمْ بِتَحْيَيَةٍ فَحَيُوا بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ رُدُّهَا۔

«اور حب کوئی تمیں دنا سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر دعا دو یا پھر

اسی طرح کے الفاظ کہر دو۔ (التسار: ۸۶)

مطلوب یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بخل نہ کرو۔ سلام کے الفاظ میں کچھ اضافہ کر کے اس سے بہتر دعا دو ورنہ کم از کم وہی الفاظ دہرا دو۔ بہر حال جواب صفر درود۔ حضرت عمران ابن حصینؓ کا بیان ہے کہ شیعی صلی اللہ علیہ وسلم قشریف فرم تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اور اس نے آگرہ السلام علیکم کہا۔ آپ نے السلام کا جواب دیا اور فرمایا دس ریعنی دس نیکیاں ملیں، پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے السلام علیکم درحمۃ اللہ کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دے دیا۔ اور فرمایا بیشی دیعنی بیس نیکیاں ملیں، اس کے بعد ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے آگر کہہ دیا «السلام علیکم درحمۃ اللہ و برکاتہ» آپ نے جواب دیا اور فرمایا تیس ریعنی اس کو تیس نیکیاں ملیں،)۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں دیکھ مرتبہ میں حضرت ابو بکرؓ کے نیچے سواری پر تھا ہم جن جن لوگوں کے پاس سے گزرتے۔ ابو بکرؓ انہیں السلام علیکم کہتے اور وہ

حوالب دیتے۔ علیکم السلام و رحمۃ اللہ اور ابو بکر رضی کہتے السلام علیکم و رحمۃ اللہ تو لوگ جواب دیتے و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ! اس پر ابو بکر رضی نے فرمایا۔ آج تو لوگ فضیلت میں سب سے بہت بڑھ گئے ॥ (الادب المفرد)

۱۹۔ جب کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے السلام علیکم کہیے تکیا رگی گفتگو شروع کر دینے سے پہلے ہنر کیجیے جو بات چیت بھی کرنی ہو۔ سلام کے بعد کیجیے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جو کوئی سلام سے پہلے کچھ بات کرنے لگے اس کا جواب نہ دو“ ۲۰

۲۰۔ ان حالات میں سلام کرنے سے پہلے ہنر کیجیے۔

۲۱۔ جب لوگ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے یا سُننے میں مصروف ہوں۔

۲۲۔ جب کوئی خطبہ دینے اور سُننے میں مصروف ہو۔

۲۳۔ جب کوئی اذان یا نکبیر کہہ رہا ہو۔

۲۴۔ جب کسی مجلس میں کسی دینی موصوع پر گفتگو ہو رہی ہو یا کوئی کسی کو کوئی دینی احکام سمجھا رہا ہو۔

۲۵۔ جب استاد پڑھانے میں مصروف ہو۔

۲۶۔ جب کوئی قضائی حاجت کے لئے بیٹھا رہا۔

اور ذیل کے حالات میں نہ صرف سلام کرنے سے پہلے ہنر کیجیے بلکہ اپنی بیٹھائی اور روحانی افزیت کا اظہار بھی حکمت کے ساتھ کیجیے۔

۲۷۔ جب کوئی فسق و فحیرا اور خلاف شرع ہو و لعوب اور عیش و طرب میں مبتلا ہو کر دین کی توبہ کر رہا ہو،

(۲۲) جب کوئی عکالی گلوج، یہودہ بگواس اجھوٹی سچتی غیر نجیدہ باتیں اور فحش مذاق کر کے دین کو بد نام کر رہا ہو۔

(۲۳) جب کوئی خلافت دین و شریعت افکار و نظریات کی تبلیغ کر رہا ہو اور لوگوں کو دین سے بگشته کرنے اور بدعت و بے دینی اختیار کرنے پر اپنادار رہا ہو۔

(۲۴) جب کوئی دینی عقائد و شعائر کی بے حرمتی کر رہا ہو، اور شریعت کے اصول و احکام کا مذاق اڑا کر اپنی اندر و فی خباثت اور منافقت کا ثبوت فرے رہا ہو۔

۲۵۔ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیجئے۔ قرآن شاہد ہے کہ یہود اپنی بد دینی - حق و نعمتی، ظلم و درندگی، دجل و فریب اور خباثت نفس میں بدترین قوم ہے۔ خدا نے اس پر بے پایاں انعامات کی پارش کی لیکن اس نے ہمیشہ ناشکری اور بد کرداری کا ثبوت دیا یہی وہ قوم ہے جس نے خدا کے بھیجے ہوئے بگزیدہ ہمیشہ رسول نکل کو قتل کر ڈالا۔ اس نے مومن کو ہر اس روشن سے پر ہمیز کرنا چاہئے جس میں یہود کے اکرام و احترام کا شانہ بھی ہو۔ بلکہ ایسی روشن رکھنی چاہئے جس سے پار بار ان کو محسوس ہو کہ حق کی بدترین مخالفت کا انجام ہمیشہ کی ذلت و سکنت ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیا کرو۔ اور جب تم راہ میں اُن سے ملوتو ان کو ایک طرف سمت چانے پر مجبوڑ کر دو“ (الادب المفرد)

یعنی اس طرح وقار اور دربد بے کے ساتھ گزرو کہ یہ راستہ میں خود ایک طرف کو سمت کر تھا رے لئے راستہ کشادہ چھوڑ دیں۔

۲۲۔ جبکہ کسی مجلس میں مسلمان اور مشرکین دونوں جمع ہوں تو وہاں سلام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلم اور مشرک سبھی شرکیں تھے تو آپ نے ان سب کو سلام کیا۔ (زادۃ الفرد)

۲۳۔ اگر کسی غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو سلام علیکم شکریہ۔ بلکہ آداب عرض، تسلیمات وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال کیجئے اور باقاعدہ پا سر سے بھی کوئی ایسا اشارہ نہ کیجئے جو اسلامی عقیدے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہو،

ہر قل کے نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکتوب بھیجا تھا۔ اس میں سلام کے الفاظ یہ تھے۔

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الرُّهْدَى۔

”سلام ہے اس پر جو ہدایت کی پیر دی کرے“^{۶۰}

۲۴۔ سلام کے بعد محبت و مسترست یا عقیدت کے اظہار کے لئے مصافحہ بھی کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مصافحہ فرماتے اور آپ کے صحابہؓ بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے۔ آپ نے صحابہؓ کرام کو مصافحہ کرنے کی تاکید فرمائی اور اس کی فضیلت اور رہنمیت پر مختلف انداز سے روشنی ڈالی۔

حضرت قتاڈہؓ نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا ہے کہ کیا صحابہؓ میں مصافحہ

کرنے کا رواج تھا؟ ”حضرت انسؑ نے جواب دیا ”جی ہاں تھا“ (بخاری) حضرت سلمہ ابن دردانؓ کہتے ہیں کہ ”میں نے حضرت مالک ابن انسؓ کو دیکھا کہ وگوں سے مصافحہ کر رہے ہیں، مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟“ میں نے کہا ”بنی یسیث کا غلام ہوں“ آپؐ نے میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور فرمایا اللہ خدا نہیں خیرو برکت سے نوازے۔“

ایک بار حبیبؓ کے کچھ لوگ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا ”تمہارے پاس میں کے لوگ آئے ہیں اور آئے والوں میں یہ مصافحے کے زیادہ حقدار ہیں۔“ (ابوداؤد)

حضرت حذیفہ بن یحیانؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”حبیب دو لوگ ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحے کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھٹ جاتے ہیں، جس طرح درخت سے اس کھے اپنے۔“ (طبرانی)

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مکمل سلام یہ ہے کہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بھی ملائے جائیں۔“

۲۵۔ کوئی دوست، عزیز یا نیزگ سفر سے واپس آئے تو معافہ بھی کیجیے حضرت زید بن حارثہ حبیب مدینی آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا آپؐ اپنی چادر گھپلٹتے ہوئے دروازہ پر پہنچے ان سے معافہ کیا اور پیشانی کو بوسم دیا۔ (ترمذی) حضرت انسؑ کا بیان ہے کہ حبیب صحابہؓ کرام آپؐ میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور اگر سفر سے واپس آتے تو معافہ کرتے (طبرانی)۔

حیادت کے آداب

۱۔ ملین کی حیادت ضرور کیجئے۔ حیادت کی حیثیت مخصوص یہی نہیں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کی ایک ضرورت ہے پایا ہمی تعاون اور غم خواری کے چندیے کو ابعار نے کا ایک ذریعہ ہے بلکہ یہ مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کا دینی حق ہے اور خدا سے محبت کا ایک لازمی تقاضا ہے، خدا سے تعلق رکھنے والا، خدا کے بندوں سے بے تعلق نہیں ہو سکتا۔ ملین کی غم خواری درد مندی اور تعاون سے غفلت بر تنا دراصل خدا سے غفلت ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”قیامت کے روز خدا فرمائے گا“ اسے آدم کے میثے ایں بیمار پڑا اور تو نے میری حیادت نہیں کی؟“ بندہ کہے گا ”پروردگار اب آپ ساری کائنات کے رب، بھلا میں آپ کی حیادت کیسے کرتا! خدا کہے گا ”میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو تو نے اس کی حیادت نہیں کی اگر تو اس کی حیادت کو جانا تو مجھے درہاں پاتا، (یعنی تو میری خوشنودی اور رحمت کا مستحق قرار پاتا)۔ (مسلم)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھپے حقوقی ہیں۔ پوچھا گیا رسول اللہ! وہ کیا کیا ہیں؟ فرمایا۔

وہ جب تم مسلمان بھائی سے طرتواس کو سلام کرو۔
وہ جب وہ تمہیں دعوت کے لئے مدعا کرے تو اس کی دعوت قبول کرو۔
وہ جب وہ تم سے نیک مشورے کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرو اور نیک
مشورہ دو۔

وہ جب اس کو چھپنیک آئے اور وہ "الحمد لله" کہے تو اس کے جواب میں کہو
"مَيْرِ حَمْكَ اللَّهُ"۔

وہ جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عبادت کرو۔

وہ اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ (مسلم)
اور تبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔

"جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عبادت کی وہ جنت کے بالا خانے میں ہو گا۔
(الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ تبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی عبادت کرتا ہے یا اس سے ملاقات
کے لئے ہاتا ہے۔ تو ایک پکار نے والا آسمان سے پکارتا ہے تم اچھے رہے
تمہارا پلنہ اچھا رہا، تم نے اپنے لئے جنت میں نشکانا بنالیا۔ (ترمذی)

۲۔ مربیؑ کے سر ہافے پہنچ کر اس کے سر پا بدن پر ہاتھ پھیر لیے اور نسل
و شقیؑ کے کلمات کہئیے۔ تاکہ اس کا ذہن آخرت کے اجر و ثواب کی طرف متوجہ ہو،
اور بے صبری اور شکوہ و شکایت کا کوئی کلمہ اس کی زبان پر نہ آئے۔

حضرت عائشہؓ نے سعید بیان کرتی ہیں کہ مہربے والد نے اپنا قصہ

سنا یا کہ ”میں ایک بار تکے میں سخت بیمار پڑا بنی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ امیں کافی ماں چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی بچی ہے۔ کیا میں اپنے ماں میں سے دو تھائی کی وصیت کر جاؤں، اور ایک تھائی بچی کے لئے چھوڑ دوں؟“ فرمایا (نهیں) ”میں نے کہا دادھے ماں کی وصیت کر جاؤں اور آدھالڑکی کے لئے چھوڑ جاؤں؟“ فرمایا (نهیں) دنوں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اپر ایک تھائی کی وصیت کر جاؤں؟“ فرمایا (نهیں) ایک تھائی کی وصیت کر جاؤ اور ایک تھائی بہت سے ہے؟“ اس کے بعد بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاتھر میری پیشانی پر رکھا، اور میرے منہ پر، اور پیٹ پر کھپڑا پھرد گا۔

”اے خدا سعد کو شفا عطا فرم۔ اور اس کی بحیرت کو مکمل فرمادے۔ اس کے بعد سے آج تک جب کبھی خیال آتا ہے تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے درست مبارک کی طفتہ اپنے عجھر پر محسوس کرتا ہوں۔“ (الادب المفرد)

حضرت زید ابن ارقمؓ کہتے ہیں کہ ایک بار میری آنکھیں دکھنے آگئیں تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور کہنے لگے زید اپنے آنکھیں یہ تنکلیف ہے تو قم کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صبر و برداشت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قم نے آنکھوں کی اس تنکلیف میں صبر و برداشت سے کام لیا تو نہیں اس کے مسئلے میں حینت بصیرت ہو گی۔“

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت

کو جاتے تھے تو اس کے سرہانے بیٹھتے تھے اس کے بعد سات بار فرماتے۔
 آسأَلُ اللَّهَ الْحَكِيمَ رَبَّ الْعَرْضَ مِنَ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ -
 دو میں عظیم خدا سے جو عرش عظیم کا رب ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے
 شفایخ نہیں!

اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا سات بار پڑھنے سے مریض صرد شفا
 یاب ہو گا، لیا یہ کہ اس کی ہوتی ہی آگئی ہو۔ (مشکوٰۃ)
 حضرت جابر بن فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را یک بڑھی خاتونؓ آتنا
 کی عبادت کو آئے۔ اُتم اتساب بخار کی شدت میں کانپ رہی تھیں پوچھا کیا
 حال ہے؟ خاتون نے کہا۔ خدا اس بخار کو سمجھے اس نے گھیر کھا ہے یہ سن
 کرنی گئے فرمایا "بخار کو برا بھلانہ کہو۔ یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر
 دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لو ہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے" (الادب المفرد)
 ۲۔ مریض کے پاس جا کر اس کی طبیعت کا حال پوچھئے اور اس کے لئے محت
 کی دعا کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مریض کے پاس پہنچتے تو پوچھتے وہ کیف
 تُخَدَّلُكَ "کہیے طبیعت کیسی ہے؟ پھر سلی دیتے اور فرماتے لَا يَأْسَ مُطْهَرُكَ
 اَنْ شَاءَ اللَّهُ" گھبرا نے کی کوئی بات نہیں۔ خدا نے چاہا تو یہ صرف جاتا رہے گا۔
 اور یہ صرف گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ثابت ہو گا۔ اور ددد اور تکلیف کی
 جگہ پر سیدھا ہاتھ پھیرتے ہوئے یہ دعا فرماتے۔

اَللَّهُمَّ اذْهِبْ اِلْيَاسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِهْ وَأَمْتَ الشَّائِقَ
 لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يَعْاَدُ مِنْ سَقَمًا۔ (بخاری مسلم)

”خدا یا اس تنکیت کو در فرم، ائمہ انسانوں کے رب اس کو شفای عطا فرم۔ تو ہی شفای دینے والا ہے، حیرت سے سو اکسی سے شفای کی توقع نہیں۔
— ایسی شفای بخش کہ بیماری کا نام و نشان نہ رہے۔“

۴۔ مریض کے پاس زیادہ دیر تک زبیٹھے اور زور و شفہ کیجئے۔ ہاں اگر مریض آپ کا کوئی بے مقابلہ دوست یا عزیز ہو اور وہ خود آپ کو دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہ نہ ہو تو آپ ضرور اس کے چند بات کا احترام کیجئے۔

”حضرت محمد اللہ ابن عباسؓ نے فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس زیادہ دیر تک زبیٹھنا اور زور و شفہ کرنا سنت ہے۔“

۵۔ مریض کے متعلقیں سے بھی مریض کا حال پوچھئے۔ اور بھروسی کا اظہار کیجئے۔ اور جو خدمت اور تعاون کر سکتے ہوں، ضرور کیجئے۔ مثلاً ڈاکٹر کو دکھانا، حال کہنا، دادا غیرہ لانا اور اگر ضرورت ہو تو مالی امداد بھی کیجئے۔

حضرت ابراہیم ابن ابی جبلہؓ کہتے ہیں ایک بار بیمار پڑ گئیں۔ میں ان دلوں حضرت اُم الدارداءؓ کے پاس آیا جایا گرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس پہنچتا تو فرماتیں کہ ہماری بیوی کی طبیعت کیسی ہے؟ میں بھاپ دیتا ابھی تو بیمار میں پھر وہ کھانا منگواتیں اور میں ان کے بیہاں پہنچ کر کھانا کھانا اور والپس آ جاتا۔ ایک دن جب میں پہنچا اور انہوں نے حال پوچھا تو میں نے بتایا کہ خدا کے فضل و کرم سے اب قریب قریب اچھی ہو گئی ہیں۔ فرمائے گئیں۔ جب تم کہتے ہتھے کہ بیوی بیمار ہیں تو میں تمہارے لئے کھانے کا انتظام کر دیا کرتی تھی اب جب وہ ٹھیک

ہو گئی ہیں تو اس انتظام کی کیا ضرورت ہے؟ ”
۶۔ غیر مسلم مریض کی عیادت کے لئے بھی جائیے اور مناسب موقع پا کر حکمت کے ساتھ اس کو دین حق کی طرف متوجہ کیجئے، بیماری میں آدمی خدا کی طرف نسبت زیادہ متوجہ ہوتا ہے، اور قبولیت کا ہدایہ بھی ہا لعوم زیادہ بیدار ہوتا ہے۔

حضرت انسؑ کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک پار وہ بیمار پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر ہانے میثیہ تو اس کو اسلام کی دعوت دی، لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا جو پاس ہی موجود تھا (کہ باپ کا کیا خیال ہے؟) باپ نے رُڑ کے سے کہا (ریثیے!) ابو القاسم کی بات مان رے، چنانچہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سیاں سے یہ کہتے ہوئے باہر آئے دشکر ہے اُس خدا کا جس نے اس رُڑ کے کو جہنم سے بچا

۷۔ مربیوں کے گھر عیادت کے لئے پہنچیں تو ادھر اور صرتائیکنے سے پہاڑیز کیجئے اور اختیاڑ کے ساتھ اس انداز سے پیش کرو کہ گھر کی خواتین پر نگاہ نہ پڑے۔
حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک بار کسی مربیوں کی عیادت کے لئے گئے ان کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ گھر میں ایک خاتون بھی موجود تھیں حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب اس خاتون کو گھر رونے لگے۔
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جب محسوس ہوا تو فرمایا اگر تم اپنی آنکھیں بچوڑ لیتے

تو تمہارے حق میں بہت بہتر ہوتا۔

۸۔ جو لوگ علائمیہ فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور نہایت بے شرمی اور دھمٹائی کے ساتھ خدا کی نافرمانی کر رہے ہوں ان کی عبادت کے لئے نہ جائیے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے کہ شراب پیتے والے جب بیمار پڑیں تو ان کی عبادت کے لئے نہ جاؤ۔

۹۔ مریض کی عبادت کے لئے جائیں تو مریض سے بھی اپنے لئے دعا کر لیئے۔
”ابن ماجہ“ میں ہے ”جب تم کسی مریض کی عبادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرو۔ مریض کی دعا الیسی ہے جیسے فرشتوں کی دُعا“ (یعنی فرشتے خدا کی مریضی پا کرہی دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا مقبرل ہوتی ہے۔

ملاقات کے آداب

۱۔ ملاقات کے وقت سکراتے چہرے سے استقبال کیجئے، استرت و محبت کا اظہار کیجئے اور سلام میں پہل کیجئے اس کا بڑا ثواب ہے،

۲۔ سلام اور دعا کے لئے ادھر اور صر کے الفاظ نہ استعمال کیجئے، نبی ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ، "السلام علیکم" استعمال کیجئے، پھر موقعہ ہو تو مصالحہ کیجئے مزاج پوچھیے اور مناسب ہو تو گھروالوں کی خیریت بھی معلوم کیجئے، نبی ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ "السلام علیکم" بہت جامع ہیں اس میں دین و دنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیر و عافیت شامل ہے یہ بھی خیال رکھیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصالحہ کرتے وقت انہا ہاتھ فوراً چھڑانے کی کوشش نہ کرتے انتظار فرماتے کہ دوسرا شخص خودہی ہاتھ چھوڑ دے۔

۳۔ جب کسی سے ملنے جائیے تو صاف سخنے کی پڑی سے پہن کر جائیے میلے کچیلے کپڑوں میں نہ جائیے اور نہ اس نیت سے جائیے کہ آپ اپنے بیش پہا الہاس سے اس پر اپنا رعب قائم کریں۔

۴۔ جب کسی سے ملاقات کا ارادہ ہو تو پہلے اُس سے وقت لے لیجئے، یہوں ہی وقت بے وقت کسی کے بیہاں ہانا مناسب نہیں۔ اس سے دوسروں کا وقت بھی خراب ہوتا ہے اور ملاقات کرنے والا بھی بعض اوقات نظر دیں

لے گر جاتا ہے۔

۵۔ جب کوئی آپ کے یہاں ملنے آئے تو محبت آمیز مسکراہٹ سے استقبال کیجئے۔ عورت سے بٹھائیے اور حسب موقع مناسب خاطر تواضع بھی کیجئے۔

۶۔ کسی کے پاس جائیے تو کام کی باتیں کیجئے۔ بیکار باتیں کر کے اُس کا اور اپنا وقت صاف کیجئے ورنہ آپ کا لوگوں کے یہاں جانا اور بیٹھنا ان کو کھلنے لگے گا۔

۷۔ کسی کے یہاں جائیے تو دروازے پر اجازت لیجئے اور اجازت ملنے پر، السلام علیکم کہہ کر اندر جائیے۔ اور اگر تین بار السلام علیکم کہنے کے بعد کوئی جواب نہ ملے تو خوشی خوشی لوبٹ آئیے۔

۸۔ کسی کے یہاں جاتے وقت کبھی کبھی مناسب تحفہ بھی ساتھ لیتے جائیے جو غیر دینیے دلانے سے محبت بڑھتی ہے۔

۹۔ جب کوئی ضرورتمند آپ سے ملنے آئے تو جہاں تک امکان میں ہر اس کی ضرورت پوری کیجئے۔ سفارش کی درخواست کرے تو سفارش کر دیجئے اور اگر اس کی ضرورت پوری نہ کر سکیں تو پیار بھرے انداز میں منح کر دیجئے خواہ منواہ اس کو امیدوار نہ بنائے رکھئے۔

۱۰۔ آپ کسی کے یہاں اپنی ضرورت سے جائیں۔ تو مہذب انداز میں اپنی ضرورت بیان کر دیجئے پوری ہو جائے تو شکریہ ادا کیجئے نہ ہو سکے توسلام کر کے خوش خوش لوبٹ آئیے۔

۱۰۔ سہیشہ بھی خواہش نہ رکھیے کہ لوگ آپ سے ملنے آئیں۔ خود بھی دوسروں سے ملنے بجائیے۔ آپ میں جوں بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے مگر خیال رکھیے کہ مومنوں کا میں جوں سہیشہ نیک مقاصد کے لئے ہوتا ہے۔

۱۱۔ ملاقات کے وقت اگر آپ دیکھیں کہ ملنے والے کے چہرے یاد رکھیں پہنچ کر لے اور چیز ہے تو ہشادیجیے اور اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ پر حسن سلوک کرے تو شکریہ ادا کیجیے اور یہ دعا دیجیے۔
مَسْأَحَ اللَّهُ هَنْدَقَ مَا تَكُوْلُ.

”اللہ آپ سے ان چیزوں کو دور فرمائے جو آپ کو ناگوار ہیں۔“

۱۲۔ رات کے وقت کسی کے یہاں جانے کی ضرورت ہر تواس کے آرام کا الحاظ رکھیے زیادہ نہ بیٹھیے اور اگر جانے کے بعد اندازہ ہو کر وہ سو گیا ہے تو بیکری کڑصن کے خوش خوش واپس آجائیے۔

۱۳۔ چند افراد کر کسی سے ملاقات کے لئے جائیں تو گفتگو کرنے والے کو گفتگو میں سب کی نمائندگی کرنی چاہیے۔ گفتگو میں اپنی امتیاز می شان ظاہر کرنے اپنی اہمیت جتنا نے، اپنے ساتھیوں کو تنظر انداز کرنے اور مخالف کو صرف اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔

گفتگو کے آداب

۱۔ ہدیث سچ بولنے سچ بولنے میں کبھی جھگٹ نہ محسوس کیجئے چاہے کیسا ہی عظیم فقصان ہو۔

۲۔ ضرورت کے وقت بات کیجئے اور جب بھی بات کیجئے کام کی بات کیجئے۔ ہر وقت بولنا اور بے ضرورت بالائیں کرنا وقار اور سخیدگی کے خلاف ہے اور خدا کے یہاں ہر بات کا جواب دینا ہے آدمی جو بات بھی منہ سے نکالتے ہے خدا کا فرشتہ اُسے فوراً لوٹ کر لاتا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهُ ذِيٌّ وَقِيْدٌ عَلَيْهِ الْمُطْلَقُ

”کوئی بات اس کی زبان پر آتی ہی ہے کہ ایک بگران راس کو محفوظ کرنے کے لئے مستعد رہتا ہے۔“

۳۔ جب بات کیجئے نرمی کے ساتھ کیجئے، مسکراتے ہوئے میٹھے لہجے میں کیجئے۔ ہدیث درسیانی آواز میں بولنے نہ اتنا آہستہ بولنے کہ مناسب سُن ہی نہ سکے اور نہ اتنا چیخ کر بولنے کہ مناسب پر عرب جملے کا خطروہ بولنے لگے۔ قرآن شریعت میں ہے۔

إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتِ الْحَمْدِ. (النون)

”سب سے زیادہ کریمہ اور ناگوار آواز گردھے کی آواز ہے۔“

۴- کبھی کسی بُری بات سے زبان گندھی نہ کیجئے دوسروں کی بڑائی نہ کیجئے سچلی نہ کھائیے۔ شکایتیں نہ کیجئے۔ دوسروں کی نقیبیں نہ آتا رہیے۔ جھوٹا و مدرہ نہ کیجئے۔ کسی کی بُنسی نہ اڑائیے۔ اپنی بڑائی نہ جتا رہیے۔ اپنی قدریت نہ کیجئے، کہ جتنی نہ کیجئے منہ دیکھی بات بھی نہ کیجئے، فقرے نہ کیجئے کسی پر طنز نہ کیجئے کسی کو ذلت کے نام سے نہ پہکارہ رہیے۔ بات پات پر قسم نہ کھائیے۔

۵- ہمیشہ انصاف کی بات کہیئے، چاہے اس میں اپنا یا اپنے کسی دوست اور رشتہ دار کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى۔

۶- اور حبیب زبان سے کچھ کہو تو انصاف کی بات کہو پاہے وہ تمہارا رشتہ دار ہی ہو۔

۷- فرمی معقولیت اور دل جوئی کی بات کیجئے، لکھری اسے لوح اور تکالیف دو سخت بات نہ کہیئے۔

۸- عورتوں کو اگر کبھی مردوں سے بولنے کااتفاق ہو، تو صاف اسیدھے اور لکھرے لہجے میں بات کرنی چاہیئے لہجے میں کوئی نزاکت اور گھلادٹ نہ پیدا کریں کر سلنے والا کوئی برا خیال دل میں لائے۔

۹- جاہل لوگ باتوں میں الجھانا پاہیں تو مناسب انداز میں سلام کر کے دراں سے رخصت ہو جائیے فضول باتیں کرنے والے اور بجواں میں مبتدار ہنئے والے لوگ اہم کے بدترین لوگ ہیں۔

۱۰- مخاطب کو بات اپھی طرح سمجھانے کے لئے یا کسی بات کی اہمیت

کو جتنا فکر کئے مخاطب کے ذہن و نیکر کو سامنے رکھ کر مناسب انداز اختیار کیجئے اور اگر مخاطب نہ سمجھ سکے یا نہ سُن سکے تو پھر اپنی بات دھرا دیجئے اور ذرا نہ کمزور رہئے۔

۱۰- اسہمیتہ مختصر اور مطلب کی بات کیجئے بلا وجہ گفتگو کو طول دینا نامناسب ہے۔

۱۱- کبھی کوئی دین کی بات سمجھانی ہر یا تقریر کے ذریعے دین کے کچھ احکام اور مسائل ذہن نشین کرنے ہوں تو نہایت سادہ انداز میں سوز کے ساتھ اپنی بات کی وضاحت کیجئے۔

تقریر کے ذریعے شہرت پاہنا، اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو مروع کرنا، لوگوں کو اپنا گردیدہ بنانا، خرد غرور کرنا یا محض دل لگی اور تفریح کے لئے تقریبی کرنا وہ بدترین حادث ہے جس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

۱۲- کبھی خوشامد اور چاپلوسی کی بائیں نہ کیجئے اپنی عزت کا ہمیشہ خیال رکھیے اور کبھی اپنے مرتبے سے گرمی ہوئی بات نہ کیجئے۔

۱۳- دو آدمی بات کر رہے ہوں تو اجازت لئے بغیر دخل نہ کیجئے اور نہ کبھی کسی کی بات کاٹ کر بولنے کی کوشش کیجئے، بولنا ضروری ہی ہو تو اجازت لے کر بولیے۔

۱۴- ٹھیک ٹھیک سلسلیتے اور وقار کے ساتھ گفتگو کیجئے، جلدی اور تیزی نہ کیجئے نہ ہر وقت ہنسی مذاق کیجئے، اس سے آدمی کی وقعت جاتی رہتی ہے۔

۱۵- کوئی کچھ پوچھے تو پہلے غور سے اس کا سوال سُن لیجئے۔ اور خوب سوچ کر

جواب دیجئے۔ بغیر سوچ کر مجھے اللہ پر جواب دیتا ہر می نادانی ہے۔ اور اگر کوئی دوسرے سے سوال کر رہا ہو تو خود پڑھ بڑھ کر جواب نہ دیجئے۔

۱۶۔ کوئی کچھ بتارہا ہو تو پہلے ہی یہ نہ کہیں کہ ہمیں معلوم ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے بتانے سے کوئی نئی بات کمجھ میں آجائے یا کسی خاص بات کا دل پر کوئی خاص اثر ہو جائے۔ اس لئے کہ بات کے ماتحت ساتھ بات کرنے والے کا اخلاص اور نیکی بھی اٹکرتی ہے۔

۱۷۔ جس سے بھی بات کریں، اس کی عمر مرتبے، اور اس سے اپنے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے بات کہیں۔ ماں باپ، استاد، اور دوسرے ٹروں سے ڈستول کی طرح گفتگو نہ کہیں۔ اسی طرح چھوٹوں سے گفتگو کریں، تو اپنے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے شفقت اور بڑے پن کی گفتگو کریں۔

۱۸۔ گفتگو کرتے وقت کسی کی طرف اشارہ نہ کہیں کہ دوسرے کو بدگمانی ہو اور خواہ مخواہ اس کے دل میں شک بیٹھیے۔ دوسروں کی باتیں چھپ کر سننے سے پرہیز کریں۔

۱۹۔ دوسروں کی زیادہ سنبھالنے اور خود کم سے کم بات کہیں اور جو بات راز کی ہو، وہ کسی سے بھی بیان نہ کہیں۔ اپنا راز دوسرے کو بتا کر اس سے حفاظت کی امید رکھنا سر اسر نادانی ہے۔

خط و کتابت کے آداب

۱۔ خط کی ابتداء ہمیشہ «بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ» سے کیجئے، اختصار کرنا چاہیں تو
باسم تعالیٰ لکھئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کام کے شروع میں بسم اللہ
نہیں کی جاتی وہ اوصوراً اور بے برکت رہتا ہے، بعض لوگ الفاظ کے بجائے
۸۹، لکھتے ہیں اس سے پرہیز کیجئے۔ اس لئے کہ خدا کے تلقین کئے ہوئے الفاظ
میں بھی برکت ہے۔

۲۔ اپنا پتہ ہر خط میں ضرور لکھئے۔ یہ سوچ کر پتہ لکھنے میں ہرگز سستی نہ کیجئے کہ
آپ مکتوب الیہ کو اپنا پتہ اس سے پہلے لکھ دیکھے ہیں یا اس کو یاد ہو گا یہ ضروری نہیں
کہ آپ کا پتہ مکتوب الیہ کے پاس محفوظ ہو اور یہ بھی ضروری نہیں
کہ مکتوب الیہ کو آپ کا پتہ یاد ہی ہو۔

۳۔ اپنا پتہ دائمیں جانب ذرا سا حاشیہ چھوڑ کر لکھیے۔ پتہ ہمیشہ صاف اور خوش خط
لکھنے اور پتے کی صحت اور املا کی طرف سے ضرور اطمینان کر لیجئے۔

۴۔ اپنے پتے کے نیچے یا باہمیں جانب مراثت پر تاریخ ضرور لکھ دیا کیجئے۔

۵۔ تاریخ لکھنے کے بعد مختصر القاب و آداب کے ذریعے مکتوب الیہ کو
مخاطب کیجئے۔ القاب و آداب ہمیشہ مختصر اور سادہ لکھیے، جس سے خلوص و قربت
محسوس ہو، ایسے القاب سے پرہیز کیجئے جن سے تصور اور بناوٹ محسوس ہو۔

القاب وآداب کے ساتھ ہی یا القاب کے دوسری سطح میں سلام مسنون، یا السلام علیکم کہیے۔ آداب، تسلیمات وغیرہ الفاظ نہ لکھیے۔

۶۔ غیر مسلم کو خط لکھ رہے ہوں تو السلام علیکم یا سلام مسنون لکھنے کے بعد اے آداب، تسلیمات جیسے الفاظ لکھیے۔

۷۔ القاب و آداب کے بعد اپنا وہ اصل مطلب و مدد عالیہ کیجئے جس غرض سے آپ خط لکھنا چاہتے ہیں۔ مطلب اور مدد عالیہ کے بعد مکتوب الیہ سے اپنا تعلق ظاہر کرنے والے الفاظ کے ساتھ اپنا نام لکھ کر خط کو ختم کر جیئے مثلاً آپ کا خادم دعا کا طالب، خیر اندریش، دعاگو وغیرہ۔

۸۔ خط نہایت صاف، سادہ اور خوش خط لکھیے کہ آسانی سے پڑھا اور سمجھا جاسکے۔ اور مکتوب الیہ کے دل میں اس کی وقعت ہو۔

۹۔ خط میں نہایت شستہ، آسان اور سلیمانی ہوئی فربان استعمال کر جیئے۔

۱۰۔ خط مختصر کر کیجئے اور سہ بات کھول کر وضاحت سے لکھئے، محض اشاروں سے کام نہ کر جیئے۔

۱۱۔ پورے مکتوب میں القاب و آداب سے لے کر غائزہ تک مکتوب الیہ کے مرتبے کا حافظہ رکھیجئے۔

۱۲۔ نیا پیرا گراف شروع کرتے وقت لفظ کی جگہ چھوڑ دیجیے۔

۱۳۔ خط میں ہمیشہ سنجیدہ انداز رکھیے۔ غیر سنجیدہ باتوں سے پرہیز کر جیئے۔

۱۴۔ خط کبھی غصتے میں نہ رکھیے اور رنہ کو فی سخت سُرت بات لکھنے خط ہمیشہ نرم رہجئے میں رکھیے۔

- ۱۵۔ عامہ خط میں کوئی راہ کی بات نہ لکھیجئے۔
- ۱۶۔ جملے کے ختم پر ڈیش (۔) ضرور لگائیجئے۔
- ۱۷۔ کسی کامکتوب بغیر اجازت ہرگز نہ پڑھیجئے یہ زبردست اخلاقی خیانت ہے۔ البتہ گھر کے بزرگوں اور سرپستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کے خطوط پر ہمدردانہ فرمائیں اور انہیں مناسب شورے دیں۔ لذکریوں کے خطوط پر خصوصی نظر کرنی چاہیجئے۔
- ۱۸۔ رشتہ داروں اور دستنوں کو خیر و حافیت کے خطوط برابر لکھتے رہیجئے۔
- ۱۹۔ کوئی بیمار ہو جائے، خدا نخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے یا کسی اور صعیبت میں کوئی کچھں جائے تو اس کو ہمدردی کا خط ضرور لکھیجئے۔
- ۲۰۔ کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو، کوئی عزیز آیا ہو یا خوشی کا کوئی اور موقع ہو تو مبارکباد کا خط ضرور لکھیجئے۔
- ۲۱۔ خطوط ہمیشہ نیلی یا سیاہ روشنائی سے لکھئے، نیپل یا سرخ روشنائی سے ہرگز نہ لکھئے۔
- ۲۲۔ کوئی شخص ڈاک میں ڈالنے کے لئے خط دے تو نہایت فرمہ داری کے ساتھ برقیت ضرور ڈال دیا کجھے لا پہ داہی اور تما خیر ہرگز نہ لکھیجئے۔
- ۲۳۔ غیر متعلق لوگوں کو جواب مطلب بالوں کے لئے جوابی کارڈ یا لکٹ بھیج دیا کجھے۔
- ۲۴۔ لکھ کر کاشنا چاہیں تو لکھ کے ہاتھ سے اس پر خط کی بنیخ دیا کجھے۔
- ۲۵۔ خط میں صرف اپنی دلچسپی اور اپنے ہی مطلب کی بائیں نہ لکھیجئے۔ بلکہ

مخاطب کے چند بات و احساسات اور دلچسپیوں کا بھی خیال رکھئے صرف اپنے سی متعلقین کی خیر و عاقیت ثابت نہیں بلکہ مخاطب کے متعلقین کی خیر و عاقیت بھی معلوم رکھئے اور بیاد رکھئے خطوط میں بھی کسی سے زیادہ مطابق ہے تو رکھئے۔ زیادہ مطابق ہے تو نے سے آدمی کی وقت نہیں رستی۔

کاروبار کے آداب

اس دیکھپی اور محنت کے ساتھ کاروبار کیجیئے اپنی روزی خود اپنے ہاتھوں سے کھائیے اور کسی پر بوجھو نہ رینے۔ ایک ہانبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری آئے اور انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ سوال کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا تھا اس کے گھر میں کچھ سامان بھی ہے؟ صحابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو چیزیں ہیں ایک کاٹ کا بچپونا ہے جس کو ہم اور ڈھنٹتے بھی ہیں اور بچپاتے بھی ہیں اور ایک پانی پینے کا پیالہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں ہیں پس نے آؤ۔ صحابی دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس نے آؤ۔ صحابی دونوں چیزیں دو درہم میں نیلام کر دیں اور دونوں درہم ان کے حوالے کرتے وہ دونوں چیزیں دو درہم میں تکچھ کھانے پینے کا سامان خرید کر گھروالوں کو ہوئے فرمایا جاؤ ایک درہم میں تو کچھ کھانے پینے کا سامان خرید لاؤ۔ پھر کلمہ اڑی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سوارک ہاتھوں سے دستہ لگایا اور فرمایا جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بازار میں بیجو۔ پندرہ دن کے بعد ہمارے پاس آکر رو داد سنانا۔ پندرہ روز کے بعد جب وہ صحابی حاضر ہوئے تو انہوں نے دس درہم جمع کر لئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا یہ محنت کی کمائی تھا اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم لوگوں سے مانگتے

پھر و اور قیامت کے روز تہارے چہرے پر بھیک مانگنے کا داعغ ہو۔

۳۔ جنم کر کار و بار کیجئے اور خوب کیا جائے تاکہ آپ، لوگوں کے محتاج نہ رہیں۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے ایک بار پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے بہتر کیا تی کون سی ہے؟ فرمایا مسلم پنے ہاتھ کی کمی اور ہر وہ کار و بار
جس میں جھوٹ اور خیانت نہ ہو۔ حضرت ابو قلابؓ فرمایا کرتے تھے بازار میں
جم کر کار و بار کرو۔ تم دین پر مضمونی کے ساتھ جنم سکو گے۔ اور لوگوں سے بے
باز رہو گے۔

۴۔ کار و بار کو فروع دینے کے لئے ہدیثہ سچائی اختیار کیجئے جمتوں قبول
سے سختی کے ساتھ پھر بیز کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «قیامت کے روز
خدا تعالیٰ نہ اس شخص سے بات کرے گا نہ اس کی طرف منہ اٹھا کر دیکھے گا اور
نہ اس کو پاک صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا۔ جو جمتوں قسمیں کھا کھا کر
اپنے کار و بار کو فروع دینے کی کوشش کرتا ہے» (مسلم) اور آپ نے یہ بھی
فرمایا کہ اپنا مال بیچنے کے لئے کثرت سے جمتوں قسمیں کھانے سے بچو یہ چیز و قوتی
طور پر تو فروع کی معلوم ہوتی ہے لیکن آخر کار کار و بار میں برکت ختم ہو جاتی ہے (مسلم)
۵۔ کار و بار میں ہدیثہ دیانت و امانت اختیار کیجئے اور کبھی کسی کو خراب مال
دے کر یا معروف نفع سے زیادہ غیر معمولی نفع لے کر اپنی حلال کمی کو حرام نہ
بنائیے، خدا کے رسولؐ کا ارشاد ہے ہم سچا اور امانت دار تاجر قیامت میں نہیں
صد لیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا» (ترمذی)

۶۔ خریداروں کو اچھے سے اچھا مال فراہم کرنے کی کوشش کیجئے جس مال

پر آپ کو اٹھینا نہ ہو دہ ہرگز کسی خریدار کو نہ دیجئے اور اگر کوئی خریدار آپ سے مشورہ طلب کرے تو اس کو مناسب مشورہ دیجئے۔

۶۔ خریداروں کو اپنے اختاردیں لینے کی کوشش کیجئے کہ وہ آپ کو اپنا خیرخواہ سمجھیں، آپ پر بہر و سہ کریں اور ان کو پورا پورا اٹھینا ہو کہ وہ آپ کے یہاں کبھی دھوکہ نہ کھائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وہ جس نے پاک کمائی پر گذارہ کیا، میری سنت پر عمل کیا، اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھا تو یہ شخص جنتی ہے، بہشت میں داخل ہو گا لوگوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! اس زمانے میں تو ایسے لوگ کثرت سے ہیں" آپ نے فرمایا

"میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے" (ترمذی)
وقت کی پابندی کا پورا پورا خیال رکھیے وقت پر دکان پہنچ جائیے اور جنم کر صبر کے ساتھ بیٹھیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وہ رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لئے صحیح سورہ سے ہی چلے جایا کرو کیونکہ صحیح کے کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے" (طہرانی)

۸۔ خود بھی محنت کیجئے اور ملازموں کو بھی محنت کا عادی بنائیے، البتہ ملازمین کے حقوق فیاضی اور ایثار کے ساتھ ادا کیجئے اور سہبیثہ ان کے ساتھ نرمی اور کشادگی کا سلوک کیجئے، بات ہات پر غصہ کرنے اور شبہ کرتے سے پرہیز کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ خدا اس امت کو پاکیزگی سے نہیں نوازتا جس کے ماحول میں کمزوروں کو ان کا حق نہ دلوایا جائے۔

۹۔ خریداروں کے ساتھ ہمیشہ زمی کا معاملہ کیجئے اور قرض مانگنے والوں کے ساتھ نہ سختی کیجئے مہاذبیں مایوس کیجئے اور رہان سے تقاضے میں شدت کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

سندا اس شخص پر حکم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں زمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے ॥ (بخاری)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ خدا اس کو روز قیامت کے غم اور کٹھن سے بچائے تو اسے چاہیئے کہ تنگ درست قرض داد کو مہلت دے یا قرض کا بوجھہ اس کے اور پر سے اتار دے ॥ (مسلم)

۱۰۔ مال کا حیب چھائے اور خریدار کو فریب دینے سے پہنچنے کے مال کی خرابی اور حیب خریدار پر واضح کر دیجئے۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں میں کچھ ترمی محسوس ہوئی۔ آپ نے غلنے والے سے پوچھا ”یہ کیا؟“ دو کاندار نے کہا ”یا رسول اللہ! اس ڈھیر پر بارش ہو گئی تھی“ آپ نے فرمایا ”پھر تم نے کھلیگے ہونے غلنے کو اور پر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اُسے دیکھ دیتے جو شخص دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں“

۱۱۔ قیمتیں چڑھنے کے انتظار میں کھانے پینے کی چیزوں روک کر خدا کی مخلوق کو پر لشیان کرنے سے سختی کے ساتھ بچئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہ گھار ہے“ ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا ”ذخیرہ اندوزی کرنے والا کیسا برا آدمی ہے۔ جب خدا چیزوں کو مستعار فرمادیتا ہے تو

و غم میں گسلتکے اور جب قیمتیں پڑھاتی ہیں تو اس کا دل باغ ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۱۳۔ خریدار کو اس کا حق پورا پورا دیجئے۔ ناپ توں میں دیانتداری کا اعتماد کیجئے لیتے اور دینے کا پیمانہ ایک رکھیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپ، توں دارے تا جروں کو خطاب کرتے ہوئے آگاہ کیا۔
و تم لوگ دولیتے کا لوں کے ذمہ دار بنادیئے گئے ہو جن کی ویرسے تم سے پہنچے گزدی ہوئی قومی ہلاک ہوئیں۔
قرآن میں ہے۔

وَيَقُولُ لِلْمُطَّوِّفِينَ إِذَا أَكْتَلُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتُوْفُونَ
وَإِذَا كَالُوكُمْ أَوْ سَرَّكُوْهُمْ يُخْبِرُونَ أَكَانُكُمْ أَوْ لِتِلَاقَ أَنْتُمْ
مُبْعَثُثُونَ لِيَوْمِ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۱۴۔ ناپ توں میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا پورا میں اور جب ان کو ناپ یا توں کر دیں تو کم کر دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ زندہ کر کے اٹھائے بھی جائیں گے ایک بڑے ہی سخت دن میں جیسی دن تمام انسان رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ (التلہیت: ۶۰-۶۱)

۱۵۔ تمہاری کوتاہیوں کا کفار، ضرور دادا کرتے رہئیے اور خدا کی راہ میں چل کر صدقہ و شیرات کرتے رہا کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تا جروں کو ہدایت فرمائی گئی۔

”اے کاروبار کرنے والا مال کے بھیپنے میں لغو بات کرنے اور جبوٹی
قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ
ضرور کیا کرو ۔ (ابوداؤد)

۱۲۔ اور اس تجارت کو کبھی ذہنوں سے او جبل نہ ہونے دیجئے جو دردناک
عذاب سے نجات دلانے والی ہے اور جس کا نفع فانی دولت نہیں بلکہ یہ شیخ
کی کامرانی اور لاڑوالی عیش ہے ۔ قرآن میں ہے ۔

يَا يَهُوا إِلَّا دِينُنَا هَلْ أَدْلُكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِي كُحْرَتَنَ
عَذَابَ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا جَاهَدُوكُنَ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ بِإِيمَانِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ ۔ (راصفت: ۱۰-۱۱)

۱۳۔ اے مومنو! یہیں الیکٹریکی تجارت کیوں نہ بتاؤ؟ جو تمہیں دردناک
عذاب سے نجات دلانے کے لیے کہ تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاو
اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور اپنی بجائوں سے چہادر کرو۔ یہ تمہارے حق
میں بہت بہتر ہے۔ مگر تم علم سے کام لو۔

دھوکت دین

باب چہارم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بجلا اس شخص سے زیادہ کھلی بات کہنے والا
اوسر کون ہو سکتا ہے

جو

اللہ کی طرف دعوت دے

خود نیک عمل کرے

اور ربان سے اظہار کرے کہ

میں تو خدا کے فرمائبرداروں میں ہوں

(قرآن حکیم)

داعیانہ کردار کے آداب

۱۔ اپنے منصب کا حقیقی شعور پیدا کیجئے، آپ نبی مسیح کے جانشین ہیں اور دعوت دین، شہادت حق اور تبلیغ کا وہی فرضیہ آپ کو انعام درینا ہے جو خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انعام دیتے رہے۔ لہذا وہی داعیانہ تربیت پیدا کرنے کی کوشش کیجئے جو نبی کا خصوصی اور امتیازی و صفت ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے۔

هُوَاجْتَبَكُمْ فَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ إِلَّا
آتَيْكُمْ رَأْبَدًا هِبَةً هُوَ سَمِّكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا
لِيَكُونَ الرَّوْسُؤْ شَرِيفًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شَهِيدًا عَلَى النَّاسِ۔
اس نے تمہیں منتخب فرمایا ہے، اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی
نتگی نہیں رکھی ہے، پیر وی کر دے۔ اس دین کی جو تمہارے باپ ابراہیم،
کادریں ہے۔ اس نے پہلے ہی سے تمہیں مسلم کے نام سے نواز اتنا اور
اسی سلسلے میں، کہ رسول تمہارے لئے دین حق کی شہادت دیں اور تم
دنیا کے انسانوں کے سامنے دین حق کی شہادت دو۔“ (الحج)
یعنی امرت مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشین ہے اور اس کو
درستی کام انعام درینا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام دیا۔ جس

طرح آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل اور شب و روز کی تہجی و دوسرے خدا کے دین کو واضح کرنے کا حق ادا کر دیا۔ شیک اسی طرح امت کو بھی دنیا کے سارے ہی انسانوں کے سامنے خدا کے دین کو واضح کرنا ہے اور اسی احساس فرض اور داعیانہ تڑپ کے ساتھ دین حق کی زندگی شہادت بن کر زندگی رہنا ہے۔

۳۔ اپنی اصلی حدیثت کو ہدیثہ نگاہ میں رکھیے اور اس کے شایان شان اپنی زندگی کو بنانے اور بنانے کی کوششیں پیغمبر حاری رکھیے۔ آپ دنیا کی عام امتوں کی طرح ایک امت نہیں ہیں بلکہ آپ کو خدا نے امتیازی شان بخشی ہے۔ آپ کو دنیا کی تمام قوموں میں صدر کی طرح رہنمائی کا مقام حاصل ہے۔ آپ ہر افراد و تغیریط سے پاک، خدا کی سیدھی شاہراہ پر اعتدال کے ساتھ قائم ہیں۔

قرآن میں ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أَمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدًا لِأَعْلَمِ
إِنَّمَا يُكَوِّنُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهَادَةً۔ (آل عمرہ: ۱۳۳)

”او راسی طرح ہم نے تم کو ایک ”امت وسط“ بنایا ہے تاکہ تم سارے انسانوں کے لئے وہی حق کے گواہ ہو، اور ہمارے رسول تمہارے لئے

گواہ ہوں۔“

۴۔ اپنے نصب العین کا واقعی علم حاصل کیجیے اور شرح صدر کے ساتھ اس کو اپنے کو ہشش کیجیے خدا کی نظر میں امت مسلمہ کا نصب العین قطعی طور

پڑی ہے کہ وہ کامل کیسوئی اور اخلاص کے ساتھ اس پورے دین کو قائم اور نافذ کرے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کر آئے اور جو عقائد و عبادات، اخلاق و معاشرت اور معیشت و سیاست غرض انسانی زندگی سے متعلق تمام ہی انسانی ہدایات پر مشتمل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک دور میں اس دین کو اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ قائم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقائد و اخلاق کی تعلیم بھی دی ہے عبادات کے طریقے بھی سمجھائے۔ دین کی بنیادوں پر سماج کی تعمیر بھی فرمائی اور انسانی زندگی کو منظم کرنے اور خیر و برکت سے مالا مال کرنے والی ایک بارکت استیثیث بھی قائم کی۔

خدا کا ارشاد ہے۔

شَرَعَ لِكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَحَدْتُمْ ثُوَّابًا وَلَذِينَ أَوْحَيْتُمْ
إِلَيْكُمْ وَمَا أَوْصَيْتُمْ إِلَيْهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى أَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ
لَا تَنْفَرُّ قُوَّاتِي. (الشوری ۱۲)

و مسلمانو! خدا نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کی وصیت اس نے نوحؑ کی تھی اور جس کی دھی ائے رسولؐ اہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیؑ اور عیسیؑ کو دے چکے ہیں کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقة نہ ڈالو۔

ہم۔ برائیوں کو مٹانے اور بھلاکیوں کو قائم کرنے کے لئے ہر رفتہ کرپڑتے رہیئے۔ سیہی آپ کے ایمان کا تقاضا ہے اور سیہی آپ کے ملی وجود کا مقصد ہے۔ اسی مقصد کے لئے زندہ رہیئے اور اسی کے لئے جان دیجیئے اسی کام کو انجام

وہیئے کے لئے خدا نے آپ کو "خیر امت" کے عظیم لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔

كُنْتَهُمْ خَيْرًا مَّا تَرَى أَخْرِيجَتِ اللِّلَّاتِ مَا مَرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَقُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُ بِاللَّهِ -

باقی "خیر امت" (بہترین امت) ہو جو سارے انسانوں کے لئے وجود میں لاٹی گئی ہے۔ تم بھلانی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے رد کتے ہو، اور خدا پر کامل ایمان رکھتے ہو۔ (آل عمران: ١١٠)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں ہیری جان ہے، تم لوگ لاذ گائیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، در نہ عنقریب خدا تم پر ایسا عذاب پھیج دے گا کہ پھر تم پسکارتے رہو گے اور کوئی شناوی نہ ہوگی" (نزدی)

۵۔ خدا کا پیغام پہنچانے اور بندگان خدا کو جہنم کے ہولناک عذاب سے بچانے کے لئے داعیانہ ترکیب اور مثالی درود سوز پیدا کیجیئے۔ نبی حکیم بے مثال ترکیب اور بے پایا درود کا اعتراف قرآن نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِثُ نَفْسَكَ عَلَى أَثَارِهِمْ إِنَّ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِنَّا
الْحَدِيثُ أَسْفًا۔ (الکہف: ٤)

"شاید آپ ان لوگوں کے پیچھے اپنی جان ہلاک ہی کر دالیں گے اگر یہ لوگ اس کلامِ ہدایت پر ایمان نہ لائیں" ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان

فرمایا ہے۔

”میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ بجلائی اور حبہ آس پاس کا
ماحوں آگ کی روشنی سے چپک اٹھا تو یہ کیڑے پنگے اس پر گرنے لگے اور وہ
شخص پوری قوت سے ان کیڑے پنگوں کو روک رہا ہے، لیکن پنگے ہیں کہ
اس کی کوشش کو ناکام بنائے دیتے ہیں اور آگ میں گئے پڑ رہے ہیں (اسی
طرح) میں تھیں کمر سے پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں
گرے پڑ رہے ہو۔“ (مشکلاۃ)

ایک پار حضرت عائشہؓ نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہؐ احمد سے
زیادہ سخت دن یعنی آپ پر کوئی گزرا ہے، فرمایا ”ہاں عائشہؓ میری زندگی میں
سب سے زیادہ سخت دن عقیدہ کا دن تھا۔“ یہ دن تھا جب
آپ مکتے والوں سے مایوس ہو کر طائف والوں کو خدا کا پیغام پہنچانے
کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں کے سردار عبید یا عیل غندول کو آپ
کے تیجھے لگا دیا اور انہوں نے پیغامِ رحمت کے جواب میں آپ پر پتھر
برسائے۔ آپ لہو لہان ہو گئے اور بے ہوش ہو کر گرد پڑے پھر آپ انتہائی
پریشان اور غمگین وہاں سے چلے۔ جب قرآن الشعال پہنچے تو غم کچھ ہلکا ہوا۔
خدا نے عذاب کے فرشتے کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ عذاب کے فرشتے
نے کہا۔ یا رسول اللہؐ اگر آپ فرمائیں تو میں ابو قیس اور جبل الاحمر کو آپ میں
لکھ را دوں؟ اور ان دونوں پہاڑوں کے نیچے میں یہ بد سخت رہن کر اپنے انعام
کو پہنچ جائیں۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ تھیں نہیں مجھے کہوڑو
محکم دلائل و برائین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ میں اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرانا رہوں، شاید کہ خدا انہی کے دلوں
کو پرداشت کے لئے کھوں دے یا پھر ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو
ہدایت کو قبول کر لیں۔ (بخاری، مسلم)

آپؐ کے میں ہیں اور کتنے کے لوگوں میں آپؐ کے خلاف سازشیں ہو رہی
ہیں۔ کوئی کہتا ہے انہیں شہر سے بکال دو۔ کوئی کہتا ہے انہیں قتل کر دو۔
انہی دنوں کتنے کو اچانک تحطی نہ آگھیرا۔ ایسا تحطی کہ قریش کے لوگ
پتے اور سچال کھافے پر مجبور ہو گئے۔ بچے بھوک سے بلبدلتے اور بڑے
ان کی حالت زار و یکھ کر ترپ ترپ اٹھتے۔

رحمتِ حالم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو اس لرزہِ شیخ زمیت میں بدلنا
و یکھ کر بے قرار ہو گئے۔ آپؐ کے مخلص ساتھی بھی آپؐ کا اضطراب و یکھ کر
ترپ اٹھے۔ آپؐ نے اپنے ان بیانی دشمنوں کو جن کے پہنچائے ہوئے غنم لے گئی
با سکل تازہ تھے۔ اپنی ولی ہمدردی کا پیغام بھیجا اور ابو سفیان اور صفوان کے
پاس پانچ سو درینا بیج کر کہلوایا کہ یہ درینا ان تحطی کے مارے ہوئے غربیوں
میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ گمراہ بندوں کے غنم میں گھلننا۔ ان کی گمراہی اور صمیت
پر کوئی نہیں۔ ان کو خدا کے غصب سے بچانے کے لئے ترپنا۔ ان کی تکالیف و یکھ
کر بے قرار ہونا اور ان کی ہدایت کے لئے غیر معمولی حریص ہونا یہی ایک
داعی حق کے وہ جو ہر ہیں۔ جن کے ذریعے اس کی زندگی انتہائی دلکش اور
غیر معمولی اثر انگیز ہو جاتی ہے۔

۴۔ قوم کی بے لوث خدمت کیجئے اور اپنی کسی خدمت کا صلحہ بندوں سے طلب نہ کیجئے۔ جو کچھ کیجئے محس خدا کی خوشنو دی کے لئے کیجئے اور اُسی سے اپنے اجر و ثواب کی توقع رکھیے۔ خدا کی رضا اور خداہی سے اجر و ثواب کی طلب ایسا محترم ہے جو آدمی کی بات میں اثر پیدا کرتا ہے اور آدمی کو مسلسل سرگرم رکھتا ہے۔ خدا ہمیشہ رہے ہے گا۔ نہ اسے غینداتی ہے۔ نہ اونگھ۔ اس کی نظر سے بندے کا کوئی عمل پرشیدہ نہیں۔ وہ اپنے مخلصین کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ محنت سے کہیں زیادہ دیتا ہے۔ اور کسی کو حروم نہیں کرتا۔ پیغمبر بار بار اپنی قوم سے کہتے تھے۔

۵۔ میں تم سے کسی اجر اور پدر لے کا سطال بہ نہیں کرتا۔ میرا اجر تور العالمین کے ذمہ ہے۔

۶۔ اسلام کی گھری بصیرت حاصل کیجئے اور یہ لقین رکھیے کہ خدا کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے، اس دین حق کو چھوڑ کر جو طریق بندگی بھی اختیار کیا جائے گا۔ خدا کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ خدا کے یہاں قوferی دین مقبول ہے جو قرآن میں ہے اور جس کی عمل تفسیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی سے پہلی فرمائی۔ قرآن پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا ہے کہ لوگوں کو صاف صاف بتاویجیے کہ میں نے جو راہ بھی اپنائی ہے سوچ سمجھ کر پوری بصیرت کے ساتھ اپنائی ہے۔

قُلْ هُنَّا هُنَّا سَبِيلٍ أَذْعُوا إِلَى اللَّهِ قَدْ عَلِيٌّ بَصِيرٌ لِّئِنْ أَنَا وَمَنْ

أَتَبِعْتُهُ وَسَبَقْتُهُنَّ اللَّهُ وَمَا أَنَّا لَهُ مِنْ أَئْمَانٍ الْمُشَاهِرُونَ۔ (یوسف ۱۰۸)

”رائے رسول! آپ ان سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ میرا حمّة تو
یہ ہے، میں اور میرے پیچے چلنے والے پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی
طرف دعوت دے رہے ہیں اور خدا ہر عجیب سے پاک ہے اور میرا ان
سے کوئی واسطہ نہیں جو خدا کے ساتھ شرک کر رہے ہیں۔
اور خدا کا صاف صاف ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَدْتَغِرْ غَيْرُ الْإِسْلَامِ دُيَنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي

الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ (آل عمران ۸۵)

دد اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا چاہے گا۔
اس کا ذہ دین ہرگز قبلہ نہ کیا جائے گا۔ اور آخرت میں وہ ناکام دن امراء
ہو گا۔ ائمہ اہل بیت علیہما السلام اور خدا کے نزدیک دین توں
اسلام ہی ہے۔

۸۔ اپنے نصب العین کی عظمت اور رہنمیت کو ہمیشہ مسکاہ میں رکھیے اور
خیال رکھیے کہ یہ وہ عظیم کام ہے جس کے لئے خدا کی طرف سے ہمیشہ انہیں
مبوح ہوتے رہے ہیں ۔۔۔ اور یہ قیم رکھیے کہ خدا نے آپ کو دین
کی جو دولت عطا فرمائی ہے یہی دولوں جہاں کی عظمت و سر بلندی کا سرمایہ
ہے مگلا اس کے مقابلہ میں دنیا کی دولت اور شان و شوکت کی کیا قدر و تجھیت ہے
جو چند روزہ بہار ہے۔ قرآن میں ہے۔

۔۔۔ اور ہم نے آپ کو سات دہراتی جانے والی آئیں اور عظمت ملا قرآن
عطایا ہے تو آپ اس فانی متاع کی طرف مسکاہ الشاکر بھی نہ دیکھئے جو ہم نے ان

کے مختلف طبقوں کو درسے رکھا ہے۔ اور اہل کتاب کو خطاب کرتے ہوئے
کہا گیا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابَ لَكُمْ مُّنَحَّىٌ حَتَّىٰ تُقْبَلُوا إِلَيْنَا وَالَّذِينَ
قَدْ مَاتُوا أُنْزَلَ إِلَيْنَاهُمْ - (المائدہ ۹۸)

”اے اہل کتاب! تم کچھ نہیں ہو، جب تک تم قرأت اور انجیل اور دوسری
کتابوں کو قائم کرو جو تمہارے رب نے نازل فرمائی ہیں۔“
۹۔ دین کا صحیح فہم حاصل کرنے اور دین کی حکمتوں کو سمجھنے کی برابرگوشش
کرتے رہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”خدا جس شخص کو خیر سے نوازنا پاہتا ہے اسے اپنے دین کا صحیح فہم اور
گھری سوچ بوجو چھ عطا فرماتا ہے۔“ (بخاری، مسلم)
حقیقت یہ ہے کہ دین کا صحیح فہم اور دین کی حکمت ہی تمام بھلاکوں کا سرچشمہ
ہے اور جو شخص اس خیر سے محروم ہے وہ دونوں جہاں کی سعادتوں سے محروم
ہے۔ نہ اس کی زندگی میں توازن اور کیسا نیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور نہ وہ زندگی
کے ہر سیدان میں دین کی صحیح نمائندگی کر سکتا ہے۔

۱۰۔ جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کریں اس کا مقابلہ سب سے پہلے اپنی
ذات کو بنائیے۔ دوسروں کو بتانے سے پہلے خود کو بتائیے اور جو دوسروں
سے پاہیں پہلے خود کر کے دکھائیے۔ دین حق کے داعی کا انتیاز یہ ہے کہ وہ
اپنی دعوت کا سچا نمونہ ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ اپنے عمل و کردار کو اس پر گواہ
بناتا ہے۔ جن حقیقتوں کو قبول کرنے میں وہ دنیا کی بدلائی دیکھتا ہے خود اس کا

سب سے زیادہ حریص ہوتا ہے۔ پھر جب جب قوم کے رامنے دعوت دینے اٹھے تو انہوں نے اعلان کیا "أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" میں خود سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

آپ زبان و قلم سے بھی گواہی دیجئے کہ حق وہی ہے جو آپ پڑھ کر رہے ہیں اور اپنے الفراہی عمل، خانگی تعلقات، سماجی معاملات اور سیاسی اور ملکی سرگرمیوں سے بھی یہ ثابت کیجئے کہ دین حق کو اپنا کریں پاکیزہ کردار وجود میں آتا ہے، مستحکم خاندان بنتا ہے، اچھا سماج تشکیل پاتا ہے اور ایک ایسا نظام تمدنیب و تمدن بنتا ہے جس کی بنیاد عدل و انصاف پر ہو، جو لوگ اپنی تربیت و اصلاح سے غافل ہو کر دوسروں کی اصلاح و تربیت کی باتیں کرتے ہیں وہ انتہائی نادان ہیں۔ وہ اپنا گھر جلتا ہوا دیکھ کر بے فکر ہیں اور پالی کی ہالٹیاں لئے تلاش کر رہے ہیں کہ کسی کے گمراہ ہلکی لی جائے تو اس کو بھجاویں۔ ایسے لوگ دنیا میں بھی ناکام ہیں اور آخرت میں بھی ناکام رہیں گے۔ یہاں قرآن کی بے عملی ان کی پند و نصیحت کو بے وزن اور بے اثر کرتی رہے گی اور آخرت میں یہ انتہائی سخت عذاب سمجھتیں گے۔ خدا کو یہ بات انتہائی ناگوار ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے والے خود بے عمل رہیں اور وہ کہیں جو خود نہ کرتے ہوں ۱۷، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بے عمل داعیوں کو انتہائی ہولناک عذاب سے ڈرایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"قیامت کے روز ایک آدمی لا یا جائے گا۔ اور آگ میں پھینک دیا

چلے گا، اس کی انتہا پان اس آگ میں باہر نکل پڑیں گی۔ پھر وہ آدمی ان انتہیوں کو اس طرح لئے لئے پھرے گا جس طرح گدھا اپنی چپی میں پھرتا ہے یہ دیکھ کر دسرے چہنسی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور پڑھیں گے اتنے فلاں یہ تمہارا کیا حال ہے؟ کیا تم ذنیا میں ہمیں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتے تھے؟ اور پرائیوں سے نہیں رد کتے تھے؟ ایسے نیکی کے کام کرنے کے باوجود تمہارا یہاں کیسے آگئے؟ وہ آدمی کہے گا میں تمہیں تو نیکیوں کا سبق دیتا تھا۔ لیکن خود نیکی کے قریب بھی نہ جاتا تھا تمہیں تو برائیوں سے روکتا تھا لیکن خود برائیوں پر عمل کرتا تھا۔ (سلم، بخاری) محراج کی شب کے جو عبرت انگیز مناظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے رکھے ہیں ان کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ کوتاہ کار لوگوں کو تنبیہ ہو جو اور وہ اپنی اصلاحی حال کی فکر کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”میں نے محراج کی شب میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟“ جبریلؑ نے کہا ”یہ آپ کی امرتھ کے مقررین ہیں۔ یہ لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی تلقین کرتے تھے اور خود کو سبوئے ہونے تھے۔“ (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام بھی اس فہم کے کوتاہ کاروں اور بے علوں کو سخت تنبیہ فرماتے تھے۔ ایک بار حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا حضرت میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دوں، اور برائیوں سے روکوں اور دعوت و تبلیغ کا کام کروں! حضرت نے فرمایا کیا تم اس مرتبے پر ہنچھ پکے ہو کر مبلغ بتو۔ اس نے کہا، یاں توقع تو ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ

ہو کہ قرآن پاک کی نہیں آئیں تمہیں رسول اکر دیں گی تو شوق سے تبلیغ دین کا کام کرو۔ وہ شخص بولا۔ حضرت وہ کون سی نہیں آئیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی فرمایا۔

پہلی آیت یہ ہے۔

أَنَّا هُنَّ ذُنَوبَ النَّاسِ بِالْيَرِزْ وَ تَذَسُّونَ أَنفُسَكُمْ۔ (البقرہ ۴۴)

دیکھا تم لوگوں کو شکی کی تلقین کرتے ہو اور اپنے کو مہول جاتے ہو۔

ابن عباس رضی نے کہا کیا اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اور دوسری آیت یہ ہے۔

إِنَّمَا تَقْوُلُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ (الصف ۲)

و تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔

تو تم نے اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اور تیسرا آیت یہ ہے۔

مَا أَرِيدُ أَنْ أَخْا لِفَكُمْ وَ إِلَى مَا أَنْهَا كَفُوْعَةً۔ (ہود ۸۸)

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا، جن بڑی باتیں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرتے لوگوں میری یہ خواہش نہیں ہے۔ (مکہریں تو ان باتوں سے بہت دور رہوں گا) ۶

بتاؤ تم نے اس آیت پر سخنی عمل کر لیا ہے وہ شخص بولا نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا۔ چاہو پہلے اپنے کو شکی کا حکم دو۔ اور برائی سے روکو۔

۱۰۔ نماز کو اس کے پورے آداب و شرائط اور شرافت کے ساتھ ادا کیجئے۔

لوافل کا بھی اہتمام کیجئے۔ خدا سے گہرائی تعلق قائم کئے بغیر دعوت و تبلیغ کا کام ممکن نہیں۔ اور خدا سے وابستگی پیدا کرنے کا یقینی ذریعہ نماز ہے جو خود خدا ہی نے اپنے بندوں کو بتایا ہے۔

نبی ح سے خطاب کرتے ہوئے خدا نے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ قُلِ الَّذِي أَنْتُمْ لَا تُصْنَعُونَ إِذَا انْفَضَعْتُمْ
إِنَّمَا قَدِيلًا أَفْسِرُ عَلَيْهِ وَرَتِيلُ الْقُرْآنَ تُرْتِيلُهُ إِنَّا سَنُلْقِنُ
عَلَيْكُمْ قَوْلًا لَّا تُقْبِلُهُ

«اے چادریں پہنچنے والے برات میں قیام کیجئے، مگر کچھ رات، آدمی رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ۔ اور قرآن کو شہیر شہیر کر پڑھئے۔ ہم جلد آپ پر ایک بھاری فرمان رکی ذمہ داری) ڈالنے والے ہیں ۴ رالمزم ۱-۵)

بھاری فرمان کی ذمہ داری سے مراد دینِ حق کی تبلیغ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ ذمہ داری دنیا کی تمام ذمہ داریوں میں زیادہ بھاری اور گراں ہے اس عظیم ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ نماز سے قوت حاصل کریں اور خدا سے تعلق مصبوط کریں۔

۱۲۔ قرآن پاک سے شفعت پیدا کیجئے اور پابندی کے ساتھ اس کی تلاوت کیجئے۔ نمازوں میں بھی انتہائی توجہ کے ساتھ تلاوت کیجئے اور نماز کے باہر بھی ذوق دھری کے ساتھ شہیر شہیر کر پڑھئے سدل کی آمادگی اور طبیعت کی حاضری کے ساتھ بروتھادت کی جاتی ہے اس سے قرآن کو سمجھنے اور خود فکر کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ بعد ذوق دھری اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک ہدایت و

عہرت کا واحد سرچشمہ ہے۔ یہ اسی لئے نازل ہوا ہے کہ اس کی آیات پر خور کیا جائے اور اس کی تذکیر و نصیحت سے فائدہ اٹھایا جائے لہذا اس میں خور و تدبر کی عادت ڈالنے اور اس عزم کے ساتھ اس کی تلاوت کیجیے کہ اسی کی رسمہانی میں اپنی زندگی بھی تعمیر کرنی ہے اور اسی کی ہدایات کے مطابق سماج کو بھی بدلتا ہے۔ خدا کے دین کو وہی لوگ قائم کر سکتے ہیں جو اپنے خور و فکر کا مرکز اور اپنی دھرمپیوں کا محور قرآن پاک کو بنائیں۔ اس سے بے نیاز ہو کر نہ تو خود دین پر قائم رہنا ممکن ہے اور نہ اقسامیت دین کی کوششیں میں حصہ لینے ہی کا کوئی امکان ہے۔ تلاوت کرنے والوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

کِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْنَا مُبَارِكٌ لِّيَدَّأَتْرُفُ أَقْلِيلَتَدَّكَحُ

اول کو الائب۔ (ص ۲۹)

وکتاب بحوثم نے آپ کی طرف بھیجی ہے سرتاسری رکت ہے، تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں خور و تدبر کریں، اور عقل سلیم رکھنے والے اس سے سبق حاصل کریں ॥

اور ہدایت کی گئی ہے اور قرآن کو تحریر تحریر کر پڑھیے ॥ (المزمل ۴۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

سیرہ قلوب زنگ آلو دہو جاتے ہیں طرح لوہا زنگ آلو دہو جاتا ہے جب اس پر پافی پڑتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ اپنے دلوں کے زنگ کو دور کرنے والی چیز کی ہے؟ فرمایا۔ دل کا زنگ اس طرح دور ہوتا ہے کہ آدمی موت کو کثرت سے یاد کرے اور دوسرا یہ کہ قرآن کی تلاوت کرے ॥ (مشکوہ)

۳۔ ہر حال میں خدا کا شکر ادا کیجئے۔ اور عذر پڑھ کر پیدا کرنے کے لئے ان لوگوں پر نگاہ رکھیے جو دنیوی شان و شوکت اور مال و دولت میں آپ سے کمتر بحق،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”ان لوگوں کی طرف دکیجو جو تم سے مال و دولت اور زیادی جاہ درستی ہے میں کم ہیں۔ تو تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو گا) اور ان لوگوں کی طرف نہ دکیجو جو تم سے مال و دولت میں اور زیادی ساز و سامان میں بُڑھے ہوئے ہیں تاکہ جو نعمتیں تمہیں اس وقت ملی ہوئی ہیں وہ تمہاری نگاہ میں حفظ نہ ہوں، اور نہ خدا کی ناٹکری کا جذبہ پیدا ہو گا)۔

۴۔ حیثیش کوشی سے بچئے۔ اور حق کے ایسے سپاہی بنئے جو ہر وقت ڈیوبھی پر ہو اور کسی وقت بھی حصیار نہ آتا رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”میں حیثیش و سہولت کی زندگی کیے گزاروں! جب کہ اسرا فیل صورت میں لئے، اکان لگائے، سر جھبکائے انتظار کر رہے ہے کہ کب صور پھونخنے کا حکم ہوتا ہے؟ اور قرآن پاک میں موننوں کو خطاب کرتے ہوئے خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَأَعِذْنَاكُم مَا أَسْتَطَعْنَا مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ قَبَاطِ الْخَيْلِ
ثُرُّهُمُونَ بِهِ هَدَى اللَّهُ أَقْدَمْ وَكُثُرَ الْخَرْقَنِ مِنْ دُفْنِهِمْ
لَا تَعْلَمُونَهُمْ أَلَّا يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُفْقِدُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَدِيلِ

اللَّهُ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ مَا أَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ - رَالْأَنْفَالٌ: ٤٠

”اور تم لوگ، جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادت سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہئے وہی گھوڑے ان کے مقابلے کے لئے ہبھیار کھو سکے اس کے ذریعے سے خدا کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعذار دین کو خوف زدہ کر دو۔ جنہیں تمہیں جانتے خدا چاہتا ہے خدا کی راہ میں تم جو کچھ بھی خرچ کر دے گے۔ اس کا پورا پورا بدلہ تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارا حق دینے میں خدا کی نزکی جائے گی۔“

۱۵۔ دین کی خاطر ہر قربانی دینے اور ضرورت پڑنے پر اپنے دین عزیز سے ہجرت کرنے کے لئے بھی خود کو آمادہ رکھیئے اور خود کو برابر قوت رہیئے کہ کس حد تک آپ کے اندر یہ جذبہ قوت پکڑ رہا ہے۔ قرآن میں حضرت ابراہیم طیہہ السلام کا دراقعہ ہجرت بیان کرتے ہوئے ہجرت کی ترغیب اور قربانیوں کے لئے تیار رہنے کی تلقین اس طرح کی گئی ہے۔

وَإِذْ كُرِّرَ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صَدِيقًا نَّبِيًّا إِذْ
قَالَ لِآبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا
يُقْرَأُ عَنْكَ شَيْئًا هُوَ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا
لَمْ يَأْتِكَ بِنَا تَهْتَهْنُ أَهْدِكَ بِمَا أَطْلَى سُوئِيَاهُ يَا أَبَتِ لَا
تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ طَرَانَ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا هُوَ
يَا أَبَتِ إِنِّي آخَافُ أَنْ يَمْسَكَ عَذَابَكَ مِنَ الرَّحْمَنِ
فَلَا كُنْ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا هُوَ أَسْرَ اغْنِيَّكَ أَنْتَ عَنِ الْمَقْعَدِ

يَا ابْرَاهِيمُ دَلِيلُنَّ لَهُ تَذَكَّرَ لَا سُرْجَمَنَّكَ وَاهْجَرْنَي
مَدِيَّا هَفَّا سَلَامٌ عَلَيْكَ سَاسْتَغْفِرْ لَكَ فَرِيْ إِلَهَ كَانَ
بِيْ حَفِيَّا هَدَأْغَسْتَرْلُ كَمَدَ وَمَاتَدَ عُوْنَ مِنْ دُونَ
اللَّهُ وَادْعُوا رَبِّيْ عَسَى أَنْ لَا أَكُونَ بِدَعَاعَرِيْ شَقِيَّا۔

(مریم ۳۸-۳۹)

”اور اس کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کے قصتے سے نصیحت حاصل
کیجئے۔ بلاشبہ وہ ایک سچے نبی تھے لوگوں کو اس وقت کا ذکر نہیں ہے
جب انہوں نے اپنے والد سے کہا۔ آبا جان! آپ ان چیزوں کی
عہادت کیوں کر رہے ہیں؟ جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ
کے کسی کام آسکتی ہیں، آبا جان! میرے پاس وہ معلم آیا ہے جو آپ
کے ہاتھیں آیا ہے، آپ میرے کہے پڑیں ایں آپ کو سیدھی
راہ پر پلاویں گا، آبا جان! آپ شیطان کی بندگی نہ کیجئے۔ شیطان تو
رحان کا بڑا نافرمان ہے، آبا جان! مجھے ڈر رہے رکھ آپ اسی روشن
ہر اگر رہے تو) رحان کا عذاب آپ کو آپکرہ سے اور آپ شیطان
کے ساتھی ہن کر رہ جائیں۔

باب نے کہا ابراہیم! کیا تم میرے معبدوں سے پھر گئے ہو؟ اگر
تم باز نہ آئے تو میں تمہیں پتھر مار کر ٹکرایاں گے اور جاؤ رہیشہ
کے لئے مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا آپ کو میرا
سلام ہے میں اسٹھنے پر در دگار سے دعا کروں گا کہ وہ آپ کی بخشش

فرمادے۔ سبے شاک میر ارب مجھ پر بڑا ہی ہمراں ہے۔ میں آپ
لوگوں سے بھی کنارہ کرتا ہوں اور ان سنتیوں سے بھی جن کو تم خدا کو
چھوڑ کر پکارا کرتے ہو، میں تو اپنے رب ہی کو پکار دل گامجھے پوری امید
ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر ہرگز نامراد نہ ہوں گا۔

۱۶۔ خدا کی راہ میں نکلنے کی تڑپ، حجان و مال سے چہاد کرنے کا جذبہ
اور اس کی راہ میں شہادت پانے کی پاکیزہ آرزو پیدا کیجئے۔ واقعہ یہ ہے
کہ چہاد ایمان کا معیار ہے اور جس دل میں اس کی آرزو مذہب و ایمان و ہدایت
سے محروم ایک بے رونق اور ویران کھنڈر ہے۔ میدانِ جہاد میں پہنچنے کی
 توفیق اور خدا کی راہ میں حجان و مال قربان کر دینے کا موقع پانا واقعی بہت بڑی
سعادت ہے لیکن اگر ایسے حالات نہ ہوں کہ آپ اس کا موقع پاسکیں۔ یا
وسائیں وذرائع نہ ہوں کہ آپ میدانِ جہاد میں پہنچ کر ایمان کے جو ہر دکھا
سکیں۔ تب بھی آپ کا شمارِ خدا کے سیاں ان مجاہد دل میں ہو سکتا ہے، جو
راہِ خدا میں شہید ہوئے یا غازی بن کر لئے لشتر طیکہ آپ کے دل میں را و
خدا میں نکلنے کی تڑپ ہو، دین کی راہ میں قربان ہونے کا جذبہ ہو اور شہادت کی
 آرزو ہو۔ اس لئے کہ خدا کی نظر ان قلبی جذبات پر ہوتی ہے جو مجاہد ان کارناموں
کے لئے آدمی کو بے ہم کرتے ہیں۔ غزوۃ تبوک سے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
والپیں ہو رہے تھے تو راہ میں آپ نے اپنے ساتھیوں کو خطاب فرماتے ہوئے
کہا تھا۔

”مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو کوچ بھی کیا اور جو دادی بھی طے

کی وہ برا بر تمہارے ساتھ رہے ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے تعجب سے پوچھا ۔ کیا مدینے میں رہتے ہوئے؟ فرمایا ۔ «ہاں مدینے میں رہتے ہوئے کیونکہ ان کو مجبوری نے روک لیا تھا۔ وہ خود رکنے والے نہ تھے۔» قرآن پاک میں بھی خدا نے ایسے لوگوں کو تعریف فرمائی ہے جو بندہ بر رکھنے کے باوجود شرکت جہاد سے محروم رہے، اور اپنی اس محرومی پر ان کی آنکھیں آنسو بہاتی رہیں۔

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتُوا فَلَمْ يُحِلْهُمْ كُلُّتَّ لَا أَجِدُ
مَا أَحِيلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا فَأَعْيُنُهُمْ تَفْيِضُ مِنَ الدَّمَعِ
حَرَقًا أَلَا يَجِدُونَ مَا يَنْفَقُونَ ۔ (التوبہ: ٩٢)

”اور نہ ان (بے سرد سامان) لوگوں پر الزام ہے جو خود آپ کے پاس آئے کہ آپ ان کے لئے سواریاں مہیا فرمادیں اور جب آپ نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریوں کا انتظام نہیں کر سکتا تو وہ اس حال میں واپس ہوئے۔ کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس غم میں کہ ان کے پاس جہاد میں شریک ہونے کے لئے خرچ کرنے کو کچھ موجود نہیں ہے“

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ «جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کئے بغیر مگا۔ اور اس کے دل میں اس کی آرزو بھی نہیں تھی تو وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مرا۔» (مسلم) حقیقت یہی ہے کہ خدا کی راہ میں لڑنے اور جان و مال کی قربانی پیش کرنے کے چند بے سے جو سینہ خالی ہے وہ مomin کا سیدنا نہیں ہو سکتا۔

دعوت و تبلیغ کے آداب

ادعوت و تبلیغ میں حکمت اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھیجئے اور رایا طلاق کا راختیار رکھیجئے جو ہر لمحاظے سے انتہائی موزوں پر وقار، مقصد سے سہم آہنگ اور مخاطب میں شوق اور ولہ پیدا کرنے والا ہو۔
قرآن پاک کا ارشاد ہے:-

**أَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْكَوْنَهُ عَظِيمَهُ
الْحَسَنَهُ وَجَادِلُهُمْ بِالْقِيَهُ هُنَّ أَحْسَنُ**۔ (النحل: ١٢٥)

۱) اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجئے حکمت کے ساتھ عمرہ نصیحت کے ساتھ اور مہا حشر کیجئے تو ایسے طریقے پر جو انتہائی

بھلا ہو۔

قرآن کی اس جامع آیت سے ہمیں اصولی ہدایات ملتی ہیں۔
(۱) دعوت حکمت کے ساتھ دی جائے۔

(۲) نصیحت اور فہماشیں عمرہ انداز میں کی جائے۔
(۳) مہا حشر کی طریقے پر کیا جائے۔

۴) حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ خود آپ کو اپنی دعوت کے تقدیس اور عظیم کا پورا پورا احساس ہو، اور آپ اس

گھریں ہے دوست کو ما فہمی کے مذاہدہ پر ہی جا بے چا گئے بصیریں جلکہ اپ موقع محل کا بھی پورا پورا الحاظ رکھیے اور مخاطب کا بھی، ہر طبقے ہر گروہ اور ہر فرد سے اس کی نکری رسائی، استعداد، صلاحیت، ذہنی کیفیت اور سماجی حیثیت کے مقابل بات کیجئے۔ اور ان اٹل قدر وں کو پاہمی افہام و تفہیم اور دعوت کی بنیاد بنائے جن میں باہم اتفاق ہو۔ اور جو قربت و فیولیت کے لئے راہ ہوا کریں۔

۵۔ عمدہ نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس سوز، خیر خواہی اور خلوص کے ساتھ نیک چند بات کو اپھاریئے کہ مخاطب شوق و رغبت کے چند بات سے سرشار ہو جائے اور دین سے اس کا تعلق محسن ذہنی اطمینان کی حد تک نہ رہے بلکہ دین اس کے دل کی آواز، روح کی غذا اور چند بات کی تسلیکیں بن جائے۔

۶۔ تنقید و مہاجش میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی تنقید تعمیری ہو، دسوزی اور اخلاص کی آئینہ دار ہو، اور انداز اپیادنشیں اور سادہ ہو کہ مخاطب میں، ضد، لفتر، ہٹ و ھری، تعصب اور حبیت جاہلیت کے چند بات نہ ابھریں بلکہ وہ واقعی کچھ سوچنے سمجھنے پر مجبور ہو، اور اس میں حق کی طلب پیدا ہو، اور جہاں یہ کیفیتیں پیدا ہوتی نظر نہ آئیں آپ انہی زبان بند کر لیجئے اور اس مجلس سے اٹھ کر چلے آئیے۔

۷۔ ہر حال میں پورے دین کی دعوت دیجئے اور اپنی سمجھے سے اس میں کافٹ چھانٹ نہ کیجئے۔ اسلام کی دعوت دینے والے کو یہ حق ہرگز نہیں ہے

کہ وہ اپنی صوابر پر کے مطابق اس کے کچھ اجزاء پیش کرے اور کچھ جھپٹائے رکھے۔
خدا کا ارشاد ہے۔

وَإِذَا نُشْلِلَ عَلَيْهِمُ الْيَتَأْبَيِّنُتْ قَالَ اللَّهُ يُؤْكِدُ حَوْنَ
يَقَاءَنَا أَنْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَفْبَذَلُهُ ثُلُّ مَا يَكُونُ لِي
أَنْ أَبْتَلَكَهُ مِنْ تِلْقَائِنِي نَفْسِي وَإِنْ آتَيْتُمْ إِلَّا مَا يُؤْخَلُ
إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُهُمْ إِنْ عَحِيَّتُكُمْ رَبِّي عَذَابٌ يَوْمٌ عَظِيمٌ
ثُلُّ لَوْشَاءَ اللَّهُ مَاتَلَوْشَةَ عَلَيْكُمْ وَلَا أَذْسِرُكُمْ بِهِ فَقَدْ
لَبِثْتُ فِي كُمْ عَمَّرَ أَمْنٌ قَبْلِهِ طَافَلًا تَعْقِلُونَ هُ فَمَنْ
أَظْلَكَهُمْ إِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَذْكَرَهُ بِإِيمَانِهِ
إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ (ایوں ۱۵-۱۶)

”ادرجیب ان کو ہماری کھلی کھلی آئیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ
ہماری ملاقات کا یقین نہیں رکھتے۔ وہ کہتے ہیں۔ اس قرآن کے بھائے
کوئی دوسرا قرآن لا سیے یا اسی میں کچھ تغیر تبدل کر دیجئے آپ فرمادیجئے
کہ میں اپنی طرف سے ہرگز اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ میں تو خود اسی
وحی کا پیرو ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی
کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا خوتہ ہے۔ اور کہیئے
اگر خدا نے یہ تہچاہا ہوتا کرہ میں یہ قرآن تمہیں سناؤں تو میں کبھی نہ سنا سکتا۔ اور
نہ وہ ہی تمہیں اس سے واقف کرتا۔ پھر اس سے بڑھ کر ظالم اور کوں ہو گا جو
ایک جھوٹی یات گھٹ کر خدا کی طرف نسوب کرے یا خدا کی رواقی، آیات

کو جھوٹا قرار دے۔ یقیناً مجرم لوگ کبھی فلاح نہیں پاسکتے ॥

حالات کیسے ہی ناساز گارہوں درائی کا کام بہر حال یہی ہے کہ وہ دین کو اپنی اصل اور مکمل حالت میں پیش کرے، اور خدا کے دین میں کمی بیشی، اور حالات کے تقاضوں کے تحت اپنی سمجھ سے اس میں تغیر فتہ بدل بہت بڑا ظلم ہے اور ایسے لوگوں کی دنیا بھی تباہ ہوتی ہے اور آخرت بھی، — اسلام اُس خدا کا بھیجا ہوا دین ہے، جس کا علم پوری کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو ازال سے اب تک کا یقینی علم رکھتا ہے۔ اور جس کا نقطہ نظر غلطی سے قطعاً پاک ہے جو انسانی زندگی کے آغاز سے بھی واقع ہے اور انعام سے بھی اور جس کی مشیت کے تحت ہی انسانی معلومات میں روز بروز حیرت انگیز وسعت پیدا ہو رہی ہے اور انسانی زندگی میں غیر عموی ترقیاں روپما ہوتی جا رہی ہیں، — کسی اور کے لئے تو بدلہ کسی کمی بیشی کی کیا گنجائش ہو گی جب کہ خود داعی اول کا مقام یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایک مشائی فرمانبردار کی طرح اس دین کی پیروی کریں اور نافرمانی کے تصور سے لذتے رہیں۔

۲- دین کو اس حکمت کے ساتھ فطری انداز میں پیش کیجئے کہ وہ غیر فطری بو جھدنہ محسوس ہو۔ اور لوگ پد کنے اور منتظر ہونے کے بجائے، اس کو قبول کرنے میں سکون اور راحت محسوس کریں، اور آپ کی نرمی، شیریں زباتی اور بچہمانہ طرزِ دعوت سے لوگ دین میں غیر عموی کشش محسوس کریں۔ حضرت معاویہ ابن حکم مأفرماتے ہیں: «ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چینیک آئی میں نے نمازی میں «یَرْحَمُكَ اللَّهُ»

کہہ کر چینیک کا جواب دے دیا۔ لوگ مجھے گورنے لگے۔ میں نے کہا۔ خدا
تمہارا بھلا کرے مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ تو لوگوں نے مجھے خاموش رہنے کا
اشارة کیا۔ میں خاموش ہو گیا۔ جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے
فارغ ہوئے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نے ایسا بہترین
تعلیم و ترتیب کرنے والا نہ ان سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ان کے بعد۔ آپ
فے نہ کو مجھے ڈانٹا۔ نہ مارا۔ اور نہ برا بھلا کہا۔ صرف یہ فرمایا۔ دیکھو ایسا نماز
ہے۔ نماز میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ نماز تو نام ہے خدا کی پاکی اور
برتری بیان کرنے کا۔ اس کی بڑائی بیان کرنے اور قرآن پڑھنے کا۔

۳۔ اپنی تحریر، تقریر اور دعوتی گفتگوؤں میں ہمیشہ اس اعتدال کا اہتمام
رکھیجئے کہ سذجے والوں پر امید کی کیفیت بھی طاری رہے اور خوف کی بھی۔ نہ تو
خوف پر ایسا سوالغہ آمیز زور دیجئے کہ وہ خدا کی رحمت سے مایوس ہونے لگیں
اور اپنی اصلاح اور نجات انہیں نہ صرف مشکل بلکہ محال نظر آنے لگے۔ اور
نہ خدا کی رحمت اور نجاشی کا ایسا تصور پیش کیجئے کہ وہ بالکل ہی بے پاک اور
غیر ذمہ دار بن جائیں اور خدا کی بے پاک رحمت و نجاشی کا سہارا لے کر
نافرمانیوں پر کمر پاندھلیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”بہترین عالم وہ ہے جو لوگوں کو رابیے انداز سے خدا کی طرف دعوت
دیتا ہے کہ خدا سے مایوس نہیں کرتا اور نہ خدا کی نافرمانی کے لئے الہیں خصینیں
دیتا ہے اور نہ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف ہنا گا ہے۔“

۵۔ دھوپی کوششوں میں دوام اور سلسل پیدا کیجئے۔ اور جو پروگرام بنائیں اسے استقلال اور ذمہ داری کے ساتھ برابر چلاتے رہنے کی کوشش کیجئے۔ پر و گراموں کو ادھورا چھوڑنے اور نئے نئے پروگرام بنانے کی صادت سے بچئے۔ تھوڑا کام کیجئے لیکن مسلسل کیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”دیہتری عمل وہ ہے جو مسلسل کیا جاتا رہے۔ چاہے وہ کتنا ہی
تکوڑا ہو گے۔

۶۔ دھوت و تبلیغ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات اسکا لیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجیے اور صبر و استقامت دکھائیے۔
قرآن میں ہے۔

وَأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَايَةُ الْمُنْكَرِ وَإِصْبَرْهَلِي مَا
أَصَابَكَ - (العنان)

۶۰ اور نیکی کا حکم دد۔ اور برائی سے روگو اور اس راہ میں جو مصائب
بھی آئیں ان کو استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہو ۶۱

راہ حق میں مصائب اور مشکلات کا آنا ضروری ہے، آزمائش کی منزلوں سے گزر کر ہی ایمان میں قوت آتی ہے اور اخلاق و گرداری میں پہنچنگی پیدا ہوتی ہے۔ یہی دیرہ ہے کہ خدا اپنے ان بندوں کو ضرور آزماتا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو اپنے دین و ایمان میں جتنا زیادہ پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اسی لحاظ سے سخت ہو جائے۔

خدا کا ارشاد ہے۔

وَلَنَبْلُوْنَكُمْ رِثْيَةً مِنَ الْخُوفِ وَالْجُوعِ وَلَقُصِّ قِصَّ
الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالشَّهَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ أَلَّذِينَ
إِذَا آتَاهُمْ مُعِيشَةً فَالْوَإِيمَانُ لِلَّهِ وَإِنَّمَا إِيمَانُهُ لِلْجَهَنَّمِ
أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوةٌ قِصَّ شَرِّهِمْ وَرَحْمَةٌ لَأُولَئِكَ هُم
الْمُهْفَدُونَ - (البقرہ)

”اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات
اور آدمیوں کے گھاٹے میں بمتلاکر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان
حالات میں جو لوگ صبر کریں اور حب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ
”ہم خدا ہی کے ہیں اور خدا ہی کی طرف ہیں پڑت کر جانا ہے“ اپنے
خوشخبری دے دیجئے ان پر ان کے رب کی طرف سے عنایات ہوں گی۔
اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست روہیں“

(البقرہ ۱۵۴-۱۵۵)

حضرت سودہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ اسب
ے زیادہ سخت آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
”ابیار طیہہ السلام کی، پھر جو دین دایمان میں ان سے زیادہ قریب ہو اور
اور پھر جو اس سے قریب ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے
ہوتی ہے لیکن جو شخص اپنے دین میں پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی
ہے اور جو دین میں کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش بکلی ہوتی ہے۔ اور یہ آزمائش

بے ابرہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔ (مشکوٰۃ)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا مجھے خدا کی راہ میں اتنا اتنا ستا یا گیا کہ کبھی کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا اور مجھے خدا کی راہ میں اتنا اتنا ڈرایا گیا کہ کبھی کوئی آدمی اتنا نہیں ڈرایا گیا۔ اور ہم تو پیشِ شبِ روز ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور ملاںؒ کے کھانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہ تھی جیسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس مختصر تروشے کے جو ملاںؒ کی بغل میں تھا۔ (ترمذی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

”جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا اندرا اس کو صبر بخشے گا۔ اور صبر سے زیادہ پہتر اور بہت سی بحلا میوں کو سمجھئے والی بخشش اور کوئی نہیں۔“ (بخاری، سلم)

وہ اصل آزادی کی تحریک کو قوت پہنچانے اور آگے بڑھانے کا لازمی ذریعہ ہیں۔ آزادی کی منزوں کے گزرے بغیر کوئی تحریک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی، بالخصوص وہ تحریک جو مالم انسانی میں ایک ہمہ گیر انقلاب کی دعوت دیتی ہو اور پوری انسانی زندگی کو سی بخیا دوں پر تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتی ہو۔ جس زمانے میں کہتے کے سنگدل ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں ہدے بے پناہ ظلم و ستم تو ڈر رہے تھے انہی دنوں کا ایک واقعہ حضرت خہاب ابن الارثؓ بیان فرماتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے ساتھے میں پادری سر کے نیچے رکھے آرام فرمائے تھے۔ ہم آپ کے پاس شکایت لے کر پہنچے۔ یا رسول اللہ! آپ ہمارے لئے خدا سے مدد طلب نہیں فرماتے۔ آپ اس ظلم کے غلام کی دعا نہیں کرتے (آخر یہ سلسلہ کب تک دراز رہے گا اور کب یہ مصائب کا ذور ختم ہو گا؟) نبی نے یہ سن کر فرمایا۔ تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کے لئے گرسا کھودا جاتا۔ پھر اس کو اس گھر میں ہیں کھڑا کر دیا جاتا، پھر آلا لایا جاتا اور اس کے جسم کو چھیرا جاتا۔ یہاں تک کہ اس کے جسم کے دلکشی کے دریے ہاتے۔ پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا اور اس کے جسم میں لوہے کے لگانے چھپتے ہاتے جو گوشت سے گزر کر پڑیں اور مٹھوں تک پہنچ جاتے۔ مگر وہ خدا کا بندہ حق سے نہ پھرتا۔ جسم ہے خدا کی، یہ دین غالب ہو گز ہے گا۔ یہاں تک کہ سوراں میں کے دار الخلافے صنعت سے حضرت موت تک کا سفر کرے گا اور راستے میں خدا کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا۔ البته چرخا ہوں کو صرف بھیریوں کا خوف ہے گا کہ کہیں بھری اٹھانے لے جائیں۔ لیکن انسوں کہ تم جلدی چوار ہے ہو یا (بخاری) حضرت معاویہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے تباہ ہے کہ ”میری امانت میں برابر ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو خدا کے دین کا محافظ رہے گا۔ جو لوگ ان کا ساتھ نہ دیں گے اور جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہاں کو تباہ نہ کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ خدا کا فیصلہ آجائے اور یہ دین کے محافظ لوگ اپنی اسی حالت

پر قائم رہیں گے ॥ (بخاری، سلم) ۔
بے بے چار داداری مذاہنست اور اصولوں کی قربانی دینے سے سختی کے
ساتھ پرہیز کر جائے۔ قرآن میں مونتوں کی تعریف میں کہا گیا ہے۔
آئیلَّا اُمُّ هَلَّ الْكُفَّارِ۔

وَدَوْهُ كَافِرُوْنَ پُر سخت ہوتے ہیں ۔

یعنی وہ اپنے دین اور اصول کے معاملے میں انہرائی شدید ہوتے
ہیں وہ کسی حال میں بھی اپنے اصولوں کے معاملے میں کوئی مصالحت یا
مدعاہنست نہیں کرتے۔ وہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن دین اصول
کی قربانی نہیں دے سکتے۔ مسلمانوں کو خدا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
توسط سے ہدایت دی ہے۔

نَكِيدَ إِلَكَ فَأَذْعَمَ أَسْتَقِيمُ كَمَا أَمْرَتَ وَلَا تَنْكِيْمُ
آهُواَهُمْ۔

دلپس آپ اسی دین کی طرف دعوت دیجئے اور جس طرح آپ
کو حکم دیا گیا ہے اسی پر مضبوطی کے ساتھ جسے رہیئے اور ان لوگوں کی
خواہشات کے نیچے نہ چلیئے ۔ (الشوریٰ ۱۵)

دین کے معاملے میں مذاہنست، بے چار داداری اور باطل سے
مصالحت وہ خطرناک کمزوری ہے جو دین دا ایمان کو تباہ کر کے
رکھ دیتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جب بنی اسرائیل خدا کی نافرمانیوں کے کام کرنے لگے تو ان کے علماء نے ان کو روکا یعنی وہ نہیں رکے (تو ان کے علماء ان کا بائیکاٹ کرنے کے بھائے) ان کی مجلسوں میں پیشئے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے جب ایسا ہوا تو خدا نے ان سب کے دل ایک بیبے کر دیئے اور پھر حضرت داؤد اور حضرت علیہ السلام کی زبان سے خدا نے ان پر عذت کی یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور اسی میں بُرھستے چلے گئے اس حدیث کے راوی عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ شیعی صلی اللہ علیہ وسلم شیک لگاتے بیٹھتے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا وہ نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبیلے میں ہیری جان ہے تم ضرور لوگوں کو شیکی کا حکم دیتے ہو گے اور پرانی سے روکتے رہو گے اور عالم کا انتہا پہنچو گے اور عالم کو حق کے آگے جھکھاو گے اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو تم سب کے دل یہی ایک ہی طرح کے ہو جائیں گے اور پھر خدا تمہیں اپنی رحمت اور بدابت سے دور پھینک دے گا جس طرح بنی اسرائیل کو اس نے محروم کر دیا۔

۸۔ اپنے بچوں کی اصلاح و تربیت اور ان کو اقامتِ دین کا فریضہ انجام دینے کے لئے تیار کرنا آپ کا اولین فرض یعنی ہے اور آپ کی سرگرمیوں کا فطری میدان یعنی - اس میدان کو چھوڑ کر اپنی تبلیغی اور اصلاحی کوششوں کے لئے مخصوص پاہر کے میدان تلاش کرنا غیر عیکھا نہ اور غیر فطری عمل ہے - اور یہ بہت بڑی کوتاہی اور فرار ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ قحط کے زمانے میں اپنے گھروں کو بھوک پیاس سے نڈھال اور جان بلب چھوڑ کر باصر

ضرورت مندوں کو تلاش کر کے غلہ تقییم کرنے کی فیاضی کا مظاہرہ کریں۔ گویا
نہ تو آپ کو بھوک پیاس اور قربت و محبت کا احساس ہے اور نہ غلہ کی تقییم
کی عکس ہی سے آپ کافر ان آشندہ ہے۔ قرآن میں مومنوں کو مدارکت دی گئی
ہے۔

يَا إِيَّاهَا أَللّٰهُمَّ إِنَّمَا قُوًا أَنفُسَكُوْدَ وَآهُلَيْكُمْ نَائِمٌ

”مومنوں بچاؤ اپنے کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے ۶۷“

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے
”وَقَمْ مِنْ سَعْيَ هُرَيْكَ مُنْكَرَانَ اُوْرَذَمَهَ دَارَ ہے، اُوْرَتَمْ مِنْ سَعْيَ هُرَيْكَ
سے ان لوگوں کے بارے میں باز پس کی جائے گی جو تمہاری نگرانی میں ہوں
گے۔ حاکم نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ جائے
گا اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس
کے بھوپوں کی نگران ہے۔ تو قم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے اور قم
میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ بچہ ہو گی جو اس کی نگرانی
میں دیکھے گئے ہیں۔ (نگرانی، سلم)

۹۔ اپنے پڑو سیلوں اور ملے والوں کی اصلاح و تعلیم کی بھی فکر کیجئے اور
اس کو بھی اپنا فریضہ سمجھیجئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف
فرمائی۔ پھر فرمایا۔ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑو سیلوں میں دین کی سماجی
بوجدد پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکتا تے اور انہیں دین سے نہ اقت

رہنے کے عہر تناک نتائج نہیں بتاتے۔ اور انہیں برسے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ پر جھپیدا نہیں کرتے اور دین سے جاہل رہنے کے عہر تناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم الگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً دین کی تعلیم دیں۔ ان کے اندر دین کی سمجھ پر جھپیدا کریں۔ انہیں نصیحت کریں۔ ان کو اچھی تباہیں اور ان کو برہی ہاتوں سے روکیں تھر لوگوں کو چاہئیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سکیں، دین کی سمجھ پریدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں درختیں انہیں بہت جلد سزا دندگا۔ پھر آپ صبر سے اترائے، اور تقریر نہیں فرمادی۔

سنے والوں میں سے بعض لوگوں نے دوسروں سے پوچھایا کون لوگ تھے جن کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریر فرمائی؟ دوسروں سے لوگوں نے بتایا کہ آپ کاروئے سخن قبیلۃ الشعر کے لوگوں کی طرف تھا۔ یہ لوگ دین کا علم رکھنے والے لوگ ہیں اور ان کے پڑوس میں چھپوں پر رہنے والے دیہاتی اجداد لوگ ہیں۔ جب اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو پہنچی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اسے خدا کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارے اور پر غصہ فرمایا۔ تو فرمائی ہے ہم سے کیا قصور ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں انہیں حظ نصیحت کریں، اچھی ہاتوں کی تلقین کریں اور برہی ہاتوں سے روکیں اسی

طرح لوگوں کا یہ سبji فرض ہے کہ وہ اپنے ٹپو سیلوں سے دین کا علم حاصل کریں ان کی بصیرتوں کو قبول کریں اور اپنے اندر دین کی سمجھ پیدا کریں ورنہ میں بہت جلد ان کو دنیا میں سزا دوں گا لایہ گئی کرتے ہیں اشعر کے لوگوں نے کہا۔ ائے خدا کے رسول اکیا ہم دوسرے لوگوں میں سمجھ پیدا کریں؟ آپ نے فرمایا وجہی ہاں یہ تہاری ذمہ داری ہے ”تو یہ لوگ بولے حضورؐ میں ایک سال کی مہلت دیجئے۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کو ایک سال کی مہلت دی جس میں وہ اپنے ٹپو سیلوں کو دین سکھائیں اور دنیی سمجھ پیدا کریں۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آپسیں تلاوت فرمائیں۔

لَعْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ بَخِيَ إِسْرَائِيلَ عَلَى إِسَانٍ
دَأْوَ وَعِبْيَى ابْنِ فَرْقَيْمَ ذَالِكَ بِهَا غَصَّوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ
كَانُوا لَا يَتَّأْهُونَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

(المائدہ: ۲۸، ۴۹)

”بنی اسرائیل کے کفر کرنے والوں پر لعنت کی گئی داؤ دگی زبان سے اور علیی ابن مریمؐ کی زبان سے اور یہ لعنت اس لئے کی گئی کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور برابر خدا کے احکام توڑتے چلے گئے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کو بری ہاتوں کے کرنے سے نہیں روکتے تھے۔ بلاشبہ ان کی یہ حرکت انتہائی بُری تھی تو۔

۱۔ جن لوگوں کے درمیان آپ دعوت و تبلیغ کا خوشگوار فریضہ انجام

دے رہے ہوں، ان کے مذہبی معتقدات اور جذبات کا احترام و لحاظ کیجئے۔ نہ ان کے بزرگوں اور پیشواؤں کو برے نام سے یاد کیجئے، نہ ان کے معتقدات پر حملے کیجئے نہ ان کے مذہبی نظریات کی تحقییر کیجئے۔ ثابت انداز میں حکمت کے ساتھ اپنی دعوت پیش کیجئے اور تنقید میں بھی مخاطبین کو سہرا کانے کے بجائے نہایت فسوزی کے ساتھ ان کے دل میں اپنی بات آتا رہے کی کوشش کیجئے۔ اس لئے کہ جلد پا قی تنقید اور توہین آمین گفتگو سے مخاطب میں کسی خوشگوار تبدیلی کی توقع نہیں ہوتی۔ البتہ یہ الہلیہ رہتا ہے، کہ کہیں حیثیت چاہیت اور تعصیت کے سیچان میں وہ خدا اور درین کی شان میں گستاخی کرنے لگے اور درین سے قریب آنے کے بجائے وہ اور زیادہ درین سے دور ہو جائے۔

قرآن کی ہدایت ہے۔

وَلَا تَسْبِّحُوا إِلَّا دِيْنَ يَدْعُونَ مِنْ دُّنْ عِنْ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ فَيَسِّبُّوا اللَّهَ
عَذَّفُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ

درائے منوہ اپنے لوگ خدا کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر خدا کو گالیاں دینے لگیں۔

۱۰۷ داعیٰ الی اللہ بن کر دعوت کا فریضہ انعام دیجئے۔ یعنی صرف اللہ کی طرف دعوت دینے والے نہیں۔ خدا کے بندوں کو خدا کے سوا کسی اور چیز کی طرف ہرگز نہ ہلائیے نہ وطن کی طرف بلاجئے نہ قوم اور رسول کی طرف، نہ

کسی زبان کی طرف دعوت دیجئے نہ کسی جماعت کی طرف، مومن کا نصب العین صرف خدا کی رضا ہے۔ اسی نصب العین کی طرف دعوت دیجئے اور یہ یقین پیدا کرنے کی کوشش کیجئے کہ بندے کا کام حضن یہ ہے کہ وہ اپنے غالق و مالک کی بندگی کرے، اپنی انفرادی زندگی میں بھی اور خانگی زندگی میں بھی، سماجی زندگی میں بھی اور ملکی معاملات میں بھی، غرض پوری زندگی میں اپنے مالک اور پروردگار کے کہنے پر چلے اور اس کے قانون کی مخلاف صانہ پیرادی کرے۔ اس کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ مسلمان اپنا نصب العین قرار دے۔ اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔ مومن جب بھی خدا کی ہدایت سے منزہ موز کر خدا کی رضا کے سوا کسی اور چیز کو اپنا نصب العین قرار دے گا۔ دلوں جہاں میں ناکام و نامراد ہو گا۔

وَمَنْ أَحْسَنَ قُوَّلًا مِّنَ دَعَاءِ اللَّهِ وَعَمِيلٌ صَالِحًا وَ
قَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

وہ اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف دعوت دی، اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں خدا کا فرمائیز فار اور مسلم ہوں ۹

نظم جماعت کے آداب

اـ دھوت تبلیغ کا فریضہ انعام دینے کے لئے مضبوط تنظیم درجہ دین لائیے
اور اقامت دین کے لئے اجتماعی جدوجہد کیجیے۔

وَلَنَكُنْ مِّثْكُفُ أَمَّةً يَذْهَبُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَا عَنِ الْمُنْكَرِ۔

”اور تم میں ایک جماعت تو ایسی ضرور ہی ہونا چاہیے جو خیر کی طرف دھوت دے، اچھے کاموں کا حکم دے اور بے کاموں سے روکے۔“

”الْخَيْر“ سے مراد ہر وہ فطری بھلائی ہے جسے ہمیشہ انسانی فطرت نے بھلائی سمجھا ہے اور جس کی بھلائی ہونے کی شہادت آسمانی کتابوں نے دی ہے ان تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی ایک جامع اور مرتب شکل خدا کا بھیجا ہوا وہ دین ہے جو ہر دوسریں خدا کے پیغمبر لاتے رہے ہیں اور جس کی آخری سکھل، مستند اور محفوظ شکل وہ کتاب و سنت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دے گئے ہیں۔ اسی خیر کی طرف دھوت دینے اور بھلائیوں سے دنیا کو مالا مال کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان جماعت بن کر نظم طور پر اس کام کو انجام دیں۔ اور زندگی کے ہر میدان میں باطل پر غلبہ حاصل کرنے کے

لئے مضبوط اجتماعیت درجہ میں لا میں اور انہی کی منظم اجتماعی جدوجہد کریں۔ خدا نے مومنوں کی اس مضبوط اجتماعیت اور اجتماعی جدوجہد کا نقشہ کیا ہے ہوئے ان کی مثالی اجتماعیت کی تعریف کی ہے اور ان کو اپنا محبوب قرار دیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْأَنْبِيَاءَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفَا كَعْوَنَ
بُنْيَانٌ فَرَمَ صَوْصَنْ ۝

” بلاشبہ وہ لوگ خدا کے محبوب ہیں جو اس کی راہ میں استقلال کے ساتھ صفت ہاندھے لڑتے رہتے ہیں گویا کہ وہ سیسر پلاں ہوئی عمارت ہیں ۝

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی زندگی کی اہمیت اور جماعت بن کر زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

”تین آدمی جو کسی جنگل میں رہتے ہوں، ان کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر منتخب کر لیں“ (منتقی)

اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

”جو شخص جنت کے وسط میں اپنا گھر بنانا چاہتا ہو اسے ”الجماعت“ سے چھپنا رہنا چاہیے۔ اس لئے کہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے، اور حب وہ دو ہو جلتے ہیں تو وہ دور بھاگ جاتا ہے۔“

”الجماعت“ سے مرا و مسلمانوں کی ایسی منظم اجتماعیت ہے، جب اقتدار اسلام کے ہاتھ میں ہو، اور مسلمان علمیہ اسلامی احکام و قوانین نافذ کر رہا ہو

اور سارے اہل اسلام اس کی قیادت و رہنمائی پر متفق ہوں۔ — ایسی
حالت میں کسی مسلمان کے لئے قطعاً گنجائش نہیں کہ وہ جماعت سے الگ
راہ کر زندگی گزارے اور حبِ بیہِ الجماعت موجود نہ ہو تو اس کا فرض ہے
کہ وہ منظم ہو کر اجتماعی جدوجہد کے ذریعے اس الجماعت کو وجود میں لانے
کی کوشش کرے۔

۲۔ اتحاد و تنظیم کی بنیاد صرف دین کو بنائیے۔ اسلامی تنظیم وہی ہے جس کی
بنیاد خدا کا دین ہو۔ خدا کے دین کو چھوڑ کر کسی اور بنیاد پر مسلمانوں کا اتحاد و
اتفاق، وہ اتحاد نہیں ہے جس کا حکم اسلام نے دیا ہے اور ایسی تنظیم اور جماعت
و رحمیت اسلامی تنظیم نہیں ہے۔ مسلمانوں میں حقیقی رشتہِ اخوت و اتحاد صرف
دین ہے، دین کے سوا جس چیز کو بھی یہ اپنے اتحاد کی بنیاد بنائیں گے مٹھد
ہونے کے بجائے منتشر ہوں گے اور ایک جماعت بننے کے بجائے
گروہ، گروہ اور فرقہ، فرقہ بن جائیں گے۔

جماعت بنائیے تو صرف اس لئے کہ خدا کا دین قائم کرنا آپ کا نصب العین
ہو اور آپ کی ساری تکوں و محض اسی کی خاطر ہو۔
قرآن کا ارشاد ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِجَبَّابِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا فَإِذَا دُكُرُوا إِذْمَعْمَةٌ
اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْكُرُنَّمَا أَعْدَأْتُمْ فَالْفَتَّ بَيْنَ قَلْوَيْكُمْ فَإِذْبَحْتُمْ
إِذْبَحْتُمْ إِنْحُوا إِنْهَا۔ (آل عمران ۱۰۳)

ہدایت کیا کہ خدا کی رسمی کو ضمیر طبقہ پر رہنا، اور الگ الگ

فرقے نہ بن جانا اور خدا کے اس احسان کو یاد رکھنا بھروس نے تم پر کیا
ہے، تم ایک دوسرے کے ذمیں تھے۔ اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے
اور تم اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔

خدا کی رسی سے مراد خدا کا دین، اسلام ہے، قرآن کے نزدیک مسلمانوں
کی وحدت و اجتماعیت کی نیا دینی دین ہے اس کے سوا کوئی بھی نیا دین مسلمانوں
کو جوڑنے والی نہیں بلکہ پارہ کر دینے والی ہے۔

۳۔ دعوتِ حق کے کارکنوں سے دلی محبت کیجئے اور اس رشتے کو برداشت
سے زیادہ اہم اور قابلِ احترام سمجھیجئے۔

قرآن میں موسموں کی تعریف میں کہا گیا ہے۔

لَا تَنْهِدُ تَوْمَا يَوْمًا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَيَوْمَ دُنْ
مَنْ حَادَ اللَّهَ وَسَرَّ سُولَهُ وَلَوْ كَانُوا أَيَّامَهُمْ أَذْأَبْتَاءَ هُنُّ
أَذْلَّ إِخْرَاجَهُمْ أَذْعَشْتُهُمْ... (المجادلہ ۲۲)

”تم اس گردہ کو جو خدا اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے ان لوگوں سے
محبت اور الغت کرتے نہ ویکھو گے جو خدا اور اس کے رسول کی ذمیں
اور مخالفت پر کمر بستہ ہوں، چاہے وہ اس کے اپنے ہی باپ یا
اپنے ہی بیٹے یا اپنے ہی بھائی یا اپنے ہی خاندان و اسے کیوں نہ ہوں۔“

۴۔ جماعتی رفقاء کی نصیح و خیر خواہی کا اہتمام کیجئے اور جماعتی زندگی
میں باہمی تلقین کے چذبے کو بیدار رکھیجئے۔ اس لئے کہیں کامیابی کی
ضمانت ہے۔

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَهُمُوا
الظَّالِمُونَ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ.

مدزمانہ گواہ ہے کہ انسان گھائٹے ہیں ہے سو اسے ان لوگوں کے جو
ایمان لائے اور جو نیک عمل کرتے رہے، اور جو ایک دوسرے کو دین حق کی
وصیت کرتے رہے اور صبر و ثبات کی تلقین کرتے رہے۔

۵۔ جماعتی نظم کی پوری پابندی کیجیئے اور اس کو مخصوص جماعتی تشکیل کا ذریعہ
ہی نہ کیجیئے بلکہ دینی فریضہ تصور کیجیئے۔

خدا کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَرَأَدَّا
كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرِ حَاجَةٍ لَمْ يَدْعُوهَا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوْهُ
إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُوْنَكَ أَوْ لِثِكْرِ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِ - (النور: ۶۲)

”مومن تو حقیقت میں وہی لوگ ہیں جو خدا اور اس کے رسول کو دل
سے مائیں، اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول کے ساتھ ہوں
تو ان سے اجازت لئے بغیر نہ جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آپ
سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ خدا اور اس کے رسول کو مانتے
واملے ہیں ॥

نظم جماعت کی پابندی اور اپنے قائد کی اطاعت و فرمانبرداری مخصوص
ایک قانونی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک اہم شرعی معاملہ ہے اور قرآن

پاک نے ان لوگوں کے ایمان کی سنجائی کی شہادت دی جو نظمِ جماعت کے پابند ہوں اور کسی جماعتی ڈیوٹی سے اسی وقت ہٹیں جب اپنے سربراہ کار سے اچازت حاصل کر لیں۔

۶۔ جماعتی زندگی میں نیکی کے جو کام بھی ہو رہے ہوں اخلاصِ دل سے اس میں تعاون کیجیے اور جو کچھ کر سکتے ہوں اس سے دریغہ نہ کیجیے خود غرضی مطلب برآری اور خود پرستی جیسے گندم سے چند بات سے اپنا اخلاقی دامن پاک رکھیے۔

قرآن کی ہدایت ہے۔

وَتَعَاوَدُوا عَلَى الْإِيمَانِ التَّقْوَىٰ۔

”اور نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد

کرتے رہو“

۷۔ رفقاء سے تعلقات خوشگوار رکھیے۔ اور کبھی کسی سے کوئی اختلاف ہو جائے تو فوراً صلح صفائی کر لیجیئے اور دل کو کدوڑت سے پاک رکھیے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ

”پس خدا سے ڈرد، اور آپس کے تعلقات کو خوشگوار رکھو“

۸۔ اسلامی جماعت کے امیر کی خوش ولی کے ساتھ اطاعت کیجیئے اور س کے خیر خواہ اور وفادار رہیئے۔

بَنِي صَلِيْلِ اللَّهِ عَلِيِّهِ وَسَلَّمَ كَارِشَادٌ هُوَ

”مسلمانوں کو لپیٹے ذمہ دار کی بات سنتی اور ماننی ضروری ہے چاہے۔“

دہ حکم اپنی طبیعت کے لئے خوشگوار ہو یا ناخوشگوار بشر طبیعت وہ خدا کی نافرمانی کی بات نہ ہو، ہاں جس سے خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بات نہ سنبھالی چاہیے۔

اور خرماں نی چاہیے ۹ (بخاری، مسلم)

حضرت نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”دویں خلصاء نجیرخواہی اور وفاداری کا نام ہے“
تین بار
آپ نے یہ بات دہرانی۔ ہم لوگوں نے پوچھا دکس کی نجیرخواہی اور وفاداری؟
ارشاد فرمایا مخدراگی، اس کے رسول کی، اس کی کتاب کی، مسلمانوں کے ذمہ
داروں کی اور عام مسلمانوں کی وفاداری ۔
مسلم

۹۔ جماعتی عصوبیت، نتگ نظری اور دھڑکے بندی سے پرہیز کیجئے کشادہ
دلی اور خوش اخلاقی کے ساتھ ہر ایک سے تعاون کیجئے۔ اور جو لوگ بھی دین کا
کام کر رہے ہوں ان کی قدر کیجئے۔ ان کے ساتھ خیرخواہی اور اخلاص کا برنا و
کیسے اور ان کو اپنارضیق سفر اور معین کا رکھیجئے۔ دین کا کام کرنے والے حقیقت
سب ایک درسرے کے ناصر دعویٰ ہیں۔ سب کا مطلوب دین ہے اور
سب اپنی اپنی سمجھو کے مطابق دین کی خدمت ہی کرنا چلتے ہیں۔ خلوص کے ساتھ
انہیم و تقویم کے ذریعے ایک درسرے کی غلطی واضح کرنا اور صحیح طرز فکر و عمل
کی نشان دہی کرنا تو ایک نہایت ہی سوارک عمل ہے اور یہ ہونا ہی چاہیے۔

البترہ باہمی بنا فرست، کشیدگی، بیض و عناد ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اور ایک دوسرے کے خلاف پر و پیگنڈہ کرنا وہ رکیک طرزِ عمل ہے جو کسی طرح بھی اعیانِ حیں کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اور ان لوگوں کا دامن اس طرح کے داغوں

سے بالکل ہی صاف ہونا چاہئے جو داعی دل کی گھرائی سے یہ چاہتے ہیں کہ ان
توڑوں اور صلاحیتوں کو خدا کی راہ میں لے گاؤں اور زندگی میں خدا کے دریں کی
کچھ خدمت کر جائیں۔

قیادت کے آداب

۱۔ اسلامی جماعت کی قیادت اور رہنمائی کے لئے ایسے شخص کو منتخب کیجئے جو خدا تعالیٰ اور پرہیزگاری میں سب سے بڑھا ہوا ہو اور دین میں بزرگی اور بڑائی کا معیار نہ مال و دولت ہے نہ خاندان بلکہ دین میں رہی شخص سب سے افضل ہے جو سب سے زیادہ خدالے سے فرنسے والا ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهُمَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَرَّةٍ وَأَنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَفَهَائِيلَ لِتَعَاوَرُ فُؤُلَانَ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتُقْلِدُكُمْ
(المجرات)

”۱۔ ائمتوں! ہم نے تم کو ایک مرد اور حورت سے پیدا کیا، تھا کہ کنبے اور قبیلے بنائے تاکہ تم ہم پہچانے جاؤ۔ بلاشبہ خدا کے نزدیک تم سب میں زیادہ معزز اور مکرم وہ ہے جو تم سب میں زیادہ مستقی اور پرہیزگار ہے“

۲۔ قیادت کے انتخاب کر ایک خالص دینی فریضہ سمجھئے اور اپنی رائے کو خدا کی امانت سمجھتے ہوئے صرف اسی شخص کے حق میں استعمال کیجئے جس کو آپ واقعی اس بارے گرائ کو اٹھائے اور اس کا حجت ادا کرنے کے لائق

مجھتے ہوں۔
خدا کا ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ كُمُّا أَنْ تُؤْدُوا إِلَيْهَا مِنْ فِي أَهْلِهَا - (النَّاسَ)

”بِلاَشِبَدِ خَدَّا تَهْبِينَ حُكْمَ دِينِكُمْ“ ہے کہ تم اپنی امانتیں انہیں کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں۔

یہ ایک اصولی اور جامع ہدایت ہے، جو ہر طرح کی امانتوں پر حادی ہے اور سلسلہ بیان میں امانتوں سے مراد اسلامی جماعت کی ذمہ داریاں ہیں لیکن اسلامی جماعت کی قیادت اور رہنمائی کے لئے اپنی راستے اور پسند کی امانت اسی اہل شخص کے حوالے کیجیے۔ جو واقعی اس بارہ امانت کو اٹھانے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہو اس معاملے میں جائزداری یا بے جار و اداری اور اسی طرح کے دوسرے حوالے سے نتاثر ہو کر راستے درینا خیانت ہے جس سے مومن کا دامن پاک ہونا چاہیے۔

۳۔ اگر آپ مسلمانوں کی جماعت کی ذمہ داری سنبھالیں۔ تو اپنے فرانس کا پورا پورا شعور رکھیے اور کامل دیانت، محنت، احساں ذمہ داری اور تن دہی کے ساتھ دیوبھی انعام دیجیے۔

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے تو نہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔ (ریخاری مسلم)“ اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

”جس شخص نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ذمہ داری قبول کی پھر اس نے اُن کے ساتھ خیر خواہی نہ کی اور اُن کے کام انعام دینے میں اپنے آپ کو اس طرح نہیں تھکایا جس طرح وہ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے خود کو تھکانا سے تو خدا اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔ (طہرانی)

۲۴۔ اپنے مامورین کے ساتھ زمی شفقت، انصاف اور بُرداری کا بزرگاً کیجئے تاکہ وہ کھلے دل سے آپ کے ساتھ تعاون کریں اور خدا آپ کی جماعت کو اپنے دین کی کچھ خدمت کرنے کی توفیق بخشنے۔ قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہا گیا ہے۔

فِيمَا رَحْمَةً تَيَّنَ اللَّهُ لِذَاتِ رَحْمٍ وَلَوْكُثْتَ فَظْلًا غَلِيلًا قَلْبٌ
لَا يُفْضِلُ إِنْ حَوْلَ إِلَّا - (آل عمران: ۱۵۹)

و یہ خدا کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ ان لوگوں کے لئے انتہائی نرم دل ہیں ورنہ اگر کہیں آپ سخت مزاج اور سخت گیر ہوتے تو یہ سب آپ کے گرد و پیش سے چھپتے جاتے۔
اور آپ کو تاکید کی گئی ہے۔

فَأَخْفُضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
(الشعراء: ۲۱۵)

و اور آپ اپنے شفقت کے بازوں پھیلا دیجئے ان مومنوں کے لئے جو آپ کی پیروی کر رہے ہیں۔
حضرت عمر بن خطابؓ نے ریک بار تقریر کرنے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ہے اسے لوگوں کا راتم پر حق ہے کہ پیغمبر ﷺ سچے، ہماری مخلصانہ خیرخواہی کرو اور نیکی کے امور میں ہماری مدد کرو۔ ”پھر ارشاد فرمایا۔

”اسے حکومت کے ذمہ داروں اسر برآہ کی بُردباری اور فرمی سے زیادہ نفع بخش اور خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور کوئی بُردباری نہیں ہے۔ اسی طرح سر برآہ کی ناصحی اور جذبائیت اور سبے سوچے سمجھے کام کرنے سے زیادہ نقصان دہ اور ناپسندیدہ کوئی دوسرا ہی نادرانی اور باہم سیاستگی نہیں ہے۔“

۵۔ اپنے رفقار کی اہمیت کو محسوس کیجئے۔ ان کے جذبات کا احترا کیجئے ان کی ضرورتوں کا احساس کیجئے۔ اور ان کے ساتھ ایسا برادرانہ سلوک کیجئے کہ وہ آپ کو اپنا سب سے بڑا خیرخواہ سمجھیں۔

حضرت مالک ابن حوریثانؓ کہتے ہیں ایک بار ہم کچھ ہم نوجوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کے لئے پہنچے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیس رات تک رہے، واقعی خدا کے رسول انتہائی نرم دل اور رحمیم تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ محسوس کیا کہ اپنے گھر والوں کی یاد ستارہ ہی ہے تو ہم سے پوچھنے لگے کہ تم لوگ اپنے دیجچے گھر میں کہن کہن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم نے تفصیل بتائی تو فرمایا۔ اچھا تواب تم لوگ اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور انہی کے ساتھ رہو اور جو کچھ تم نے سیکھا ہے اُن کو سکھاؤ، اور انہیں نیک باتوں کی تلقین کرو۔ اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو۔ اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو۔ اور جب نماز

وقت آجائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے دے اور جو تم میں صلم و کردار کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہو وہ نماز پڑھائے۔

۶۔ اپنے رفقاء کی قدر کیجیے۔ اور انہی کو اپنا اصل سرمایہ سمجھتے ہوئے پوری تین دہی اور دلسوزی کے ساتھ ان کی تربیت کیجیے اور ان کو نادار اور مجلس سمجھ کر ان لوگوں کی طرف لچائی ہوئی نظر وں سے نہ دیکھئے میں جن کو خدا نے دنیوی شان و شوکت اور مال و اساب دے کر ڈھیل دی ہے۔

دَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَذْكُونَ رَبَّهُمْ بِالْقَدَادِةِ

الْعَشِيٰ يُرِيدُ دُونَ وَجْهَهُهُ وَلَا تَعْدُ عَيْشَكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ

عِصْمَتَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ (الکعبہ ۲۸)

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت اور رفاقت پر مطلع رکھیے
اپنے رب کی رضا کے طالب بن کر صبح و شام اس کو پکارتے رہتے ہیں۔
اور ان کو فطرانداز کر کے دنیوی شان و شوکت کی طلب میں اپنی نگاہیں نہ
دھانیئے۔

وہ حقیقت دنیٰ جماعت کا اصل سرمایہ وہی لوگ ہیں جو تن من دھن
سے دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگ گئے ہیں۔ جماعت کے قائد کا فرض
ہے کہ ان کی اہمیت کا احساس کرے اور اپنی ساری توجہ انہی کی تربیت اور
تیاری پر مرکوز رکھے۔

وہ جماعت کے سارے اہم کام رفقاء کے مشوروں سے طے کیجیے اور
اجمیں کیجیے اور رفقاء کے خلصانہ مشوروں سے فائدہ اٹھا کر جماعت کے

کاموں سے ان کا لگاؤ اور شفعت بڑھائیے۔ مومنوں کی صفت خدا نے یہ بھی بیان کی ہے کہ ان کے معاملات باہمی مشوروں سے طے ہوتے ہیں۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ۔

”اور ان کے معاملات باہمی مشوروں سے طے پاتے ہیں۔“

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید کی گئی ہے کہ خاص معاملات میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ لیجئے۔

وَشَارِدُهُمْ فِي الْأَمْرِ۔

”اور خاص معاملے میں ان سے مشورہ کیجئے۔

۸۔ جماعتی معاملات میں ہمیشہ فراخندی اور ایثار سے کام لیجئے اپنے اور اپنے گروہوں کو کسی معاملے میں ترجیح نہ دیجئے۔ بلکہ ہمیشہ ایثار اور فیاض کا برنا فرمیجئے تاکہ رفقاء خوش دل کے ساتھ ہر قرآنی دینے کے لئے پیش پیش رہیں۔ اور ان میں جماعت سے بد دلی اور بے تعلقی نہ پیدا ہو اور نہ خود غرضی اور مطلب برداری کے جذبات اکبرتے پا میں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت عمرؓ سے کہا۔

”اے خطاب کے بیٹے! میں نے مسلمانوں پر تمہیں اس نے منتخب کیا ہے کہ تم ان کے ساتھ مشفقاتہ برداز کرو۔ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اٹھائی ہے، تم نے دیکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ہم کو اپنے اوپر اور ہمارے گروہوں کو اپنے گروہوں کے اوپر ترجیح دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو جو کچھ آپ کی طرف سے ملتا۔ اس میں سے کچھ بچ جاتا تو وہ ہم نبیؐ کے گھر

والوں کو بھری بھیجا کرتے تھے۔ (کتاب الخراج)

۹۔ چانپداری اور خوش پروردگاری سے ہمیشہ پہنچتے رہئے اور بھیجا مرقدت
اور روازداری سے بھی پورہ ہبہ کریجئے۔ حضرت یزید بن سفیانؓ نے کہتے ہیں کہ جب
حضرت ابو بکرؓ نے مجھے سپہ سالار بن اکرم شام کی طرف روانہ کیا۔ تو اس وقت
یہ صیحت فرمائی۔

”اُنے یزید اتمہارے کچھ عزیز اور رشتہ دار ہیں اُہو سکتا ہے کہ تم ان
کو کچھ ذمہ داریاں دینے میں ترجیح دیئے لگو۔ تمہارے لئے میرے نزدیک
سب سے زیادہ اندریشے اور خوف کی بات یہی ہے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسلموں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار
ہو اور وہ مسلمانوں پر کسی کو محض رشتہ داری کی بنا پر یا محض دوستی کی وجہ سے
حکمران بنلاتے تو خدا اس کی طرف سے کوئی فدائی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ
جہنم میں ڈال دے گا। (کتاب الخراج)

۱۰۔ جماعت کے لفظ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط رکھنے کی کوشش کیجئے اور
کبھی اس مسئلے میں بیجا زمی اور ڈھیل سے کام نہ کیجئے۔
خدا کا ارشاد ہے۔

قَيَّادًا إِسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِنَا فَأَذَنْتَ لِكُنْ شَدُّتْهُمْ
وَأَشَغَفْتَهُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ

”تو حب و رہ اپنے کسی خاص کام کے لئے آپ سے اجازت مانگیں تو
آپ جس کو چاہیں اجازت دے ریا کریں، اور ان لوگوں سے حق میں خلاۓ

استغفار کیا کریں۔

یعنی جب جماعت کے رفقا کسی اجتماعی ضرورت کے لئے جمع ہوں اور پھر بعض لوگ اپنی بخی ضرورت اور معاذوریوں کی وہی سے اجازت مانگنے لگیں تو سربراہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ نظم جماعت کی اہمیت کے پیش نظر صرف انہی لوگوں کو اجازت دے جن کی ضرورت واقعی اس اجتماعی دینی کام کے مقابلہ میں زیادہ قابل ترجیح ہو یا جن کی معاذوری واقعی شرعی معاذوری ہو اور اس کا قبول کرنا ضروری ہو۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

احسان عہدت

باب پنجم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا فرماتا ہے۔

میرے بندوں تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جس کو میں ہدایت دوں، پس تم مجھی سے ہدایت طلب کرو کہ میں تمہیں ہدایت دوں۔ میرے بندوں تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جس کو میں کھلاوں، پس تم مجھی سے روزی مانگو کہ میں تمہیں روزی دوں۔ میرے بندوں تم میں سے ہر ایک ننگا ہے سوائے اس کے جس کو میں پہناؤں، پس تم مجھی سے لباس مانگو کہ میں تمہیں پہناؤں۔ میرے بندوں تم رات میں بھی گناہ کرتے ہو اور دن میں بھی اور میں سارے گناہ معاف کر سکتا ہوں پس تم مجھ سے مغفرت چاہو تو کیمی تکھلا دے گناہ معاف کر ددی۔

(صحیح مسلم)

توبہ و استغفار کے آداب

۱۔ توبہ کی قبولیت سے کبھی مایوس نہ ہوں، کیسے ہی بڑے بڑے گناہ ہو
گئے ہوں، توبہ سے اپنے نفس کو پاک کیجئے اور خدا سے پر امید رہئے، مایوسی
کافروں کا شیوه ہے۔ مومنوں کی تواقیازی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ
توبہ کرنے والے ہوتے ہیں اور کسی حال میں خدا سے مایوس نہیں ہوتے گناہوں
کی زیادتی سے گھبران کر مایوسی میں مبتلا ہونا اور توبہ کی قبولیت سے ناامید ہونا ذہن
و فکر کی تباہ کن گمراہی ہے۔ خدا نے اپنے محبوب بندوں کی یہ تعریف نہیں
فرمائی ہے کہ ان سے گناہوں کا صدر نہیں ہوتا بلکہ فرمایا ان سے گناہ ہوتے
ہیں لیکن وہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ صفائی سے ان کا اعتراض
کرتے ہیں اور خود کو پاک کرنے کے لئے بے چین ہوتے ہیں۔

وَاللَّهُ يُعْلَمُ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَلْفَسَهُمْ ذَكْرُوا اللَّهَ
فَاسْتَغْفِرُوا إِذَا تُوبُرُمْ وَمَنْ يَغْفِرُ اللَّهُ تُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ
يُعْلَمْ وَإِنَّمَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ (آل عمران ۱۲۵)

و اور اگر کبھی ان سے کوئی فحش کام سرزد ہو جاتا ہے یادہ اپنے اور پر کبھی
زیادتی کر دیجئے ہیں تو مگا انہیں خدا یاد آ جاتا ہے اور وہ اس سے اپنے گناہوں
کی معافی چاہتے ہیں اور خدا کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کر سکتا ہو یہ

اور وہ جانتے رہ جاتے اپنے کئے پر ہرگز اصرار نہیں کرتے۔
اور دوسرے مقام پر فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ يُعِظُّ الظَّالِمِينَ إِذَا أَمْسَكُوكُمْ طَائِمِينَ مِنَ الشَّيْطَانِ تَدَّعُوا
فَإِذَا هُمْ مُبْصَرُونَ - (الاعراف ٢٠١)

«فِي الْوَاقِعِ جُو لوگ خدا سے ڈلتے والے ہیں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ
کبھی شیطان کے اثر سے کوئی بُرا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً
چوکتے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ مجھ رہش
کیا ہے؟»

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

«سارے کے سارے انسان خطاکار ہیں اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو
بہت زیادہ تو پہ کرنے والے ہیں۔» (ترمذی)

قرآن پاک میں خدا نے اپنے پیارے بندوں کی یہ انبیاءزی خوبی بیان
فرمائی ہے کہ وہ سحر کے اوقات میں خدا کے حضور گزر کر دلتے ہیں اور تو پہ و استغفار کرتے رہیں۔
کرتے ہیں۔ اور مومنوں کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ تو پہ و استغفار کرتے رہیں۔
اور یہ یقین رکھیں کہ خدا ان کے گناہوں پر عفو و درگزار کا پردہ ڈال دے گا
اس لئے کہ وہ بڑا ہی معاف فرماتے والا اور اپنے بندوں سے انتہائی محبت
کرنے والا ہے۔»

وَاسْتَغْفِرْ فِي أَرْبَعَ كُمْحَ شَعَرَ تُؤْبُو إِلَيْهِ إِنَّ رَبَّنِي رَحِيمٌ

وَدُوْدُھ (ہود ٩٠)

”اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے تو یہ کرو۔
بلاشیہ میر ارب بڑا ہی رحمٰم فرمائے والا اور بہت ہی محبت کرنے
والا ہے۔

۳۔ خدا کی رحمت سے ہمیشہ پر امید رہئے اور یہ نفین رکھیے کہ ہمیں کے
گناہ خواہ کتنا ہے ہی زیادہ ہوں خدا کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔
سندھ کے جھاگ سے زیادہ گناہ کرنے والا بھی جب اپنے گناہوں پر شمار
ہو کر خدا کے حضور گزر گذا تا ہے تو خدا اس کی سنتا ہے اور اس کو اپنے دامن
رحمت میں پناہ دیتا ہے۔

يَعِبَادُ إِلَّا دِينَ أَمْرَهُ فَوَا هَلِّيَ الْأُنْفُسُ هُمْ لَا يُقْنَطُونَ إِنَّمَنْ
رَحْمَةُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ وَإِنَّمَنْ يُبُو إِلَى رَبِّ كُمْرٍ وَأَسْلِمْ مُؤْلَهَ مِنْ
قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْفَرُونَ ۝

(الزمر ۵۲، ۵۳)

”اے ہمیشے دہ بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے ہو۔ خدا کی
رحمت سے ہرگز مالیوس نہ ہونا یقیناً خدا تمہارے سارے کے سارے
گناہ معاف فرمادے گا وہ بہت ہی معاف فرمائے والا اور بڑا ہی مہربان
ہے اور تم اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اس کی فرمانبرداری
بجا لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر کوئی عذاب آپڑے اور پھر تم کہیں سے
مدد نہ پاس کو ۹۷

سے زندگی کے کسی حصے میں گناہوں پر شرمداری اور ندامت کا احساس پیدا ہوا۔ اسے خدا کی توفیق سمجھیے اور توہہ کے دروازے کو کھلا سمجھیے۔ خدا اپنے بندوں کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک ان کی سانس نہیں اکھڑتی البتہ سانس اکھڑنے کے بعد حبِ انسان دوسرے عالم میں جما نہیں سکتا ہے تو توہہ کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

وَخَدَّا أَپْنَى بَنْدَرَ كَيْ تُوْبَهْ قَبُولَ كَرَتَنَى بَهْ مَگْرَ سَانَسَ اُكْھَرَنَى سَهْ سَهْ لَلَّهُ زَنْدَى

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو اندھیرے کنوں میں دھکیل کر اپنی دانست میں انہیں نہ قتل کر دیا۔ گویا وہ نبی کے قتل کا گناہ کر دیجئے اور ان کا کر ترخون میں رنگ کر اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کو تین دلاتے کی کوشش کرنے لگے کہ یوسف مرن گئے اور ان کو بھیڑیے نے اپنی غذابنا لیا۔ لیکن ایسے عظیم گناہ کا اذکاب کرنے کے کئی سال بعد حبِ انسان میں اپنے جرم کا احساس اکھڑتا ہے اور وہ شرمدار ہو کر اپنے والدے درخواست کرتے کہ اب اچان ہمارے لئے خدا سے دعا سمجھیے کہ خدا ہمارے گناہ کو معاف فرمادے تو خدا کے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام یہ کہہ کر انہیں مالیوس نہیں کرتے کہ تمہارا گناہ بہت عظیم ہے۔ اور اس عظیم ترین گناہ پر اب برسوں گزر چکے ہیں لہذا اب معافی کا کیا سوال؟ بلکہ وہ اُن سے وعدہ کرتے ہیں کہ میں صرف تمہارے لئے اپنے پر دردگار سے

دھائے مغفرت کروں گا۔ اور انہیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ خدا صرور تھیں
معاف فرمادے گا اس لئے کہ وہ بہت زیادہ ورگزرا نے دلا اور بڑا ہی
رحم فرمانے والے ہے۔

قَالُوا يَا يَا إِنَّا أَسْتَغْفِرُ لَكُنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ۔

(بیت ۹۶)

”آن سب نے کہا“ اے آیا ہاں ! ہمارے گناہوں کی بخشش کے
لئے دعا کیجئے راقعی ہم بڑے خطاكار تھے“

**قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ۔ ریسف (۹۸)**

”حضرت یعقوب طیب السلام نے کہا۔ میں اپنے رب سے تمہارے
لئے صرور معافی کی دعا کروں گا اور وہ تمہیں صرور معاف فرمادے
گا) یقیناً وہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور انتہائی رحم فرمانے والا
ہے“

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مایوسی کی تباہی سے بچانے کے
لئے صحابہؓ کو ایک عجیب و غریب قصہ سنایا جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ مومن
عمر کے جس حصتے میں بھی اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر سچے دل سے خدا کے
حضور گزر گردا ہے گا تو وہ اپنے دامن مغفرت میں ڈھانپ لے گا اور کبھی
نہیں دھنکارے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپلی قوم میں ایک شخص تھا جس نے

ننانوںے خون کئے تھے۔ اس نے لوگوں سے معلوم کیا کہ دنیا میں سب سے بڑے عالم کون ہے؟ لوگوں نے اس کو ایک خدار سیدہ راہب کا پتہ دیا۔ وہ اس راہب کے پاس گیا اور بولا۔ حضرت امیں نے ننانوںے خون کئے ہیں کیا میری توہہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا تھا میں تمہاری توہہ قبول ہونے کی اب کوئی صورت نہیں۔ یہ سلنتے ہی اس شخص فی مایوسی میں اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اور اب وہ پورے سو افراد کا قاتل تھا۔ اب اس نے بھرلوگوں سے دریافت کرنا شروع کیا کہ روئے زمین میں دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔ لوگوں نے اس کو ایک اور راہب کا پتہ دیا۔ اب توہہ کی غرض سے اس راہب کی خدمت میں پہنچا اور اس کو اپنی حالت بتلتے ہوئے کہا کہ حضرت امیں نے سو قتل کئے ہیں۔ یہ بتائیے کیا میری توہہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟ اور میری بخشش کی بھی کوئی صورت ہے۔ راہب نے کہا کیوں نہیں۔ بھلا تمہارے اور توہہ کے درمیان میں کون سی چیز رکاوٹ بن سکتی ہے تم فلاں ملک میں جاؤ۔ وہاں خدا کے کچھ برگزیدہ بندے خدا کی عبادت میں معروف ہیں تم بھی ان کے ساتھ خدا کی عبادت میں لگ جاؤ اور بھر بھی اپنے دہن میں کوٹ کرنا آنا کیونکہ اب یہ جگہ دینی الحاظ سے تمہارے لئے مناسب نہیں ہے (یہاں تمہارے لئے توہہ پر قائم رہنا اور اصلاح حال کی بخشش کرتا بہت مشکل ہے) وہ شخص روایت ہوا۔ ابھی آدمیے راستے تک ہی پہنچا تھا کہ موت کا پیغام آگیا۔ اب رحمت کے فرشتے اور عداب کے فرشتے یا ہم جھگڑے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ گناہوں سے توہہ کے اور خدا

کی طرف متوجہ ہو کر ادھر آیا ہے مذاب کے فرشتوں نے کہا نہیں ابھی اس نے کوئی بھی دیکھ لیا گیا ہے۔ یہ ہائی ہو ہی رہی تھیں کہ ایک فرشتہ انسان کی صورت میں آیا۔ ان فرشتوں نے اس کو اپنا عکس بنایا کہ وہ ان دولوں کے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔ اس نے کہا۔ دولوں طرف کی زمین ناپو اور دیکھو کہ وہ جگہ جہاں سے قریب ہے جہاں سے یہ شخص آیا ہے یا وہ جگہ جہاں سے قریب ہے جہاں اس شخص کو جانا تھا۔ فرشتوں نے زمین کو ناپا تو وہ جگہ قریب تکلی جہاں اس شخص کو جانا تھا۔ اور جانتے ہوئے راہیں فرشتہ رحمت نے اس کی روح بیٹھ کر لی اور خدا نے اس کو بخش دیا۔ (نجاریہ مسلم)

۴۔ صرف خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کیجئے اسی کے حضور گزارا یہ اور اسی کے سامنے اپنی عاجزی اپنے کسی اور خطاكاری کا اظہار کیجئے۔ عجز و انحراف انسان کا دہ سرمایہ ہے جو صرف خدا ہی کے حضور پیش کیا جاسکتا ہے۔ اور جو بدنصیب اپنے عجز و احتیاج کا یہ سرمایہ اپنے ہی جلیے مجبوڑ ہے بس انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے تو پھر اس دبرا لینے کے پاس خدا کے حضور پیش کرنے کے لئے کچھ نہیں رہ جاتا۔ اور وہ ذلیل دُسو اہو کر ہمیشہ کے لئے در در کی شکوہیں کھاتا ہے اور کہیں عزت نہیں پاتا۔
خدا کا ارشاد ہے۔

وَقَبِّلَ الْغَفُوْرُ مِنْ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤْخِدُهُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلَ لَهُمُ الْعَذَابُ بِمِنْ لَهُمْ مَوْهِدُكُنْ يَمْدُدُ فَا

مِنْ دُوَيْهِ مَوْتَلًا۔ (الكَهْفٌ ۸۵)

” اور آپ کا پروردگار گناہوں کو ڈھانپنے والا اور بیت زیادہ رحم فرمائے والا ہے اگر وہ ان کے سکر تو ان پر ان کو فوراً پکڑنے لگے تو عذاب بھیج دے مگر اس نے راپنی رحمت سے، ایک وقت ان کے لئے مقرر کر لکھا ہے اور یہ لوگ بچپنے کے لئے اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ پائیں گے ۔

اور سورہ شوریٰ میں ہے۔

وَهُوَ الْذِي يَقْبِلُ التَّوْبَةَ عَنِ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ
السَّيِّئَاتِ وَلَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ۔ (الشوریٰ ۲۵)

” اندر وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاوں کو معاف فرماتا ہے اور وہ سب جانتا ہے جو تم کرتے ہو ۔ دراصل انسان کو یہ یقین رکھنا چاہیے۔ کہ فوز و فلاح کا ایک ہی دروازہ ہے اس دروازہ سے جو دھنکار دیا گیا پھر وہ ہمیشہ کے لئے ذیل اور محروم ہو گیا۔ مومنانہ طرز فکر یہی ہے کہ بندے سے خواہ کیسے بھی گناہ کیوں نہ ہو جائیں اس کا کام یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے حضور گزار اسے اور اسی کے دامن پر اپنی نداءت کے آنسو پہنچائے۔ بندے کے لئے خدا کے سوا کوئی اور دروازہ نہیں جہاں سے اُسے معانی مل سکے جدی ہے کہ اگر آدمی خدا کو چھوڑ کر رسول کو خوش کرنے کی کوشش بھی کرے گا تو خدا کے دربار میں اس کی اس کوشش کی کوئی قیمت نہ لگے گی اور وہ دھنکار دیا چاہئے گا۔ رسول

بھی خدا کا بندہ ہے اور وہ بھی اسی در کا فقیر ہے اُسے بھی جو عظیم مرتبہ ملا ہے اور اس کی عظمت کا راز بھی بھی ہے کہ وہ خدا کا سب سے زیادہ عا جز بندہ ہوتا ہے اور عام انسانوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خدا کے حضور گزر گزرا نام ہے۔

نَحْنُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَارْشَادُهُ ہے۔

لوگوں خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کی طرف پہنچ آؤ مجھے دیکھو میں دن میں سو سو بار خدا سے مغفرت کی دعا کرنا رہتا ہوں ॥ (مسلم) ۔

منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

يَخْلِفُونَ لِكُمْ لِتُرْضَى عَنْهُمْ فَإِنْ تُرْضَى عَنْهُمْ فَإِنَّ
اللَّهَ لَا يَرْضِي عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ۔ (توبہ ۹۶)

”یہ منافقین آپ کے سامنے قسمیں کھائیں گے کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں۔ اگر آپ ان سے راضی ہو بھی گئے تو خدا ہرگز ایسے بے ذمہ سے راضی نہ ہو گا۔

قرآن پاک میں حضرت کعب ابن مالک کا عبرت انگیز واقعہ ہدیثہ کے لئے سبق ہے کہ بندہ سب کچھ سہے ہر آزمائش برداشت کرے۔ لیکن خدا کے در سے اُٹھنے کا تصور تک دل میں نہ لائے۔ دین کی راہ میں آدمی پر جو کچھ ملیتے اور خدا کی طرف سے اس کو چتنا بھی رونما جائے وہ اس کی زندگی کو چپ کانے اور اس کے درجات کو بلند کرنے کا ذریعہ ہے۔ بیر

بے عزتی دائمی عزت کا لقینی راستہ ہے اور جو خدا کے دروازے کو
چھوڑ کر کہیں اور عزت تلاش کرتا ہے اس کو کہیں بھی عزت میسر نہیں آ
سکتی۔ وہ ہر جگہ ذلیل ہو گا اور زمین و آسمان کی کوئی ایک آنکھ بھی اس کو
عزت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔

وَعَلَى الْشَّالِدَةِ الَّذِينَ خُلِقُوا حَتَّىٰ إِذَا أَضَأْتُمْ
عَلَيْهِمُ الْأَسْرَارَ صُبِّمَا رَجَبَتْ وَصَاقَتْ هَلَيْهِمُ الْفَسَرَارَمُ
وَظَلَّمُوا أَنَّ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ وَلَمْ يَرَوْهُ
عَلَيْهِمْ لِيَكُنُوا بُرَاثَ اللَّهِ هُوَ الْقَوْابُ الرَّحِيمُ الرَّحِيمُ

(التوبہ ۱۱۸)

”اور انہیں کو بھی خدا نے معاف کر دیا جن کا معاملہ ملتوی گر
دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی ساری دستتوں کے باوجود ان پر تنگ
ہو گئی اور ان کی جائیں بھی ان پر ہار ہونے لگیں اور انہوں نے جان
بیا کہ خدا سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے تو اسے اس کے
کہ خود اسی کی پناہ لی جائے تو خدا اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹاتا
کر وہ اس کی طرف پلٹ آئیں بلاشبہ وہ بڑا ہی معاف فرمائے
والا اور انتہائی محبرہان ہے۔“

ان تین بزرگوں سے حضرت کعب ابن مالکؓ، حضرت مرارہ ابن ربیعؓ
اور حضرت ہلال ابن امیر رؤوف رادیہؓ۔ اور ان تینوں کی مثالی تو یہ رہتی زندگی
تھک کے لئے مومنوں کے واسطے مشعل را ہے۔ حضرت کعب ابن

مالکؓ جو پڑھا پے میں ناہینا ہو گئے تھے اور لپنے صاحبزادے کے سہارے پلا کرتے تھے۔ انہوں نے خود اپنی مشائی تو بہ کا نصیحت آموز واقعہ اپنے بیٹے سے بیان کیا تھا جو حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ دعفرزوہ تبوک کی تیاری کے زمانے میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو غزوہ میں شرکیہ ہونے پر انجام دا کرتے تھے۔ میں بھی ان صحبتوں میں شرکیہ رہتا۔ میں جب بھی آپ کی باتیں سنتا دل میں سوچتا کہ میں ضرور جاؤں گا۔ لیکن واپس جب گھر آتا تو مستی کر جاتا اور سوچتا ابھی بہت وقت ہے میرے پاس سفر کا سامان موجود ہے میں صحت مند ہوں، سواری اچھی سے اچھی ہتیا ہے پھر وانہ ہوتے کیا دیر گئے گی۔ اور باتِ ملتی رہی بیہاں نک کر سارے مجاہدین میدان جنگ میں پہنچ گئے اور میں مدینہ میں بیٹھا ارادہ ہی کرتا رہا۔

اب تھریں آئے لگیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے ولے ہیں اور ایک دن معلوم ہوا کہ آپ واپس آگئے اور حب معمول مسجد میں شیرے ہوئے ہیں۔ میں بھی مسجد میں پہنچا۔ بیہاں منافقین حضور کی خدمت میں پہنچ رہے تھے اور لمبی چورڑی تھیں کھا کھا کر اپنے عذر ات پیش کر رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بنادی باتیں سُن کر ان کے ظاہری عذر قبول کر رہے تھے۔ اور فرماتے جاتے خدا تمہیں معاف کرے۔

جب بیرونی باری آئی تو نبیؐ نے مجھے سے کہا۔ کہو تمہیں کس پیزی نے روک دیا تھا؟ میں نے دیکھا کہ آپ کی سکراہیت میں فقصہ کے آثاریں۔ اور میں

نے صاف صاف بات کہہ دی۔ ائمہ خدا کے رسول اور اقمعہ یہ ہے کہ مجھے کوئی خدر نہ تھا۔ میں صحت مند تھا۔ خوشحال تھا۔ سواری بھی میرے پاس موجود تھی۔ بس میری سُستی اور غفلت نے مجھے اس سعادت سے محروم رکھا۔

میری صاف صاف بات سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ہاڑ اور انتظار کرو کہ خدا تمہارے معاملہ میں کوئی غیصلہ فرمائے۔ میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں آبیٹھا۔ قبیلے کے لوگوں نے مجھے بڑا بحدا کہنا شروع کیا کہ تم نے کوئی بات کیوں نہ بنادی، تم تو ہمیشہ دین کے کاموں میں ہمیشہ پیش رہے ہو، لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے دو اور ساتھیوں نے بھی اسی طرح سمجھی بات کہی ہے تو میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں نے طے کر لیا کہ میں اپنی سچائی پر چار ہوں گا۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم اعلان فرمایا کہ تمہیں نو سے کوئی بات نہ کرے۔ یہ اعلان ہوتے ہی میرے لئے مدینے کی زمین بالکل بدل گئی۔ اور میں انہوں میں بے یار و مددگار بالکل اجنہی بن کر رہ گیا۔ کوئی بھی معاشرے میں مجھے سے سلام کلام نہ کرتا۔ ایک دن جب میں بہت زیادہ اکتا گیا۔ اور طبیعت پہت گھبرائی تو اپنے ایک بچپن کے دوست اور چچا نادیجاتی ابو قتادہؓ کے پاس گیا میں نے جا کر سلام کیا لیکن اس خدا کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے پوچھا ابو قتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ گیا مجھے

خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہے؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر پوچھا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسرا بار جب میں نے قسم دے کر پوچھا تو بس انہوں نے اتنا کہا ”خدا اور خدا کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں“ میرا دل بھرا آیا اور میری آنکھوں کے آنسو شپنگ لگے۔ اور میں اپنا غم لیئے ہوئے واپس آگیا۔

انہی دنوں پانچ ماہیں شام کے ایک تاجر نے مجھے ”شاہ غستان“ کا ایک خط دیا۔ عیسائیوں کے اس پادشاہ نے لکھا تھا۔ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب تم پر بہت ہی تم تور ہے ہیں تم کوئی فسیل آدمی تو ہو نہیں۔ تمہاری قدر ہم جانتے ہیں تم ہمارے پاس آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ تمہارے مرتبے کے لائق سلوک کریں گے۔ خط دیکھتے ہی میری زبان میں نکلا یہ ایک اور مصیبت نازل ہوئی۔ اور اسی وقت اس خط کو میں نے چھو لئے میں جھونک دیا۔

چالیس دن اس سالت پر گزر چکے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا طلاق دے دوں؟ جواب بلا نہیں، میں الگ رہو اور میں نے اپنی بیوی کو میکے رو انہ کردیا اور اس خدا کی بندی سے کہہ دیا کہ اب تم بھی خدا کے فیصلے کا انتظار کرتی رہو۔

پچاسویں دن میں فجر کی نماز کے بعد اپنی جان سے بیزار نہایت ہی مالیوس اور غمزدہ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ بیکا یک کسی نے پکار کر

کہا۔ کعب امبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سمجھ گیا اور اپنے خدا کے حضور
مسجد میں گرد ٹھرا۔ پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ فوج در فوج میرے پاس
مبارکا درینے کے لئے آئے۔ میں اٹھا اور سید صاحبی مصلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس مسجد میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نبی مصلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی
سے چمک رہا ہے۔ میں نے آگے پڑھ کر سلام کیا تو نبی مصلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کعب امبارک ہو یہ تمہاری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے میں
نے کہا حضور! یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ فرمایا
خدا کی طرف سے اور سورہ توبہ کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

۵۔ توبہ کرنے میں کبھی تاثیر نہ کھینچے زندگی کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ
مہلت عمل ختم ہو جائے۔ کچھ خبر نہیں کہ الگالمحمد زندگی کا المحظہ ہے یا موت کا
ہر دفت انعام کا وصیان رکھیئے اور توبہ و استغفار کے ذریعے قلبِ روح
ادر ذہن و زبان کو گناہوں سے دھوتے رہیئے۔
نبی مصلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”خدارات کو اپنا ہاتھ پھیلا تاہے تاکہ جس شخص نے دن میں کوئی گناہ
کیا ہے۔ وہ رات میں خدا کی طرف پلٹ آئے۔ اور دن میں وہ اپنا ہاتھ
پھیلا تاہے تاکہ رات میں اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہے تو وہ دن میں اپنے
رب کی طرف پلٹئے اور گناہوں کی معافی مانگے یہاں تک کہ سورج مغرب
سے ملکوع ہو۔ (مسلم)

خدا کے ہاتھ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے گنہگار بندوں کو اپنی

طرف بنا ناگزیر ہے اور اپنی رحمت سے ان کے گناہوں کو ڈھانپنا چاہتا ہے
اگر پندت نے کسی وقتی جذبے سے مغلوب ہو کر کوئی گناہ کر لیا ہے تو اسے
پاہیزہ کر دہ اسپنے حکیم و ختوں ندایکی طرف دوڑے اور ذرا تاخیر کر کے کہ
گناہ سے گناہ پیدا ہوتا ہے اور شیطان ہر وقت انسان کی گھات میں
لگا ہوا ہے اور وہ اس کو گمراہ کرنے کی فکر سے کسی وقت بھی بے فکر
نہیں ہے۔

۶۔ ہنایت پھے دل سے خلوص کے ساتھ ایسی توبہ کیجیے جو آپ کی
زندگی کی کایا پلٹ دے۔ اور توبہ کے بعد آپ ایک دوسرے ہی
انسان نظر آئیں۔
خدا کا فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ تُؤْمِنُوا إِذْ أَنْتُمْ تُؤْمِنُوا
عَسَى رَبُّكُمْ أَنْ يَعْلَمَ مَا تَكُونُونَ فَإِذَا تَكُونُونَ قَدْ يَعْلَمُونَ
جُنُبٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِ الْأَرْضُ يَوْمَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّ اللَّهَ الَّذِي
قَالَ لَذِينَ آمَنُوا مَغْدِلَةً - (التحریم ۸)

۷۔ ائے مومنو! خدا کے آگے سچی اور خالص توبہ کرو۔ امید ہے
کہ تمہارا پدر و دیگار تمہارے گناہوں کو تم سے دور فرمادے گا۔ اور
تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہیں
ہوں گی۔ اس دن خدا اسپنے رسول کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا کر اس کے
ساتھ ہو لیئے ہیں رسم و رسمانہ کرے جائیں۔

یعنی ایسی توبہ کیجیئے کہ بھر قلب و ذہن کے کسی گوشے میں بھی گناہ کی طرف پڑنے کا کوئی شاہد باتی نہ رہ جائے۔ ایسی توبہ کے تین یا چار اجزاء ہیں اگر گناہ کا تعلق خدا کے حق سے ہے تو توبہ کے تین اجزاء ہیں۔

(۱) انسان واقعی اپنے گناہوں کے احساس سے شرمسار ہو،

(۲) آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ عزم رکھے۔

(۳) اور اپنی زندگی کو سنوارنے اور سدھارنے میں پورے انہاک اور فکر کے ساتھ سرگرم ہو جائے۔ اور اگر اس نے کسی بندے کی حق تلفی کی ہے تو توبہ کا پوتھا بُز یہ ہے کہ

بندے کا حق ادا کرے یا اس سے معاف کرے۔

یہی وہ توبہ ہے جس سے واقعی انسان گناہوں سے ڈھنل جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک گناہ اس کی روح سے ٹپک کر گرا جاتا ہے اور وہ اعمال صالحہ سے ملکر آرائستہ زندگی کے ساتھ خدا کے حضور پہنچتا ہے اور خدا اس کو اپنی جنت میں لٹھکانا بخشتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک سیاہ داعی پڑ جاتا ہے۔ اب اگر وہ گناہ سے باز آ جائے۔

۵ اپنے گناہوں کے احساس سے نادم ہو کر بخشش کا طلبگار ہو۔

۶ اسی طرف پڑ کر گناہ سے بچنے کا عزم مستلزم گرے تو خدا اس

کے قلب کو جلا بخش دیتا ہے۔ اور اگر وہ پھر گناہ کر بیٹھئے تو اس سیاہ داغ میں اضافہ کر دیا جاتا ہے پہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ سبھی وہ زنگ سے حس کا ذکر نہ دار نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

گلَّابِلْ بَكْرَانَ قَلَى قُلُوبِهِمْ مَلَكَانُوا يَكُسْبُونَ.

المعلقين (٣)

”ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے قلوب پر ان کے
بُرے کرتون کا زنگ پڑ چکا ہے۔

۷۔ اپنی توہہ پر قائم رہنے کا پختہ عزم کیجئے اور شب و روز دھیان رکھیے
کہ خدا سے کتنے ہوئے عہد و پیمان کے خلاف کوئی حرکت نہ ہونے پائے۔
اور اپنی روز افزول پاکیزگی اور اصلاحِ حال سے اپنے عزم کا اندازہ کرتے
رہیے۔ اور اگر اپنی ساری کوششوں کے باوجود بھی آپ پھسل جائیں،
اور پھر کوئی خطا کر بیٹھیں تب بھی مایوس ہرگز نہ ہوں، بلکہ پھر خدا کے دام
مغفرت میں پناہ تلاش کیجئے اور خدا کے حضور گڑگڑالیے کہ پروردگار ایسیں
بہت کمزور ہوں، لیکن تو مجھے اپنے در سے ذلت کے ساتھ نہ فکوال اس
لئے کہ میرے لئے تیرے در کے نہوا اور کوئی در نہیں ہے جہاں جا کر میں
پناہ لوں۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔

اللہی بذلت مرا از درم کہ جز تو ندارم در دیگر مم
اور حضرت ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کی یہ رہائی بھی بہت سی خوب ہے۔

ہاذ آباز آہ را نچھہ، سنتی بازا آ گر کافروں گبر دبٹ پرستی پاز آ
 ایں ددگہ مادرگہ نو میدھی نیپت صدر بارا اگر تو یہ شکستی بازا آ
 پلٹ آ خدا کی طرف پھر نیٹ آ تو جو کچھ اور جیسا کچھ بھی ہے خدا کی
 طرف پلٹ آ۔ اگر تو کافر، آتش پرست اور بت پرست ہے تب بھی خدا کی
 طرف پلٹ آ۔

خدا کو سب سے زیادہ خوشی جس چیز سے ہوتی ہے وہ بندے کی توبہ ہے،
 توبہ کے معنی ہیں پلٹنا رجوع ہونا، بندہ جب فکر دیندہ بات کی گمراہی میں
 بنتلا ہو کر گناہوں کے دلدل میں پھنستا ہے تو وہ خدا سے بچھڑ جاتا ہے،
 اور بہت دور جا پڑتا ہے گویا خدا سے وہ گم ہو گیا۔ اور جب وہ پھر بیٹھتا
 ہے اور شرمسار ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو یوں سمجھیجئے کہ گویا خدا کو
 اپنا گم شدہ بندہ پھر مل گیا۔ اس پوری کیفیت کوئی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 انتہائی بلیغ تمثیل میں پوں بیان فرمایا ہے آپ نے فرمایا۔

دیگر تم میں کے کسی شخص کا اونٹ ایک بے آب درگیاہ صحرائیں گم ہو گیا
 ہو اور اس شخص کا کھانے پینے کا سامان بھی اسی گم ہونے والے اونٹ پر لدا
 ہوا ہو۔ اور وہ شخص چاروں طرف اس لق و دق صحرائیں اپنے
 اونٹ کو ڈھونڈ کر مایوس ہو چکا ہو پھر وہ زندگی سے بے آس ہو
 کر کسی درخت کے نیچے موت کے انتظار میں لیٹ رہا ہو۔ ٹھیک اسی حالت
 میں وہ لپنے اونٹ کو سارے سامان سے لدا ہوا اپنے پاس کھڑا دیکھ کے
 تو فصور تو کرو اس کو کیسی کچھ خوشی ہو گی! — تمہارا پر درد گار اس

شخص سے بھی کہیں زیادہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی بھٹکا ہوا بندہ اس کی طرف پھر لپٹتا ہے اور گمراہی کے بعد پھر وہ فرمانبرداری کی روشن اختیار کرتا ہے۔ (ترمذی)

ایک اور موقع پر آپ نے اسی حقیقت کو ایک اور تکمیل میں واضح فرمایا ہے جو نہایت ہی اثر انگیز ہے۔

ایک موقع پر کچھ جنگی قیدی گرفتار ہو کر آئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی۔ جس کا دودھ پیتا بچہ چھوٹ گیا تھا۔ وہ ماستا کی ماری الیسی بے قرار تھی۔ کہ جس چھوٹے بچے کو پالیتی اپنی چھاتی سے لٹکا کر دودھ پلانے لگتی اس عورت کا یہ حال دیکھ کر ربی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا کیا تم تو قع کر سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھوں آگ میں پھینک دے گی؟ صحابہؓ نے کہا "یا رسول اللہ اخود پھینکنا تو درکنار، وہ اگر گرتا ہو تو یہ جان کی بازی لٹکا کر اس کو بچائے گی" اس پر ربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

غدا اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحیم اور مہربان ہے جتنی یہ ماں

اپنے بچے پر مہربان ہے" ॥

۸۔ توہہ اور استغفار برابر کرنے رہیئے۔ صبح سے شام تک انسان سے نہ معلوم کتنی خطا میں ہوتی رہتی ہیں اور بعض اوقات خود انسان کو ان کا شعور نہیں ہو پانا۔ یہ نہ سوچئے کہ کوئی بڑا گناہ ہو جانے پر ہی توہہ کی ضرورت ہے، انسان ہر وقت توہہ و استغفار کا محتاج ہے۔ اور قدم قدم پر اس سے کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن میں متعدد بار اور سو سو

بار تو بہرہ استغفار فرماتے تھے۔ (نیجارتی مسلم)

۹۔ جو گنہگار تو بہرہ کے اپنی زنا نگی کو سدھا رئے اس کو کبھی خفیر نہ سمجھیجئے
حضرت عمران بن الحصینؓ دوسری رسالت کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ
قبیلہ رہمنیہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جو
بدکاری کے نتیجہ میں حاملہ ہو گئی تھی کہنے لگی یا رسول اللہؐ میں زنا کاری کی سزا
کیستھن ہوں۔ محمد پر شرعی حد قائم فرمائیے اور سمجھئے سزا دیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس عورت کے دلی کو بلایا۔ اور اس سے کہا۔ تم اُس کے ساتھ اچھا
سلوک کرتے رہو، اور جب اس کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو بیرے پاس
لے کر آنا۔ ولادت کے بعد جب وہ عورت آئی تو آپ نے حکم دیا کہ اس کے
کپڑے اس کے جسم پر پاندھ دیجئے جائیں۔ (تاکہ سنگسار ہوتے وقت کھل نہ جائیں
اور بے پروگی نہ ہو) پھر اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ سنگسار کر دی گئی۔
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی، تو حضرت عمرؓ
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یا رسول اللہ آپ اس کے جنازے
کی نماز پڑھ رہے ہیں یہ تو بدکاری کر چکی ہے، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس نے تو بہ کر لی اور ایسی تو بہ کہ اگر اس کی تو بہ مدینے کے نشتر
آدمیوں پر تقییہ کر دی جائے تو سب کی نجات کے لئے کافی ہو جائے۔ تم
نے اس سے افضل کسی کو دیکھا ہے جس نے اپنی جان خدا کے حضور پیش
کر دی۔

۱۰۔ سید الاستغفار کا اہتمام کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

شترادا بن اوس رض کو بتایا کہ پید الاستغفار یعنی سب کے عمدہ دعا یہ ہے۔
 اللہُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ
 وَأَنَا عَلَى هَمْدِكَ وَعُذْدَكَ مَا اسْتَطَعْتَ أَعُوذُ بِكَ
 مِنْ شَرِّ مَا سَمِعْتَ - أَبُوءُ لَكَ بِذِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ
 بِذَنَّ نَبِيٍّ فَاغْفِرْ لِي فَيَا تَهَّ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ نُوبَةً إِلَّا أَنْتَ -

(رجاری، ترمذی)

دندرا یا توپیرا پر دردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی اور مصبوڈ نہیں۔ تو
 نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں نے تمجھ سے بندگی اور
 اٹھات کا جو عہد و پیمان باندھا ہے اس پر اپنے بیس بھر قائم رہوں گا۔
 اور جو گناہ بھی تمجھ سے سرزد ہوئے ان کے نتائج بدے بچنے کے لئے میں
 تیری پناہ گاہ کا طالب ہوں، تو نے مجھے جن جن لعنتوں سے نوازا ہے ان کا
 میں اقرار کرتا ہوں۔ اور مجھے اعتراض ہے کہ میں گنہگار ہوں، — پس
 اے میرے پر دردگار! میرے جرم کو معاف فرمادے، تیرے سوا میرے
 گن ہوں کو اور کون معاف کرنے والا ہے۔

دُعا کے آداب

ا۔ دُعا صرف خدا سے مانگنے، اس کے سوا کبھی کسی کو حاجت روائی کے لئے نہ پکاریے۔ دعا، عبادت کا جو سر ہے اور عبادت کا مستحق تنہا خدا ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

لَهُ دَمْعَةُ الْحَقِّ وَأَلِيْلَةُ يَدَا عُوْنَانِ مِنْ دُقُونِهِ لَا
يَسْتَجِيْبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كُبَّا سِطْرَكَفْيُهُ إِلَى الْمَاءِ
لِيَبْلُغُوكُمْ فَإِذَا هُوَ بِبَالِغِهِ طَوَّافًا عَلَى الْكَافِرِينَ
إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔ (الرعد ۱۲)

اسی کو پکارنا بحق ہے اور یہ لوگ اس کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے ان کو پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا کر پا ہے کہ پانی ردوہی سے اس کے منہ میں آپنچھے، حالانکہ پانی اس تک کبھی نہیں ہنچ سکتا۔ لیکن اسی طرح کافروں کی دعائیں بنے تمیز بھٹک رہی ہیں۔

یعنی حاجت روائی اور کارسازی کے سارے اختیارات خدا ہی

کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو بندوں کی پکار سننے اور ان کی دعاؤں کا جواب دے۔

لَا يَرْهَمُهَا النَّاسُ أَنْذَلَهُ الرُّفَقَرَ إِعْرَابٌ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ

أَنْحَمِيْدُ۔ (القاطر ۱۵)

«انسان تو اتم سب اللہ کے محتاج ہو اللہ ہی ہے جو غنی اور سبے نیاز اور اچھی صفات دالا ہے»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا نے فرمایا ہے۔

”میرے بندوں میں نے اپنے اور ظلم حرام کر لیا ہے۔ تو تم بھی ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کو حرام سمجھو، میرے بندوں اتم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سو اسے اس کے جس کو میں ہدایت دوں، پس تم مجھی سے ہدایت طلب کرو۔ کر میں تمہیں ہدایت دوں، میرے بندوں اتم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سو اسے اس شخص کے جس کو میں کھلاوں، پس تم مجھی سے روزی مانگو تو میں تمہیں روزی دوں، میرے بندوں اتم میں سے ہر ایک نگلکے۔ سو اسے اس کے جس کو میں پہناؤں، پس تم مجھی سے رباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا بیہے بندوں اتم رات میں بھی گناہ کرتے ہو اور دن میں بھی اور میں سارے گناہ معاف کروں گا۔ (صحیح مسلم)“

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کو اپنی ساری حاجتیں خدا ہی سے مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ اگر جو کوئی کا تسلیم ثبوت

جائے تو خدا ہی سے مانگے۔ اور اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اسی سے
مانگے۔ (ترمذی)

مطلوب یہ ہے کہ انسان کو اپنی چھوٹی سے چھپوٹی ضرورت کے لئے بھی
خدا ہی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اس کے سوانح کوئی دعاوں کا سننے والا ہے
اور نہ کوئی مرادوں پوری کرنے والا ہے۔

۳۔ خدا سے دبی کچھ مانگیئے جو حال اور طیب ہو، ناجائز مقاصد اور گناہ
کے کاموں کے لئے خدا کے حضور ہاتھ پھیلانا انتہائی درجے کی بے ادبی
بے حیاتی اور گستاخی ہے، حرام اور ناجائز مرادوں کے پورا ہونے کے لئے
خدا سے دعائیں کرنا۔ اور منتین مانند دین کے ساتھ بدترین قسم کا مذاق ہے
اسی طرح ان باتوں کے لئے بھی دعا نہ مانگیئے جو خدا نے اذی طور پر طے
فرمادی ہیں اور جن میں تبدیلی نہیں ہو سکتی مثلاً کوئی پستہ قدر انسان پنچے
قد کے دراز ہونے کی دعا کرے یا کوئی غیر معمولی دراز قد انسان قد کے
پست ہونے کی دعا کرے یا دعا کرے کہ میں ہمیشہ جوان رہوں اور کبھی بڑھا پا
نہ آئے وغیرہ۔

قرآن کا ارشاد ہے۔

وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَكُلِّ مَسْجِدٍ فَإِذْ عَذْفُكُمْ
فَخُلِّصُّيْنَ لَهُ الْدِّينُ۔ (اعراف ۲۹)

”اور ہر عبادت میں اپنارُخِ تمیک اسی کی طرف رکھو، اور اسی کو
پکارو، اس کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے“

خدا کے حضور اپنی ضرورت میں رکھنے والا نافرمانی کی راہ پر چلتے ہوئے
ناجاائز مرادوں کے لئے دعا میں نہ مانگے بلکہ اچھا کردار اور پاکیزہ جذبات
پیش کرتے ہوئے نیک مرادوں کے لئے خدا کے حضور اپنی درخواست
رکھے۔

۳۔ دعا، گھر سے اخلاص اور پاکیزہ فیکٹ سے مانگیجئے۔ اور اس
لئے میں کے ساتھ مانگیجئے کہ جس خدا سے آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کے
حالات کا پورا پورا یقینی علم بھی رکھتا ہے اور آپ پر انہماںی مہربان بھی
ہے، اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی پکار سنتا اور ان کی دعائیں قبول کرتا
ہے۔ نمود و نماش، ریا کاری اور شرک کے ہرشابے سے اپنی دعاؤں کو
بے آمیز رکھیجئے۔

قرآن میں ہے۔

فَإِذْ عَوَالَهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الْدِيَنَ۔ (المومن)

”پس اللہ کو پکارو اس کے لئے اپنی املاحت کو غالباً کرتے ہوئے۔

اور سورہ بقرہ میں ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادٌ مِّنْ عَبْدِي فَلَا تُؤْمِنْ قَرِيبًا أَحِبِّبَ دُعْوَةَ
الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلَدُنْ يَسِّرٍ حِبْرُولٍ وَلَدُنْ يُوْمٍ مُّؤْلِي لَعْنَهُمْ
يَرْشُدُونَ۔ (البقرہ ۱۸۶)

”اور ائے رسول احمد! جب آپ سے میرے بندے سے میرے متعلق

پوچھیں تو انہیں بتا دیجئے کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والے اجنبی

مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ لہذا انہیں صبری
دعوت قبول کرنی چاہئے۔ اور مجھ پر ایمان لانا چاہئے تاکہ وہ راہ راست
ہدایت ہے۔

۳۔ دعا پوری تو ہر، یکسوئی اور حضور قلب سے مانگئے اور خدا سے
اچھی امید رکھئے اپنے گناہوں کے انہار پر نگاہ رکھنے کے بجائے خدا کے
بے پایاں حفوظ کرم اور بے حد و حساب جود و سخا پر فنظر رکھئے۔ اس شخص کی دعا
درحقیقت دعا ہی نہیں ہے، جو غافل اور لاپرواہ ہو اور لا ایالی ہوں کے ساتھ
محض توک زبان سے کچھ الفاظ بے دلی کے ساتھ ادا کر رہا ہو اور خدا سے خوش
گمان نہ ہو۔

حدیث میں ہے۔

”ابنی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے حضور قلب سے
دعا کیجئے خدا ایسی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ جو غافل اور بے پرواہ میں سے بھی
ہو۔“ (ترمذی)

۴۔ دعا، انتہائی عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ مانگئے خشوع
اور خضوع سے مراد یہ ہے کہ آپ کا دل خدا کی ہیبت اور عظمت و جلال سے
لرز رہا ہو اور جسم کی ظاہری حالت پر بھی خدا کا خوف پوری طرح ظاہر ہو سر
اور نگاہیں جمکن ہوئی ہوں، آواز پست ہو، اعضاء و صیلے پڑے ہوئے ہوں
اکھیں نہ ہوں اور تمام اندازوں اطوار سے سکینی اور بے کسی ظاہر ہو رہی
ہو، ابھی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران اپنی

ڈاڑھی کے بالوں سے کھیل رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا "اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا۔"

در اصل دعا مانگتے وقت آدمی کو اس تصور سے لرزنا چاہیے کہ میں ایک درماندہ فقیر ایک بے نوا مسکین ہوں اگر خدا نخواستہ میں اس دُر سے ٹھکراؤ یا گیا تو پھر میرے لئے کہیں کوئی ٹھکانا نہیں، میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے جو کچھ ملا ہے خدا ہی سے ملا ہے اور اگر خدا نہ دے تو دنیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے جو مجھے کچھ دے سکے۔ خدا ہی ہر چیز کا وارث ہے اسی کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے۔ بندہ محسن فقیر اور حاجز ہے۔

قرآن پاک میں ہدایت ہے۔

أَذْعُوا رَبَّكُمْ تَفَرَّغَ عَنْهُمْ

"اپنے رب کو حاجزی اور زاری کے ساتھ پکارو۔"

جیدتیت کی شان ہی یہی ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کو نہایت حاجزی اور سکنت کے ساتھ گردا کر پکارے۔ اور اس کا دل و دماغ، اجدادات و احساسات اور سارے اعضا اس کے حضور حمکے ہوئے ہوں، اور اس کے ظاہر و باطن کی پوری کیفیت سے اختیار و فریاد پکی پڑ رہی ہو۔

۶۔ دعا، چپکے چپکے دسمبی آواز میں مانگیئے۔ خدا کے حضور ضرور گردگرد ایسے لیکن اس کی گریہ وزاری کی نمائش ہرگز نہ کیجئے۔ بندے کی حاجزی اور انکساری اور فریاد صرف خدا کے سامنے ہونا چاہیے۔

بلاشبہ بعض اوقات وحاذور دور سے سمجھی کر سکتے ہیں لیکن یا تو تنہائی

میں اپس کیجیے یا پھر جب اجتماعی دعا کر رہے ہوں تو اس وقت بلند آواز سے دعا کیجیے تاکہ درسرے لوگ آئیں کہیں۔ حامی حالات میں خاموشی کے ساتھ پست آواز میں دعا کیجیے اور اس بات کا پورا پورا استھام کیجیے کہ آپ کی گریہ وزاری اور فریاد بندوں کو دکھانے کے لئے ہرگز نہ ہو۔

ذَلِكُو سَرَابٌ فِي الْفُسْلَكَ تَضَرُّعًا وَخَيْفَةً وَدُوْنَ
الْجَهَنَّمِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدَّارِ وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُونْ مَعَ

الْعَافِلِينَ (الاعراف: ۲۵)

”او رپنے رب کو دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ یاد کیا کرو۔ اور زبان سے بھی ہلکی آواز سے صحیح و شامی یاد کرو۔ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں“ ۱۷
حضرت رَكْرِيَا هُبَّا کی شانِ بندگی کی تعریف کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے۔

إِذْ نَادَنِي رَبِّهِ نَدَاءً عَنْخَفِيَّا ه (مریم: ۳)

”وجب اس نے اپنے رب کو چکپے چکپے پکارا“

۔ دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک عمل ضرور کیجیے، مثلاً کچھ صدقہ و خیرات کیجیے کسی بھوکے کو کھانا کھلانے کیجیے، یا نفلی نماز اور روزوں کا استھام کیجیے اور اگر خدا نخواستہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو اپنے ان اعمال کا واسطہ دے کر دعا کیجیے جو آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ صرف خدا کے لئے کئے ہوں ۱۸

قرآن میں ہے۔

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الظَّلِيلُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ
يَرْفَعُهُ - (الفاطر: ۱۰)

”اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند
مدارج طے کرتے ہیں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار تین ایسے اصحاب کا واقعہ نما یا
جو ایک اندر صیری رات میں ایک غار کے اندر بچپن گئے تھے۔ ان لوگوں
نے اپنے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اور خدا نے ان کی
صیبیت کو دور فرمادیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ تین ساتھیوں نے ایک رات ایک غار میں پناہ لی، خدا
کا کرنا پہاڑ سے ایک چٹان بچسل کر غار کے منہ پر آ پڑی اور غار بند ہو گیا۔
دوسرے قامت چٹان تھی، بھلاں کے لب میں کہاں تھا کہ اس کو بٹا کر غار کا منہ
کھول دیں۔ مشورہ یہ ہوا کہ اپنی اپنی زندگی کے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے
کر خدا سے دعا کی جائے گیا۔ عجب کہ خدا نے اس صیبیت سے
نجات مل جائے۔ چنانچہ ایک نے کہا۔

میں جنگل میں بکریاں چڑھایا کرتا تھا اور اسی پر میرا گزارہ تھا۔ جب میں
جنگل سے واپس آتا۔ تو سب سے پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کو درود
پلاتا اور پھر اپنے بچوں کو۔ ایک نہ میں دیر میں آیا۔ بوڑھے ماں باپ
سوچ کے تھے۔ بچے چاگ رہتے تھے اور بھوک کے تھے لیکن میں نے یہ گوارا

نہ کیا کہ ماں باپ سے پہلے بچوں کو ملاؤں اور یہ بھی گوارانہ کیا کہ والدین کو جنگا
کر تسلیمیت پہنچاؤں۔ چنانچہ میں رات بھر درود کا پیالہ لئے ان کے سرہانے
کھڑا رہا۔ بچے میرے پیروں میں چیٹ چیٹ کر روتے رہے لیکن میں صحیح تک
اسی طرح کھڑا رہا۔

خدا یا! میں نے یہ عمل خالص تیری خاطر کیا تو اس کی برکت سے غار کے
مئندہ سے چٹان ہشاد سے اور چٹان انہی ہست گئی کہ آسمان نظر آئے لگا۔

دوسرے نے کہا میں نے کچھ مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد جب
دے دی لیکن ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ بولا خدا کے لئے مذاق نہ کرو سب
دہ مزدوری لینے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ گھامیں، بکریاں اور یہ فوکر
چاکر سب تمہارے ہیں لے جاؤ۔ وہ بولا خدا کے لئے مذاق نہ کرو سب
نے کہا۔ مذاق نہیں واقعی یہ سب کچھ تمہارا ہے تم جو رقم چھوڑ کر گئے تھے
میں نے اس کو کاروبار میں لگایا خدا نے اس میں برکت دی اور یہ جو کچھ تم
دیکھ رہے ہو۔ سب اسی سے حاصل ہوا ہے۔ یہ تم اطمینان کے ساتھ
لے جاؤ۔ سب کچھ تمہارا ہے۔ اور وہ شخص سب کچھ لے کر چلا گیا۔ خدا یا!
یہ میں نے محض تیری رضا کے لئے کیا۔ خدا یا! تو اس کی برکت سے
غار کے مئندہ سے اس چٹان کو دور فرمادے خدا کے کرم سے چٹان اور
ہست گئی۔

تیسرا نے کہا۔ میری ایک چاڑا دہن تھی جس سے مجھ کو غیر معمولی
محبت ہو گئی تھی، اس نے کچھ رقم مانگی۔ میں نے رقم مہبیا کر دی، لیکن جب میں

اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے پاس بیٹھا تو اس نے کہا۔ خدا سے ڈر اور اس کام سے باز رہو۔ میں فوراً انہوں بیٹھا۔ اور میں نے وہ رقم بھی اس کو بخشش دی، اسے خدا تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ سب محقق تیری خوشنووی کے لئے کیا خدا یا تو اس نگی برکت سے غار کے منہ کو کھول دے گے خدا نے خار کے منہ سے چپان ہرشادی اور تکمیلوں کو خدا نے اس مصیبت سے نجات بخشی۔

۸۔ نیک مقاصد کے لئے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو خدا کی ہدایت کے مطابق سنوارنے اور سُردار نے کی بھی کوشش کیجئے گناہ اور حرام سے پوری طرح پرہیز کیجئے۔ ہر کام میں خدا کی ہدایت کا پاس و الحافظ کیجئے اور پرہیز گاری کی زندگی گزاری نہیں۔ حرام کھا کر، حرام پی کر، حرام پہن کر اور بے ہا کی کے ساتھ حرام کے مال سے اپنے جسم کو پال کر دعا کرنے والا یہ آرزو دگرے، کہ میری دعا قبول ہو، تو یہ ذبر دست نادالی اور ذصنائی ہے دعا کو قابل قبول بنانے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی کا قول و عمل بھی درین کی ہدایت کے مطابق ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خدا پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے۔ اور خدا نے موننوں کو اسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے چنانچہ اس نے فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ إِذْ كُلُّا مِنَ الطَّيِّبَاتِ فَاعْلَمُوا أَصَابَكُمْ

۱۶۳
«اے رسولو! پاکیزہ روزی کھاؤ، اور نیک عمل کرو و
اور مونوں کو خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ أُمِنَ طَبِيعَتِ مَآسِئَ قُلُوبُكُمْ

«اے ایمان والو! جو حال اور پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں وہ

کھاؤ۔

پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر حاضری دیتا ہے، غبار میں اٹا ہوا ہے، گرد آسودہ ہے، اور اپنے دلوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے ائے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لہاس حرام ہے اور حرام ہی سے اس کے جسم کی شودنا ہوئی ہے۔ تو یہ رباغی اور نافرمان شخص کی دعا بعلائیوں کر قبول ہو سکتی ہے۔ (صحیح مسلم)

۹۔ برادر دعا کرتے رہیے۔ خدا کے حضور، اپنی حاجزی، احتیاج اور حبودیت کا اظہار خود ایک عبادت ہے، خدا نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ جب مجھے پکارتا ہے، تو میں اس کی سنتا ہوں، دعا کرنے کے کمبی نہ گلتا ہے۔ اور اس چکر میں کبھی تحریک یہ ہے کہ دعا سے تقدیر بدلتے گی یا نہیں تقدیر کا بدلتا یا نہ بدلتا، دعا کا قبول کرنا یا نہ کرنا خدا کا کام ہے، جو علیهم و علیہم ہے بندے کا کام بہر حال یہ ہے کہ وہ ایک فقیر دحتاج کی طرح برابر اس سے دعا کرتا رہے اور لمحہ بھر کے لئے بھی خود کو بے نیاز نہ کجھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سب سے بڑا عاجز دہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہے۔ (طبرانی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ «خدا کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت و اکرام والی چیز اور کوئی نہیں ہے ॥» (ترمذی)

موسیٰ کی شان ہی یہ ہے کہ فدا رنج و راحت، دکھ اور سکھ انگلی اور خوشحالی صیبت و آرام ہر حال میں خدا ہی کو پکارتا ہے، اسی کے حضور اپنی حاجتیں رکھتا ہے اور برا بر اس سے خیر کی دعا کرتا رہتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

«جو شخص خدا سے دعا نہیں کرتا۔ خدا اس پر غضیناً ک ہوتا ہے،» (ترمذی)

۱۔ دعا کی قبولیت کے معاملے میں خدا پر پورا الجہود سر کھیجئے۔ اور اگر دعا کی قبولیت کے اثرات بدلہ ظاہر نہ ہو رہے ہیں، تو ما یوس ہو کر دعا پھوڑ دینے کی غلطی کبھی نہ کھیجئے۔ قبولیت دعا کی فکر پس پریشان ہونے کے بجائے صرف دعا مانگنے کی فکر کھیجئے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

«مجھے دعا قبول ہونے کی فکر نہیں ہے مجھے صرف دعا مانگنے کی فکر ہے جب مجھے دعا مانگنے کی توفیق ہو گئی تو قبولیت بھی اس کے ساتھ حاصل ہو جائے گی۔»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

«جب کوئی مسلمان خدا سے کچھ مانگنے کے لئے خدا کی طرف مُنہ اکھاتا ہے تو خدا اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے، یا تو اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے،

یا خدا اس کے لئے اس کی مانگی ہوئی چیز کو آخرت کے لئے جمع فرمادیتا ہے۔ قیامت کے دن خدا ایک بندہ موسن کو اپنے حضور طلب فرمائے گا اور اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھے گا۔ ائمہ میرے بندے ہیں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ وعدہ کیا تھا کہ ہمیں نیمری دعا کو قبول کر دیں گا۔ تو کیا تو نے دعا مانگی تھی؟ وہ کہے گا "پر دردگار ہا مانگی تھی" پھر خدا فرمائے گا۔ تو نے مجھ سے جو دعا بھی مانگی تھی ہمیں نے وہ قبول کی کیا تو نے فلاں دن یہ دعا نہ کی تھی کہ ہمیں تیرا وہ رنج دغم دور کر دیں جس میں تو مبتلا تھا۔ اور ہمیں نے تجھے اس رنج دغم سے نجات بخشی تھی؟" بندہ کہے گا "ہاںکل سچ ہے پر دردگار" پھر خدا فرمائے گا۔ وہ دعائیں نے قبول کر کے دنیا ہی میں تیری آرزو پوری کر دی تھی اور فلاں روز پھر تو نے دوسرے غم میں مبتلا ہونے پر دعا کی کہ خدا یا! اس صیبت سے نجات دے مگر تو نے اس رنج دغم سے نجات نہ پائی اور برابر اس میں مبتلا رہا تھا، "وہ کہے گا" "ہبائیک پر دردگار" اذو خدا فرمائے گا "ہمیں نے اس دعا کے عوض جنت میں نیمرے لئے طرح طرح کی نعمتیں جمع کر کھی ہیں" — اور اسی طرح دوسری حاجتوں کے بارے میں بھی دریافت کر کے یہی فرمائے گا۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بندہ موسن کی کوئی دعا ایسی نہ ہو گی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرمادے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندہ موسن سوچے گا کاش میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول

نہ ہوتی۔ اس لئے بندے کے کوہر حال میں دعا مانگنے رہنا چاہیے ॥ (حاکم)
 ۱۱۔ دعا مانگنے وقت ظاہری، آداب، طہارت، پاکیزگی کا بھی پورا
 پورا خیال رکھیے۔ اور قلب کو بھی ناپاک جذبات گندے سے خیالات اور نہ ہو دہ
 معتقدات سے پاک رکھیے۔

قرآن میں ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

۱۲۔ بے شک خدا کے محبوب وہ بندے ہیں جو بہت زیادہ توبہ
 کرتے ہیں اور وہ بندے ہیں جو نہایت پاک و صاف رہتے ہیں۔
 اور سورہ مدثرہ میں ہے۔

وَرَبَّكَ فَكَبِرُوا ثُمَّ أَدْكُ فَطَرِّقُوا۔

۱۳۔ اور اپنے رب کی کبریائی بیان کیجئے اور اپنے نفس کو پاک رکھیے۔
 ۱۴۔ دوسروں کے لئے بھی دعا کیجئے۔ لیکن ہمیشہ اپنی ذات سے شروع
 کیجئے۔ پہلے اپنے لئے مانگئے پھر دوسروں کے لئے۔ قرآن پاک میں
 حضرت ابراہیم طیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی دو دعائیں نقل کی گئی
 ہیں جن سے یہی سبق ملتا ہے۔

رَبِّ اجْعَدْنَا مُقْدِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ دُسُرِيَّتِيْ رَبَّنَا وَرَبَّ الْقَبَّلَنَ
 دُعَاءُه رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَ وَلِأَنْتَ مِنِّيْنَ يَوْمَ يَقُولُ مَنْ
 الْحَسَابُ۔ (ابراهیم، ۱۴، ۱۴)

۱۵۔ اسے سب سے رب انجھے نماز قائم کرنے والا بناء، اور سب سی اولادے

بھی رائیے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) پر درودگار امیری دعا قبول فرماء
پر درودگار امیری مغفرت فرماء۔ اور میرے والدین اور سارے مسلمانوں
کو اس دل معااف فرمادے جب کہ حساب قائم ہو گا۔

رَبِّ اغْفِرْ رَبِّي وَلَوَا إِلَّا دَائِئِي وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُرْمِنًا
وَلِمَنْ مُؤْمِنًا وَالْمُؤْمِنَاتِ ط روح ۲۰)

”میرے رب امیری مغفرت فرماء، اور میرے ماں ہاپ کی مغفرت
فرما۔ اور ان موننوں کی مغفرت فرمایا جانا لاکر میرے گھر میں داخل ہوئے
اور سارے ہی سوں مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرماء۔

حضرت ابی ابن کعب فرماتے ہیں ”بھی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص
کا ذکر فرماتے تو اس کے لئے دعا کرتے اور دعا اپنی ذات سے شروع کرتے۔
(ترمذی)

۳۱۔ اگر آپ امامت کر رہے ہوں تو ہمیشہ جامع دعائیں مانگیجئے اور جمیع کے
صیغے استعمال کیجئے۔ قرآن پاک میں جو دعائیں نقل کی گئی ہیں، ان میں بالعموم
جمع ہی کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ امام دراصل سب مقتدیوں کا خائد و
ہے، جب وہ جمیع کے صیغوں میں دعا مانگے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ آہیں
کہتے جائیں۔

۳۲۔ دعائیں تنگ نظری اور خود غرضی سے بھی بچئے اور خدا کی عام رحمت
کو محمد و دسمجھنے کی خلطی کر کے اس کے فیض و خوشی کو اپنے لئے خاص کرنے کی دعا
کر کیجئے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک بندو آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر دعا مانگی۔ اور کہا اسے خدا مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرم۔ اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرم۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَقَدْ تَحْجَرُتْ قَائِمًا

”تو نے خدا کی وسیع رحمت کو تگ کرو یا۔ (رنگاری)

۱۵۔ دعائیں بیکلفت قافیہ بندی سے کبھی پڑھنے کیجئے اور سادہ انداز میں گزر آکر دعا مانگئے۔ گلوے اور سر طالنے سے اجتناب کیجئے۔ البتہ اگر بغیر کسی بیکلفت کے کبھی زہان سے موزوں الفاظ مکمل جائیں یا قافیہ کی رعایت ہو جائے تو کوئی معنای فقرہ بھی نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی بعض دعائیں ایسی منقول ہیں جن میں سبے ساختہ قافیہ بندی اور وزن کی رعایت ہو گئی ہے۔ مثلاً آپ کی ایک نہایت ہی جامع دعا حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يُحْشِمُ وَ نَفْسٍ
لَا تُشَدِّدُ وَ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَ دُخْنَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔

(ترمذی)

”وَ خَدَا يَا بَنِي نَيْرٍ پَنَاهٍ مِّنْ آتَا هُوَ اس دل سے جب میں خشوع نہ ہو، اس نفس سے جب میں صبر نہ ہو، اس علم سے جو نفع بخش نہ ہو اور اُس دعا سے جو قبول نہ ہو۔“

۱۶۔ خدا کی بارگاہ میں اپنی ضرورت اور حاجت رکھنے سے پہلے اس کی حمد و شنا کیجئے۔ پھر درکعت نفل بھی پڑھ لیجئے اور دعا کے اول آخر بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا بھی اہتمام کیجئے۔
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جب کسی شخص کو خدا یا کسی انسان سے ضرورت و حاجت پوری کرنے کا معاملہ درپیش ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے وضو کر کے درکعت نماز پڑھے پھر خدا کی حمد و شنا کرے، اور بنی اپر درود سلام کیجئے راس کے بعد خدا کی بارگاہ میں اپنی ضرورت بیان کرے) (ترمذی)

بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہے کہ بندے کی جو دعا خدا کی حمد و شنا اور بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام کے ساتھ ہے یعنی ہے، وہ شریف قبول پائی ہے حضرت فضالہ رضی فرماتے ہیں مذکور بنی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھنے تھے کہ ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی اور نماز کے بعد کہا اللہم اغفر لی۔ خدا یا میری مغفرت فرم۔

آپ نے یہ سن کر آن سے کہا تم نے دعاء مانگنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو پہلے خدا کی حمد و شنا کر د۔ پھر درود شریف پڑھو، پھر دعاء مانگو۔ آپ، یہ فرمائی رہے تھے۔ کہ دوسرا آدمی آیا۔ اور اس نے نماز پڑھ کر خدا کی حمد بیان کی۔ درود شریف پڑھا۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
”اب دعاء مانگو، دعا قبول ہوگی لا“ (ترمذی)

۱۷۔ خدا سے ہر وقت اور ہر آن دعاء مانگتے رہیے۔ اس لئے کہ وہ اپنے

بندوں کی فریاد سننے سے کبھی نہیں اگتا۔ البته احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ خاص اوقات اور حالات ایسے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں لہذا ان مخصوص اوقات اور حالات میں دعاؤں کا خصوصی اہتمام فرمائیے۔

(۱) رات کے پچھلے حصے کے ساتھ میں جب عام طور پر لوگ میمکن نہیں کے مزے میں مست پڑے ہوتے ہیں۔ — جو بندوں کو رپنے رب سے راز دنیا زمیں گفتگو کرتا ہے، اور مسکین بن کر اپنی حاجتیں اس کے حضور رکھتا ہے تو وہ خصوصی کرم فرماتا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”خدا ہر رات کو آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا پچھلا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعاقبوں گروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اس کو عطا کروں، کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اسے معاف کروں۔“ (ترمذی)

(۲) شبِ قدر میں زیادہ سے زیادہ دعا کیجئے کہ یہ رات خدا کے نزدیک ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے اور یہ دعا خاص طور پر پڑھیجئے۔ (ترمذی)
اللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْذُرْتُكَ عَذَابَ الْجَحَّاجَ فَاغْفِرْ فَاغْفِرْ عَنِّي۔

”خدا یا تو بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، لیس تو مجھے معاف فرمادے۔“

(۳) میدانِ عرفات میں جب امرِ ذوالحجہ کو خدا کے ہمراں جمع ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

(۴۳) جمعر کی مخصوص ساعت میں جو جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے یا نماز عصر کے بعد سے نماز مغرب تک ہے۔

(۴۵) اذان کے وقت اور میدان جہاد میں جب مجاہد دل کی صفت بندی کی جا رہی ہو،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”دو چیزیں خدا کے دربار سے روشنیں کی جاتیں، ایک اذان کے وقت کی دعا۔ دوسری جہاد میں صفت بندی کے وقت کی دعا“ (ابوداؤد)

(۶۷) اذان اور تبحیر کے درمیان وقفہ ہیں،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دعا رذہنیں کی جاتی، ”صحابہ کرام نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ اس وقفے میں کیا دعا مانگا کریں۔ فرمایا یہ دعا مانگا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالغَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ۝

دو خدا یا ہیں تجوہ سے عفو و کرم اور عافیت وسلامتی مانگتا ہوں، دنہا میں بھی

اور آخرت میں بھی ۝

(۶۸) رمضان کے مبارک آیام میں بالخصوص انطار کے وقت۔ (ربان)

(۶۹) فرض نمازوں کے بعد (ترمذی) اپا ہے آپ تنہاد عاکریں یا امام کے ساتھ۔

(۷۰) سجے کی حالت میں ۝

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

”مسجد سے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دعا منگا کرو۔“

(۱۰) جب آپ کسی شدید صیبت یا انہمی رنج و غم میں مبتلا ہوں، (حاکم)

(۱۱) جب ذکر و فکر کی کوئی دینی مجلس منعقد ہو، (بخاری، مسلم)

(۱۲) جب قرآن پاک کا ختم ہو۔ (طبرانی)

۱۸۔ ان مقامات پر بھی دعا کا خصوصی اہتمام کیجئے۔ حضرت حسن بصریؑ جب سکنے سے بصرہ جانے لگے تو آپ نے مکہ والوں کے نام ایک خط لکھا جس میں مکہ کے قیام کی اہمیت اور فضائل بیان کئے اور یہ بھی واضح کیا کہ مکے میں ان پندرہ مقامات پر خصوصیت کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) مژرم کے پاس۔ (۲) میزاب کے نیچے۔

(۳) کعبہ کے اندر۔ (۴) سچاہ زمزہم کے پاس۔

(۵) صفا و مرودہ پر۔ (۶) عرفات میں۔

(۷) مقام ابراہیمؑ کے پیچے۔ (۸) عرفات میں۔

(۹) مژولفہ میں۔ (۱۰) منی میں،

(۱۱) تینوں جمادات کے پاس (حسن حسین)

۱۹۔ برابر کوشش کرتے رہئے کہ آپ کو خدا سے دعا منکنے کیلئے دعا کے دری الفاظ یاد ہو جائیں جو قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ میں آئے ہیں۔ خدا نے اپنے پیغمبروں اور نیک بندوں کو دعا منگنے کے جوانہ مدار افسوس

الفاظ بتائے ہیں۔ ظاہر ہے ان سے اچھے الفاظ اور انداز کوئی کہاں سے لائے گا۔ پھر خدا کے بتائے ہوئے اور رسولوں کے اختیار کئے جوئے الفاظ میں جواہر، مسٹھاس، جامعیت، برکت اور قبولیت کی شان ہو سکتی ہے وہ کسی دوسرے کلام میں کیسے ممکن ہے! اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب روز جو درجاء میں مانگی ہیں ان میں بھی سوز، مسٹھاس، جامعیت اور عبور دست کاملہ کی ایسی شان پالی جاتی ہے کہ ان سے بہتر دعاؤں، التجاوؤں اور آرزوؤں کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن و حدیث کی بتائی ہوئی دعاؤں کا در در کئے اور ان الفاظ اور مفہوم پر غور کرنے سے ذہن و فکر کی یہ ترمیت بھی ہوتی ہے کہ موسن کی تمنا میں اور التجاویں کیا ہونی چاہیے۔ کن کاموں میں اس کو اپنی قوتوں کو کھپانا چاہیے۔ اور کن چیزوں کو اس کا منتہا مقصود ہونا چاہیے۔ بلاشبہ دعا کے لئے کسی زبان، انداز یا الفاظ کی کوئی قید نہیں ہے بندہ اپنے خدا سے جس زبان اور جن الفاظ میں جو چاہے مانگے۔ مگر یہ خدا کا مزید فضل و کرم ہے کہ اس نے یہ بھی بتایا کہ مجھے سے یہ مانگو اور اس طرح مانگو اور دعاؤں کے الفاظ تلقین کر کے بتا دیا کہ مومن کو دین و دنیا کی فلاح کے لئے کیا نقطہ نظر رکھنا چاہیے۔ اور کن تمناؤں اور آرزوؤں سے دل کی دنیا کو آراستہ رکھنا چاہیے اور پھر دین و دنیا کی کوئی حاجت اور خیر کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے نئے دعاء سکھائی گئی ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ خدا سے، قرآن و سنت کے بتائے ہوئے الفاظ ہی میں دعاء مانگیں اور

انہیں دعاوں کا ورد رکھیں جو قرآن میں نقل کی گئی ہیں یا مختلف اوقات میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں۔

البته جب تک آپ کو قرآن و سنت کی بہر دعائیں یا انہیں ہو جائیں اس وقت تک کہ لئے آپ کم از کم یہی اہتمام کیجیئے کہ اپنی دعاوں میں کتاب و سنت کی بتائی ہوئی دعاوں کے مفہوم ہی کو پیش نظر رکھیں۔

آگے، قرآن پاک اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند جامع دعائیں نقل کی جاتی ہیں، ان مبارک دعاوں کو دھیرے دھیرے یا دیکھیجئے اور پھر انہیں کا ورد رکھیجئے۔

قرآن کی جامع دعائیں

رحمت و مغفرت کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَا كُوْنَ

مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ (الاعراف: ۲۳۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ اگر تو
ہماری مغفرت نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کھائے۔ تو ہم یقیناً تباہ ہو
جائیں گے“

بلاشبہ اگر خدا انسان کے گناہوں کو معاف نہ کرے اور اپنی بے پایاں
رحمت سے نہ نوازے تو وہ تباہ ہو جائے گا۔

فلاریح دارین کی جامع دعا

رَبَّنَا ارْتَنَى إِلَيْنَا حَسَنَةٌ وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَّ قَنَّا

عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرة: ۲۰۱)

”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں
بھی بھلائی دے اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

صہر و شہادت کی دعا

رَبَّنَا أَفْرِعْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبَتْ أَقْدَامَنَا وَالصُّرُفَانَ حَلَّ

الْقُوَّبِ الرَّكَافِرِيْنَ - (البقرة ٢٥٠)

”پروردگار! ہم پر صبر انڈیں دئے اور ہمارے قدموں کو مضبوط جمادے اور کافروں پر فتحیاب کرنے کے لئے ہماری مدد فرم۔

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعاء

وَتِ اَهُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَّ اَتِ الشَّيْءَ طَبِيعُنْ وَاهُوْذُ بِكَ
وَتِ اَنْ يَخْضُرُونَ (المونون، ٤٨، ٩)

”پروردگار! میں شیطان کی اکس ایشوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں بلکہ اسے میرے پروردگار! میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے قریب پہنچکیں۔

عذاب جہنم سے بچنے کی دعاء

رَبَّنَا أَصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ عَرَاماً
إِنَّهَا سَاءَتْ مُؤْمِنُ تَقْرَأَ وَمَقَامًا - (الفرقان: ٦٤، ٦٥)

”اسے ہمارے پروردگار! عذاب جہنم ہم سے پھیر دے۔ بلاشبہ اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے۔ وہ توبہت ہی بُرا الحکما نا اور بہت ہی برا مقام ہے۔

اصلاح قلب کی دعاء

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ
لَدُنْكَ وَحْمَدَةً إِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَابُ - (آل عمران: ٨)

”پروردگار! جب تو نے ہمیں سیدھی راہ پر لکھا دیا ہے تو پھر کہیں

ہمارے قلوب کو کجھی میں بنتا نہ کرنا۔ ہمیں اپنے خزانہ فہیں سے رحمت عطا فرمائیں کہ تو ہی حقیقی فیاض ہے ۹

صفاتی قلب کی دعا

رَبَّنَا أَغْفِرْ لَنَا وَلَاخُواذْنَا إِلَيْنَ سَبَبْنَا إِلَيْهَا
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلَّاً لِكَلِيلْ دِينَ امَّنْ نَوَّارَتْ بَشَّا إِنَّكَ رَحْمَةٌ

رَحِيمٌ (الحضراء)

”پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہمارے ان بھائیوں کے بھوپر سے پہلے ایمان لے آئے ہیں اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے خلاف کپٹ نہ پیدا ہونے دے بیشک تو پڑا ہی شفقت کرنے والا مہربان ہے“

حالات کے سدھار کی دعا

رَبَّنَا أَتَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهِيَ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا

رَشَدًا۔ (راکہفت ۱۰)

”پروردگار! ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرم۔ اور ہمارے معاملہ

میں سدھار کے سامان (ہمیا فرمائ)“

استغفار

رَبَّنَا أَمَّا فِي أَغْفِرْ لَنَا وَأَرْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاجِحِينَ۔

(المؤمنون ۱۰۹)۔

”پروردگار! ہم ایمان لائے۔ یہ تو ہماری مغفرت فرمادے۔ ہم

پر حرم کر دے تو ڈاہی رحم فرمائے والا ہے ۹
اہل و عیال کی طرف سے سکون کی دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَذْرَاقِ جَنَّاتِنَا وَذَسِيرَتِنَا فُرَّةً أَعْيُنٍ وَ
أَجْعَلْنَا إِلَّهَتَقْيَنَ امَّا مَا - (الفرقان ۴۷)

”پر دردگار ایکس ہمارے بھڑوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی
طرف سے آنکھوں کی تھنڈک دے اور ہم کو پر سیز گاروں ہی کے
لئے مثال بنا“

یعنی ہم کو ایسی نیک اور پاکیزہ زندگی عطا فرمائے پر ہمیز گار لوگ بھیں اپنے
لئے نہ نہ اور مثال بھیں۔

والدین کے لئے دعا

رَبَّنَا أَغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَ وَلِلَّهِ مُؤْمِنِينَ يَوْمَ
يَقُولُ الْحِسَابُ - (ابراهیم ۱۳)

”پر دردگار اسی مری اور میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی اس
دین مغفرت فرمائیں دن کہ حساب قائم ہو گا“

آڑ ماش سے بچنے کی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ تَسْبِيْنَا أَوْ أَخْطَلْنَا دَرَبَّنَا وَلَا
تَخْبِلْنَا عَلَيْنَا إِصْرَارَكَمَاهَ مَلَكَةَ عَلَى الَّذِينَ يَنْهَا مِنْ قَبْلِنَا
رَبَّنَا لَا تُخْبِلْنَا سَالَاطَّافَةَ لَنَا بِهِ وَأَغْفِرْ لَنَا وَقْدَ
وَأَغْفِرْ لَنَا وَقْدَ وَأَرْحَمْنَا وَقْدَ أَنْتَ مَوْلَانَا فَأَنْصُرْنَا عَلَى

الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ - (البقرة: ٢٨٦)

”اے ہمارے پروردگار! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو
جائیں ان پر گرفت نہ کر مالک! ہم پر وہ بوجہ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے
پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم
میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ فرمی کر، ہم سے درگزد
فرما! ہم پر رحم کر تو ہمارا مولا ہے کافرین کے مقابلے میں ہماری
مدود فرما۔

اہل کفر سے نجات کی دعا

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا حَرَبَنَا لَا يَحْمِلْنَا فَتْنَةُ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ هُوَ
وَنَجْتَنَّ كَمَا يَرْجُونَا تَبَقْرِيْبَنَا مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ۔ (یوسف: ٨٤، ٨٥)

”ہم نے خدا ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! ہمیں
غالم لوگوں کے لئے فتنہ نہ بنا۔ اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں
سے نجات دے۔

خاتمه بالخیر کی دعا

فَأَطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ إِنَّكَ وَلِيٌ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ تَرْفَنِي مُسْلِمًا وَالْحَقِيقَنِي بِالصَّدِيقِينَ۔ (یوسف: ١٠)

”اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی میرا ولی
اور کارساز ہے دنیا اور آخرت میں۔ میرا خاتمه اسلام پر فرم� اور

انجام کار محبے اپنے صالح بندوں میں شامل فرمائے۔

رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مَنَادِيًّا يُنَادِي لِلْأَيْمَانِ أَنْ أَمْنُوا
 يُرْسِلُكُمْ فَإِمَانَارْبَنَا فَإِخْفِرْ لَنَا ذُكْرَ بَنَا وَكَفَرْ عَنَّا سَتِّيَاتِنَا
 وَتَوْقِنَّا مَمَّا الْأَبْغَى هـ رَبَّنَا وَإِنَّا مَا دَعْنَا عَلَى الرُّسْلِكَ
 وَلَا تَحْرِنَّا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمُبْعَدَـ

رآل عمران ۱۹۳، یہ (۱۹۴۱)

”پروردگارِ اہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جواہان کی طرف
 بلاتھکا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مالو، ہم نے اس کی درست قبول
 کر لی لپس ائے ہمارے آقا، جو قصورِ ہم سے ہوتے ہیں ان سے درگزد
 فرم۔ اور جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دُور فرم۔ اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں
 کے ساتھ کر۔ ائے ہمارے پروردگار اپنے رسولوں کے ذریعے تو نے
 جو دعے کئے ہیں تو انہیں ہمارے حق میں پورے فرم۔ اور قیامت
 کے روز ہمیں رسوانہ کر۔ بے شک تو اپنے دعے کے خلاف کرنے
 والا انہیں ہے۔

نبی کی جامع دعائیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، شب و روز اسفرد حضرت میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے، محدثین نے انتہائی محنت اور جانشناختی سے یہ شب حدیث کی کتابوں میں جمع فرمادی ہیں۔ قرآن پاک کی دعاوں کے ساتھ آپ نبی کی ان دعاوں کے پڑھنے کا بھی اہتمام کیجئے۔ یہ دعائیں ہنایت جامع، پُر اثر اور بارگست بھی ہیں اور ان سے یہ ہدایت بھی ملتی ہیں تھے کہ ایک مومن کے سوچنے کا صحیح انداز، اس کی آرزوؤں کا حقیقی مرکز اور اس کی تمنائیں کیا ہوئی چاہیں حقیقت یہ ہے کہ آدمی کی صحیح تصور اس کی آرزوؤں ہی میں دیکھی جاسکتی ہے، بالخصوص ان اوقات میں جب آدمی کو یہ بھی اطمینان ہو کہ وہ بندوں کی نظر سے اوچھا ہے اور اس کی سرگوشی کو سننے والا صرف اس کا پروردگار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب کی تاریخی میں، انتہائی میں، لوگوں سے الگ اور لوگوں کی موجودگی میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے۔ ان کے لفظ عظیم بندہ ہے جسے اپنے بندہ ہونے کا کامل احساس ہے، اور وہ سراپا احتیاج بن گرہ ہو جاتا ہے اپنے رب سے مانگتا رہتا ہے، اور اس کا شوق و اہماک برابر ہوتا ہی جاتا ہے۔ وہ جو کچھ مانگتا ہے اس کی درج یہ ہے کہ خدا یا! مجھے اپنا

قربِ عطا فرم۔ اپنے غصب سے محفوظ رکھا اپنی خوشنودی سے نواز اور آخرت کی سُرخوردی اور کامرانی فصیب فرم۔

صحیح و شام کی دعائیں

حضرت عثمان ابن عفانؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”خداء کا جو بندہ بھی ہر صحیح اور شام کو یہ رحماء پڑھ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا يَضُرُّ مَعْرِمٌ سَمِيمٌ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ
وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (مسند احمد)

”خداء کے نام سے (ہر کام کا) آغاز ہے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ سلنے والا اور جانتے والا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے صحیح و شام اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْغَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، اللَّهُمَّ
إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْغَافِيَةَ فِي دُنْيَاِنِي وَدُنْيَاِنِي وَأَهْلِ دُنْيَاِنِي
اللَّهُمَّ اسْتَغْرِّ عَوْسَانِي وَأَمْنِ رَوْعَانِي اللَّهُمَّ احْفَظْنِي
مِنْ بَيْنِ يَدَيِّي وَمِنْ خَلْفِي وَهُنْ يَمْبَيْنِي وَعَنْ شِمَائِلِي وَ
مِنْ فُؤُدي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي۔
(ترمذی)۔

”خدا یا! میں تجوہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طالب ہوں
 خدا یا! میں تجوہ سے عفو و درگزر اور سلامتی اور حافظت پاہتا ہوں دین و
 دنیا کے معاملات میں اپنے اہل و جیال اور اپنے مال و دولت میں خدا یا!
 تو میری استرپوشی فرم۔ اور میری بے چینیوں کو اس وچین سے ہمل و سے
 خدا یا! آگے بھیجے، دامیں بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرم اور میں
 تیر سے عظمت کی پناہ پاہتا ہوں اس بات سے کہ میں ناگہاں اپنے نیچے کی
 طرف سے ہلاک کیا ہاؤں لیعنی خدا مجھے زمین میں دھنسنے کے مدراں
 سے بچ دئے رکھے۔“

کاملی اور بزدلی سے بچنے کی دعا

حضرت النّس ابن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 گزاری میں رہتا تھا۔ اور میں کثرت سے آپ کو یہ دعا پڑھتے منا کرتا تھا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَحُوذُ بِدُعَى مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعُجَزِ وَ
 الْكَسْلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَالِ الدِّينِ وَفَلَمَبَةِ الْعِجَالِ

(رجاری، مسلم)

”خدا یا! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، رنج و غم سے، سہی اور کاملی
 سے، بخل اور بزدلی سے، قرض کے ہار سے، اور لوگوں کے دباو سے
نومی اور پاک دامنی کی دعا

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُهْدَى وَالثَّقِيلَ وَالْعَفَافَ وَالغِنَى

”خدا یا! میں تجوہ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور استغفار کا

سوال کرتا ہوں۔

یہ دعا انتہائی جامع ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار لفظوں میں درحقیقت وہ سب ہی کچھ مانگ لیا ہے جس کی بندہ موسن کو ضرورت ہے۔

دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کی دعا

اللَّهُمَّ أَخْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ مُكْلِهَنَا وَاجْرِنَا مِنْ خَزْنِي

الذَّئْيَا وَعَدْنَا بِالْآخِرَةِ۔ (طبرانی)

مدخلایا! سارے کاموں میں ہمارا انجام بخیر فرمادور ہیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے مذاہب سے محفوظ رکھ۔

نماز کے بعد کی دعا

حضرت معاذ رضا فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرزا تھے پکڑا اور فرمایا۔

اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر (فرمایا) اے معاذ! ہمیں تھیں دھمیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد ان کلمات کو ترک نہ کرنا۔ ہر نماز کے بعد یہ کلمات ضرور پڑھا کرنا۔

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ

عِيَادَتِكَ۔

مدخلایا! تو ہماری مدد فرماء۔ اپنی یاد اور اپنے شکر کے لئے اور اپنی

اچھی بندگی کے لئے۔

نبی کی وصیت

حضرت شدرا دا بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی۔

”شدرا! جب تم دیکھو کہ دنیا والے سونا اور چاندی جمع کرنے میں لگ گئے ہیں، تو تم ان کلمات کا ذخیرہ کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيزِ يَمْدُدُ
عَلَى الرُّشْدِ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ
عِبَادَتِكَ وَإِنِّي أَسْأَلُكَ قُلُبًا سَلِيمًا۔ وَلِسَانًا صَادِقًا وَ
أَسْأَلُكَ مِنْ حَيْثُ مَا تَعْلَمَ وَأَغْوُذُ بِنَكَ مِنْ شَرِّ مَا
تَعْلَمَ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ
الْعُجُوبِ۔ (سنده احمد)

”خدا یا امیں ثابت قدی اور راست بازی میں استقلال کا سوال کرتا ہوں، اور تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور تیری پہترین بندگی بجا لانے کی توفیق مانگتا ہوں، اور خدا یا امیں تمجھ سے قلب سلیم اور زبان صادق کا خواست گار ہوں اور ہر وہ بھلا کی تمجھ سے مانگتا ہوں جس کا تجھے علم ہے اور ہر اس براہی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، جو تیرے علم میں ہے۔ اور اپنے سارے گناہوں کی معافی پاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے۔

واقف ہے۔

مغفرت و رضانار الہی کی دعا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ کو
وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

”میں تمہیں چند لمحے دینا پڑتا ہوں، ان کے ذریعے رحمان سے سوال
کرو۔ رحمان کی طرف لپکو، اور شب دروز ان ہی الفاظ میں خدا سے دعا
مانگو۔“

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ صِحَّةً فِي إِيمَانِي وَإِيمَانًا فِي
خُلُقٍ وَجَاهًا يَتَبَعُهُ فَلَامٌ وَسَخْفَةٌ
وَنُكَفَّ وَعَافِيَةٌ وَمَغْفِرَةٌ لَا مِنْدَقَ وَرِضاً ضَوَانًا۔
(طبرانی، حاکم)

”خدایا! میں تمہے اپنے ایمان میں صحت و قوت کا طالب
ہوں خُلُق اخلاق میں ایمان کی تاثیر کا خواہاں ہوں، اور ایسی کامیابی
ہاہتا ہوں جس کے تحت آنحضرت کی فلاح حاصل ہو، اور تمہد
کے رحمت، سلامتی، گناہوں کی معافی، اور تیری رضا کا طالب
ہوں۔“

گناہوں سے پاک ہوتے کی دعا

حضرت امِ سلمہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے
تھے۔

اللَّهُمَّ نَقِّنِي قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَيْتَ الشَّوْبَبَ

اللَّهُمَّ مِنْ أَنْتَ نَسِيْنَا اللَّهُمَّ بَعْدَمَا بَيْنَنِيْ وَبَيْنَ خَطَبِيْنِ
كَمَا بَعْدَتْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ - (معجم کبیر)

درخدا یا تو میرے دل کو خطاؤں کے میں سے ایسا پاک و صاف
کہ دے چلیے تو سفید کپڑے کو میں کپھل سے صاف تھرا کر دیتا ہے۔ خدا یا
تو مجھے گناہوں سے اتنا دور کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب میں
دوری کر کھی ہے۔

خلوق کی تظریث عزت کی دعا

اَللَّهُمَّ اجْعَلْنِي صَمْوَرًا وَاجْعَلْنِي شَكُورًا وَاجْعَلْنِي
فِي عَيْنِي صَغِيرًا وَفِي آهِينِ النَّاسِ كَبِيرًا۔

”خدا یا تو مجھے انتہائی ضا بر بنا دے اور بہت زیادہ غمگزار
بنا دے اور مجھے میری اپنی بھگاہوں میں خیر اور لوگوں کی بھگاہوں میں
ڈا بنا دے۔

جامع دعا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے
پاس تشریف لائے۔ میں نماز میں مشغول تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے کچھ
ضرورت تھی اور مجھے دریگ گئی تو آپ نے فرمایا عائشہ، مختصر اور سامنے
دعائیں مانگا کرو۔ پھر میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو میں نے
پوچھا، یا رسول اللہ! مختصر اور سامنے دعا کیا ہے تو آپ نے فرمایا
یہ پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَالِجْلِهِ وَاجْلِهِ مَا
 عَلِمْتَ مِنْهُ وَمَا لَمْ تَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ
 كُلِّهِ عَالِجْلِهِ وَاجْلِهِ مَا عَلِمْتَ مِنْهُ وَمَا لَمْ تَعْلَمْ
 وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَبَ إِلَيْهَا مِنْ ثَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَ
 أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَبَ إِلَيْهَا دُنْ ثَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ
 وَأَسْأَلُكَ مِمَّا سَأَلَكَ بِهِ مُحَمَّدًا وَأَعُوذُ بِكَ مِمَّا
 تَعَوَّذَ مِنْهُ مُحَمَّدًا وَمَا فَقَيْطَتْ لِي مِنْ قَضَاءٍ فَاجْعَلْنِي
 عَاقِبَتَهُ رُشْدًا۔ (حاکم)

«خدا یا! میں تمھے سے ساری کی ساری بھلائی کا سوال کرتا ہوں، جلد ہونے والی کامبی اور بدبر ہونے والی کامبی معلوم کا بھی اور غیر معلوم کا بھی۔ اور میں ساری کی ساری برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں، فوری ہونے والی برائی سے بھی اور بدبر ہونے والی برائی سے۔ معلوم سے بھی اور نامعلوم سے بھی اور میں تمھے سے جنت کا طالب ہوں، اور ایسے قول و عمل کا جو جنت کے قریب کر دینے والا ہو، اور میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس قول و فعل سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جو جہنم سے قریب کر دینے والا ہو، اور میں تمھے دہ بھلا سیاں چاہتا ہوں جیں کا سوال تمھے سے رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کیا ہے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان ساری چیزوں سے جن سے محمد رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پناہ

ماں گی ہے۔ اور یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے حق میں جو فیصلہ بھی فرمائے
اس کا انعام بخیر فرمائے

اسلام پر قائم رہنے کی دُعا

اللَّهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِي
بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا
وَلَا تُشْهِدْنِي بِعَدُوٍّ أَحَادِيدًا۔

”خدا یا! مجھے اٹھتے، بیٹھتے، سوتے رجاتھے ہر حالت میں)
اسلام پر قائم رکھ، اور کسی دشمن اور حسد کرنے والے کو محمد پر
ہنسنے کا موقع نہ دے۔“

نومسلم کی دُعا

حضرت ابوالمالک اشجعیؓ کہتے ہیں کہ میرے والد کا بیان ہے کہ
جب کوئی شخص دینِ اسلام میں داخل ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نہ از
سکھاتے پھر اس کو بتاتے کہ اس طرح دعا مانگو۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي
فَاسْرُ ذُرْرَتِي۔

”خدا یا! تو میری مغفرت فرماء، محمد پر رحم کر مجھے سیدھے راستے
پر بڑا، مجھے عافیت بخش اور مجھے روزی عطا فرماء۔

نفاق اور بد اخلاقی سے بچنے کی دُعا

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ

وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ، أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّفَاقِ
وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْخُلُقِ -

«حمدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پرے اخلاق، بُرے
اعمال اور خواہشات نفس سے۔ حمدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں،
جگڑے، لفاقت اور بد اخلاقی سے۔

درود وسلام

اپنے عظیم محسن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پھیجئے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کے بے پایاں احسانات اور بے نہایت رحمت و شفقت کا ہم کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو صرف یہ کہ عقیدت و محبت اور فدا کاری د جان نشاری کے گھرے جذبات کے ساتھ آپ کے حضور میں درود وسلام کے تخفیف پیش کریں۔ اور خدا سے دعا کریں کہ پروردگار تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری خاطر شب و روز جو لزہ خیز تکلیفیں اٹھا کر ہم تک دین کی روشنی پہنچائی اور ہماری ہدایت کے لئے گھُل گھُل کر جس طرح اپنی جان ہلکان کی پروردگار را ہم اس سب سے منجان احسان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔ تمہارے ہی ہماری درخواست ہے کہ پروردگار! تو ان پر اپنی بے حد و حساب رحمتیں انڈیل دے۔ ان کے درجات کو بلند فرمادے۔ ان کے دین کو باطل کی بیعتارے سلامت رکھو اور فروع عطا فرم اور آخرت میں انہیں تمام مقریبینے پر بڑھ کر اپنا تقرب عطا فرم۔ قرآن پاک میں مسلمانوں کو یہی ہدایت دی گئی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلِّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

أَمْتُوا صَلَوةً عَلَيْهِ وَسَلَّمُوا تَسْلِيمًا۔ رَالْأَزْوَاج (۵۶)

”خدا، اور اس کے فرشتے نبی پر برابر درود بھیجئے ہیں۔ مسلمانوں اتنم بھی
ان پر درود وسلام بھیجو۔“

حضرت ابی ابن کعبؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ابی! اگر تم اپنے سارے اوقات درود وسلام میں لگا دو گے تو خدا
دنیا اور آخرت میں تمہاری کفالت اپنے ذمہ لے لے گا۔ (مسند احمد)

حضرت الشش ابن مالکؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔

”دہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے، خدا اس پر دس بار حمت
نازل فرماتا ہے۔ اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے، دس گناہ مٹا دیتا ہے
اور دس درجے بلند فرماتا ہے۔“ (نسائی)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

”دہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے، فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں،
جب تک دہ مجھ پر درود بھیجتا رہے۔“ (راحمد در ابن ماجہ) اور آپ نے اس
شخص کو خیل قرار دیا ہے جو آپ کا ذکر نہیں لے اور آپ پر درود نہ بھیجے۔
آپ کا ارشاد ہے۔

”دہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا چلے اور وہ مجھ پر
درود نہ بھیجے۔“ (ترمذی)

اور آپ نے اس شخص کو آخرت میں اپنی معیت اور محبت کا سب
سے زیادہ مستحق قرار دیا ہے جو سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

وسلام کیجیے۔

آپ کا ارشاد ہے۔

”قیامت کے روز میری معیت اور سبتوں کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود کیجیے گا“ (ترمذی)

صحابہؓ کرام رحمۃ اللہ علیہم کو آپ نے مختلف مواقع پر درود وسلام کے جو الفاظ سکھائے ہیں۔ ان میں الفاظ کا تصور انتہاؤ اختلاف ہے آپ ان میں سے جو درود چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ عام طور پر جو درود شریعت نماز میں پڑھتے ہیں اور جس کو حضرت محمد اللہ ابن عباسؓ نے افضل قرار دیا ہے وہ یہ ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ فَخَمِيدٌ۔
اللَّهُمَّ بارِكْ فِي عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ فَخَمِيدٌ۔

(دعا حسنة، اسناد احمد)

و خدا یا! تو رحمت فرماء محمد پر اور محمد کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بلاشبہ تو براہی پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔ خدا یا! تو برکت عطا فرماء محمد کو اور محمد کی آل کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیم کو اور ابراہیم کی آل کو بلاشبہ تو براہی پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔

حضرت محمد اللہ ابن سعود نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تم فیصلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بطریقِ حسن بھیجو، تمہیں کیا معلوم کرہیے در دنی فیصلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہو، لوگوں نے آپ سے درخواست کی پھر آپ ہمیں درود سکھائیے تو آپ نے فرمایا کہ یوں درود پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَّكَاتِكَ عَلَى
سَيِّدِ النَّبِيِّنَ وَامَّا رَبِّ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّنَ
مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَسَرْسُولِ الْمَحْمَدِ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَ
رَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا يَغْبُطُهُ بِهِ
الْأَوَّلَوْنَ هَذَا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِّي مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى أَلِّي إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
بَمَجِيدٍ هَذَا اللَّهُمَّ يَارَبِّنِي عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِّي مُحَمَّدٍ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى أَلِّي إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ لَا
تَقْحِيمُ لَنَا - (ابن ماجہ)

«خدا یا! تو اپنی برکت، رحمت اور فیض نازل فرماء۔ رسولوں کے سردار، متقیوں کے پیشوں اور خاتم النبیین محمد فیصلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے، تیرے رسول۔ بھلائی کی مثال، نہیں کے رہنا اور رسول رحمت ہیں، خدا یا! تو ان کو اس مقامِ عظمت پر سرفراز فرماء۔ کہ جو پیش روؤں کے لئے قابلِ رٹک ہو۔

خدا یا! تو رحمت بیچ محمد اور محمدؑ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی

ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، بے شک تو پاکیزہ صفات والا با عظمت ہے۔ خدا یا انور بركت نازل فرماء، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر بے شک تو پاکیزہ صفات والا با عظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو سعید النصاریؓ رضی کہتے ہیں کہ ایک بار بشیر ابن سعدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ہم آپ پر کس طرح درود وسلام ہمیجیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا یوں کہا کرد़۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ كَمَا صَلَّيْتَ
 عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
 كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
 حَمِيدٌ۔ (سلم)

”لئے اللہ ارحمت فرمحمد پر اور محمدؐ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم کی آل پر اور بركت نازل فرمحمد پر اور محمدؐ کی آل پر جس طرح تو نے کائنات میں بركت نازل کی ابراہیم پر بلاشبہ تو انہیاں کی پاکیزہ صفات والا اور با عظمت ہے۔

قرآن کی دعا

جانور کو قبلہ رخ لٹا کر سپلے یہ دعا پڑھئے۔

إِنِّي وَجَهْتُ وَجْهِي إِلَىٰذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ مَلَوْنِي وَنَسْكِي
وَنَحْيَايَ وَمَهَاجِي إِلَهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ
بِذَلِكَ أُمِرْتَ وَآتَانِي الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ.

وہیں نے پوری کیسوٹی کے ساتھ اپنا رخ تھیک اس خدا کی طرف گردیا ہے جس نے آسماؤں اور زمین کو پیدا کیا اور ہیں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب رب العالمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور ہیں مسلم اور فرمانبردار ہوں۔ خدا یا! یہ تیرے ہی حضور پیش ہے اور تیرا ہی دیا ہوا ہے۔

پھر سُبْحَانَ اللَّهِ وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ، اکبَرُ کہتے ہوئے تبیر چھڑی جانور کے گلے پر پھیر دیجئے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھئے۔

اللَّهُمَّ تَقْبِلُهُ مَتَّيْ كَمَا تَقْبَلَتْ مِنْ خَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ

وَحَمِيلْكَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -

”خدا یا اتواس قربانی کو ہماری جانب سے قبول فرما جس طرح
تو نے اپنے دوست ابراہیم طیہہ السلام اور اپنے بھبھ محدث کی قربانی
قبول فرمائی۔ دو توں پر درود وسلام ہو۔

قربانی کا جائز اگر پہ کسی درس سے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے لیکن
بہتر ہی ہے کہ آپ خود ہی ذبح کریں اور ذبح کرتے وقت ان چند بات کو
شور کے ساتھ اپنے دل و دماغ پر طاری کریں جن کا اظہار آپ نے ملکے
الفاظ میں کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہمارا سب کچھ خدا ہی کے لئے ہے اور اسی
کی راہ میں یہ سب کچھ قربان ہونا چاہیئے۔ اس کا اشارہ پاک رائج ہم اس کی
راہ میں جانور قربان کر رہے ہیں۔ کل اگر اس کا اشارہ ہو گا تو ہم انہی چند بات
کے ساتھ اپنی جان عزیز بھی اس کی راہ میں قربان کر دیں گے اور اس کا شکریہ ادا
کریں گے کہ اس نے اپنی راہ میں خون بہانے کی توفیق دبے کر شہادت کی
سعادت نصیب فرمائی۔

لہ اگر جانور میں کسی حصہ دار ہوں تو موتی کے بھائے من گھئے اور اس کے بعد
سب کے نام گھئے۔

عجیبِ قرآنی دعا

حقیقت سے مراد وہ بکری یا بکرا ہے جو تو مولود بچے کی طرف سے ولادت کے ساتھیں روزِ الہجرہ صدقہ ذبح کیا جائے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

سدس تین روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے ہال و فیرو میں کپیل دُور کیا جائے اور اس کی طرف سے حقیقت کیا جائے۔
جالور کو ذبح کرتے وقت تمہارہ رُخ لٹا دیجئے اور پہلے دو دھاٹ پڑھئے
جو قرہاتی کا جالور ذبح کرنے سے پہلے پڑھتے ہیں یعنی ایسی وجہت سے
لک و میلک تک بھر پسیم اللہوَ آللہُ اکبر کہتے ہوئے تیر پھری جالور
کے گلے پر پھر دیجئے۔ اور یہ دھاٹ پڑھئے۔

اَللّٰهُمَّ هَدِّنَا هُقْيَقَةً اَنْتَ الْمُهْدِيٌّ
مِنْ حَمِيمِكَ مُحَمَّداً وَخَلِيلِكَ اَبْرَاهِيمَ فَلَيَهُمَا السَّلَوةُ
وَالسَّلَامُ دَمْهَا بَدِيمَهُ وَلَهُمَا بِالْحُمْرَهُ شَعْرَهَا
لِشَغْرِيٍّ وَعَذْمِهِ تَبَاعَظُلِيهِ -

لَهُ هَدِّیٌّ هُقْيَقَةٌ کہنے کے بعد اس بچے کا نام لجئے جس کا حقیقت ہے۔

وَخَدَايَا إِيَّاهُ عَقِيقَةٌ هُوَ كَا اس کو قبول فرمائیں
 طرح تو نے اپنے جیب محب صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے دوست ابراہیم
 علیہما السلام کی طرف سے قبول کیا۔ اس کا خون بیچے کے خون کافر یہ ہے
 اس کا گوشت بیچے کے گوشت کافر یہ ہے اس کے ہال بیچے کے بال
 کافر یہ ہے اور اس کی ٹھیکانے کی ہٹریوں کافر یہ ہے رخدایا! اس
 کو قبول فرماء۔

بھروسے و سعْتِ رَكْتَتِهِ مَوْلَ دَهْ اِپْنِي اَدَلَادِي طَرْفَ سَمَاءِ ضَرَورِ صَدَقَةٍ
 كَرِيْنَ - عَقِيقَةٌ اِيْكَ سَتْحَ صَدَقَةٍ هُوَ ، لَهُ كَيْ طَرْفَ سَمَاءِ دَوْبَرَهَ يَا
 بَجَرَ پَالَ اَوْ لَهُ كَيْ طَرْفَ سَمَاءِ اِيْكَ بَجَرَ اِيَا بَجَرَیِ - اُورِيْهِ بَجَرِيْ جَانَزَهَ كَهْ
 لَهُ كَيْ طَرْفَ سَمَاءِ بَهِيْ اِيْكَ بَهِيْ بَجَرَیِ كَيْ جَائَهَ - الْبَيْتَه بَهُولَوْگَ وَسَعْتَ
 نَهِيْنَ رَكْتَتِهِ اَنَّ كَهْ لَهُ هَرَگَزَ مَنَاسِبَ نَهِيْنَ كَهْ دَهْ تَنَگَدَسْتَيِ كَهْ بَاهُوْ جَوْهَدَ عَقِيقَةَ كَرِيْنَ
 ضَرَورِيِّ تَصْوِيرَ كَرِيْنَ اَوْ دَزِيرَ بَارَهُوْ كَرِيْسَ فَرِيْنَيِّ كَوْ اِنْجَامَ دَيْنَ -
 عَقِيقَةَ كَوْشَتَ بَكْچَا بَهِيْ تَقْسِيمَ كَرِيْسَكَتَتِهِ هِيْنَ - الْبَيْتَه سَتْحَ يِيْهَهَ كَهْ بَچَا كَفَرَهَ
 سَا كَيْنَ ، اَوْ دَرَدَسْلَوْنَ كَهْ يِهَاںَ بَسِيجَهِنَ - اَوْ اَپِيْهَ رَشَتَهَ دَارَوْنَ اَوْ دَوْسَتَوْنَ
 كَوْ بَهِيْ كَهْلَاسَتَتِهِ هِيْنَ - حَضْرَتَ حَسَنَهَ كَعَقِيقَهَ كَهْ مَوْقِعَهَ پَرَ آپَنَےِ ہَدَایَتَهَ
 دَيْ - كَهْ جَانُورَ كَيْ اِيْكَ مَانَگَ دَاهِهَ كَوْسِيجَ دَوَ اَوْ بَاقِيْ تَمَ خُودَ كَهَاوَهَ اَوْ كَهْلَادَوَهَ -
 (رَابِوْ دَادَوَهَ)

تزادیح کی دعا

تزادیح اور ترویج کی جمیع ہے۔ تزادیح میں ہر چار رکعت کے بعد پڑھنے اور آرام لینے کو ترویج کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے رمضان کی اس لف نساز کو تزادیح کہتے ہیں۔ ترویج یعنی ہر چار رکعت کے بعد پڑھنا اور آرام لینا مسلموں ہے۔

ترویج میں یہ دعا پڑھئے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلِكُوتْ - سُبْحَانَ ذِي
الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَمَّةِ وَالْقُدَّارَةِ وَالْكَبِيرَاتِ
وَالْجَبَرُوتْ - سُبْحَانَ الْمَلَكِ الْحَقِّيِّ الْأَنْعَامِ كَلِمَاتُ
وَكَلِمَاتُ يَهُوتْ - سُبْحَانُمْ فِي دُوْسٍ، رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ
وَالْمُرْجُوحِ - اللَّهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجْيِرْ يَا مُجِيدْ
يَا مُجْيِرْ -

”پاک ہے حکومت و اقتدار والا۔ پاک ہے، عزت و عظمت،
ہیبت و قدرت اور بڑائی اور دبادبے والا۔“

پاک ہے وہ زندہ جاودا پر باادشاہ جو نہ سوتا ہے اور نہ کبھی اس کیلئے
فناء ہے۔ نہایت پاک و برتر عیوب سے منزہ ہے۔ ہمارا پور درگار

اور فرشتوں کا پروردگار اور حضرت ہبیل کا پروردگار۔
خدا یا اہم کو دنیا کی آگ سے پناہ دے۔ اسے پناہ دینے

والے اسے پناہ دینے والے۔ اسے پناہ دینے والے۔

ترادیج کی نماز جماحت سے پڑی ہے۔ اور اگر ہر سکے تو پورا قرآن نماز
میں سنبھل کی کوشش کیجئے۔ ترادیج کسی ایسے مانظہ کے پیچے پڑ جائے جو پہلے
احترام، ولبستگی، اور ذوق و شوق کے ساتھ اس طرح قرآن کو تیزی سے پڑھ کر
احتداں کے ساتھ پڑھے کر رپا رہتا تھیر کی وہر سے مبتعدی بھی نہ گتا ہیں۔ اور
قرآن پاک بھی اس طرح صاف صاف پڑھا جائے کہ اس کی تلاوت کا حق
اوہ ہو۔ قرآن کو بے پناہ روایتی کے ساتھ پڑھنے کے لئے اس طرح پڑھنا کہ
گویا سر سے ایک پوجہ اتارا ہمارا ہے، درحقیقت قرآن کے ساتھ پڑھ اسلم
ہے، خدا کی کتاب کا حق یہ ہے کہ اس کو دل کی آمادگی، بصیرت کی حاضری،
اور انہماں کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کو سمجھنے اور اس میں خود فکر کرنے
کی عادت ڈالی جائے۔

اسی طرح ترادیج کی نماز بھی سکونی و احتداں کے ساتھ پڑھنی چاہیجے۔
لاپرواںی کے ساتھ روایتی دواں رکوع و بکوع کرنا نماز کے مقصد سے غفلت
بھی ہے اور نماز کی الہات سے محرومی بھی۔

قتوت نازلہ

خدا نخواستہ مسلمان سخت حالات میں گیرے ہوئے ہوں اور دشمن کا خوف اور دہشت غالب ہو تو نمازوں میں قتوت نازلہ پڑھنے کا اہتمام کیجئے با الخصوص فجر کی نمازوں - نمازوں فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد کفر سے کفر سے بچنے اور پھر سجدہ سے میں جائیے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے سخت حالات میں یہ دعائیں دعا نمازوں میں پڑھی ہے، اور خاص طور پر فجر کی نمازوں اس کا اہتمام کیا ہے۔

أَللَّهُمَّ أَهْدِنَا إِلَيْكَ هُدًى وَعَافِنَا فِيمَا عَاهَنَا وَلَا تُؤْمِنْنَا بِمَا لَمْ نُؤْمِنْنَا تُولِّنَا إِلَيْكَ
بَارِكْ لَنَا فِيمَا أَطْعَمْنَا وَمَا شَرَرْنَا مَا فَضَّلْنَا فَإِنَّكَ تَعْصِي وَلَا يَقْعُدُ عَلَيْكَ
إِنَّهُ لَا يَزُولُ مِنْ وَالْيَتَ وَلَا يَعْزَمُ مَا دَعَتْ تَبَارِكْ بِنَا وَتَعَالَى يَتَ
نَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَغْوِبُ إِلَيْكَ ۝ أَللَّهُمَّ عَذَابُ الْكُفَّارِ الَّذِينَ يَصْدُقُونَ عَنْ حَقٍّ
سَيِّدِنَا وَرَبِّنَا بُوَّبَ دُسْكَ وَيَقْاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ ۝ أَللَّهُمَّ أَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ الْكُفَّارِ وَالْمُنْكَرِاتِ وَأَشْلِحْ ذَاتَ بَرْبِرِمَ وَالْمُتَبَرِّئِينَ
تَلَوِّنْهُمْ وَاجْعَلْ فِي مُلْكِهِمُ الْأَجَانِ وَالْحَكْمَةَ وَتَعْتَمِمْ عَلَى مَلَكَتِ رَسُولِكَ
شَلَّ عَلَيْهِمْ وَسَلِّمَ عَلَى فِرْعَوْنَ كَمْ يَكُفُّوا بِعَهْدِكَ الَّذِي كَاهَدُهُمْ عَلَيْهِ

۵۶

وَإِنْصَرْهُمْ مُّكَلَّا عَدُوًّا لَّكَ وَعَدُوًّا هُمْ إِلَهُ الْحَنْدَنَ ۖ كَانُوا جَعَلُنَا مِنْهُمْ
 خَذَلِيَا ۖ ا توہین مہابت سے نوازگر ہما یتھی پانہ لوگوں میں شامل فرمادے رہیں
 عافیت بھیش کر عافیت پانے والوں میں شامل فرمادے اور ہماری سرپرستی فرمائکر ان
 لوگوں میں شامل فرماجن کی قوئی سرپرستی فرمائی اور ہمیں ان چیزوں میں برکت
 دے جو تو نے عنایت فرمائی ہیں اور ہمیں اس کے شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ
 فرمایا ہے کیونکہ تو ہی فیصلہ فرماتا ہے اور تجوہ کسی کا فیصلہ ناقہ نہیں ہوتا
 وہ ہرگز ذلیل نہیں ہو سکتا جس کی تو سرپرستی فرمائے ۔ اور وہ کبھی عزت نہیں پا
 سکتا جس کو تو اپنا دشمن قرار دے لے تو ڈھنی ہی برکت والا ہے اسے ہمارے
 کرب اور بہت ہی بلند درجہ تجوہ سے مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے حضور توبہ کرتے
 ہیں ، اے اللہ ! کافر دل کو عذاب دے جو تیری راہ سے روکتے ہیں اور تیرے
 رسولوں کو حبیلاتے ہیں اور تیرے اذیار سے بر سر پیکار ہیں ، اے اللہ اموم
 مرد دل اور مومن عورتوں ہمسدان مردوں اور مسلمان عورتوں کی مغفرت فرمادے ۔ اور
 ان کے باہمی تعلقات کی اصلاح فرمائیں کے دلوں میں باہمی الفت پیدا گر
 اور ان کے قلوب میں ایمان و حکمت پیدا کر اور ان کو اپنے رسول ملی اللہ
 طیہہ دلکشی کی ملت پر چادرے اور ان کو توفیق عطا فرمائکہ یہ تیرے اس عهد
 کو پورا کر سکیں جو تو نے ان سے لیا ہے اور ان کی مدد فرمائی پس دشمنوں کے مقابلے
 میں اور ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ۔ اے عبود حقیقی ! ہماری التجاہیں
 سُنْ نے اور ہمیں بھی انہی لوگوں میں شامل فرمادے ۔

نماز حاجت

جب بھی آپ کو کوئی چھوٹی یا بڑی ضرورت پیش آئے۔ خدا کے حضور کھڑے ہو کر دور کفت نفل (صلوٰۃ الحاجۃ) پڑھیے اور پھر حمد و شنا اور درود پڑھ کر یہ دعا پڑھیے۔ خدا سے توقع ہے کہ وہ آپ کی دعا کو رد نہیں فرمائے گا۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب کسی کو خدا سے یا کسی بندے سے کوئی حاجت ہو تو خوب اچھی طرح دخوا کرے۔ پھر دور کفت نماز پڑھ کر خدا کی حمد و شنا کرے۔ اور بنی اپر درود پڑھے۔ اور پھر خدا سے یوں دعا کرے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْلَمَتْ
مُؤْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَّا يَمِّ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيَّةُ مِنْ
كُلِّ يُرْتَدِ السَّلَامَةُ مِنْ كُلِّ إِنْجِلِ لَا شَدَاعٌ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا
غَفَرْتَكَ وَلَا هُنْدًا إِلَّا فَرَجْعَتَهُ وَلَا هَاجَةٌ هُنْيَ لَكَ رِسَّا
إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

» خدا کے سوا کوئی معبر نہیں وہ بڑا ہی برو بار اور بہت ہی کرم فرمائے والا ہے۔ پاک و برتر ہے خدا عرش عظیم کا مالک، انگر و تعرب

خدا ہی کے لئے ہے جو سارے چہاںوں کا پروردہ دگار ہے (خدا یا !)
 میں تجھ سے ان چیزوں کی بھیک مانگتا ہوں جو تیری رحمت کو واجب
 کرنے والی اور تیری مختارت کو لازم کرنے والی ہیں۔ ہر بخلافی میں جو حصہ
 اور ہر گناہ سے سلامتی پاہتا ہوں، خدا یا اقویٰ میرا کوئی گناہ بخشنے بغیر
 اور کوئی دکھ اور غم در کئے بغیر نہ چھوڑ اور میری کوئی حاجت جو تیرے
 نہ دیک پسندیدہ ہو تو پوری کئے بغیر نہ رہنے دے۔ ائے رحم کرنے
 والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ।

حفظ قرآن کی دعا

قرآن پاک کو یاد کرنے اور پادر کھنے کے لئے اس دعا کا اہتمام کیجیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضا کو سکایت کی۔

حضرت محمد اللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں جو ایک بار ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ علی رضا کے اور اپنے ماقبل کی شکایت کر رہے تھے، کہ یا رسول اللہ! قرآن کی آیتیں میرے ذہن میں محفوظ نہیں تھیں جو سیکھتا ہوں یاد ہی نہیں رہتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضا کی شکایت سن کر فرمایا۔

”اَيَّهُ الْأَمْنِ اَمْنٌ تَهْبِي دُعَاكِيُونَ نَذْكَرَوْنِ، حِلْ كُو پڑھ کر تم بھی فائِدہ المَّاْوِا اور وہ بھی فائدہ المَّاْوِا جس کو تم یہ دعا سکھاؤ اور پھر جو بھی تم سیکھو وہ تمہارے دل میں جنم ہائے۔ اور تمہیں یاد رہے حضرت علیؓ نے کہا، ”یا رسول اللہ! اسی دعا تو ضرور سکھائیے ہو تو آپ نے اس دعا کے بارہے میں فرمایا۔

”جھر کی رات میں یہ دعا پڑھو، تمین، یا پانچ یا سات جھر اتوں میں بر ابر پڑھو۔ خدا کے عکم سے یہ دعا تمہر پہنچ ثابت ہو گی، اس ذات کی قسم جس نے مجھے دری حق دے کر بھاہے مون کی یہ دعا بھی خالی نہیں جاتی۔

حضرت محمد اللہ ابن عباد میں کہ پانچ یا سات جمعراتیں ہی گزری ہوں گی
کہ اسی طرح پھر ایک روز حضرت علیؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے
اور کہنے لگے۔ پا رسول اللہ اپنے میں چار آیتیں یاد کرتا۔ لیکن جب دہراتا
تو فہریں سے نکل جاتیں، اور اب یہ حال ہے کہ میں حالیں چالیس آیتیں یاد
کرتا ہوں، اور جب پڑھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے سامنے
خدا کی کتاب کھلی ہوئی رکھی ہے، اسی طرح پہلے میں ایک حدیث سنتا اور جب
دہراتے کی کوشش کرتا تو بھول جاتا اور اب یہ حال ہے کہ میں کتنی ہی حدیثیں
سنتا ہوں، اور جب دہراتا ہوں تو ایک حرف کی بھی غلطی نہیں ہوتی ۹

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سئی کفر فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم! ابو الحسن واقعی
مومن ہیں ۱۰

ذعاپڑنے کا تفصیلی طریقہ بتاتے ہوئے آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ "جمعہ
کی راست میں یہ ذعاپڑھو۔ میرے بھائی یعقوب کے بیٹیوں نے جب ان سے
ذعل کے استغفار کے لئے درخواست کی تو انہوں نے فرمایا: ہم عنقریبہ تھا کہ
لئے استغفار کروں گا۔ یعقوبؐ کا مقصد یہ تھا کہ جمعہ رات آنے پر میں تمہارے
لئے استغفار کروں گا۔ تو ائے علیؓ نے جمعہ کی رات میں تہجد کے وقت الشو۔
اس لئے کہ یہ وقت ذعاکی قبولیت کا وقت ہے، طبیعت اس وقت حاضر
ہوتی ہے اور خدا کی طرف پوری نیکیوں کی ہوتی ہے۔ اور اگر رات کے آخری
حصے میں نہ اکٹھ سکو تو آدمی رات کو اٹھو، اور اگر آدمی رات کو بھی نہ اکٹھ سکو تو پھر
ابتدائی رات میں چار رکعت لفظ اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ

کے بعد سورہ الْمُكَبَّرَةُ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ الدخان اور تیسرا رکعت میں سورہ فاتحہ اور المسجدۃ اور پھر تھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ نبکت پڑھو، پھر حب التحیات پڑھ کر سلام پھیلو، تو اچھے انداز میں خدا کی حمد و شناکرو۔ اور زہایت اچھے طریقے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام نبیوں پر درود سلام بھیجو، اور سارے موسیٰ مردوں اور موسیٰ حورتوں کیلئے استغفار کرو۔ اور اپنے ان بھائیوں کے لئے استغفار کرو جو ایمان لانے میں تم پر سبقت لے گئے ہیں، پھر انھیں یہ دعا پڑھو۔

اَللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتِبْرُكِ الْكِتَابِ إِنِّي أَبْدَأْتُمَا أَبْقَيْتُمْنِي
فَادْرَحْمَنِي أَنْ أَكَبَّتَ مَا لَا يَعْنِيْنِي فَارْضُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ
فِيمَا يُرِضِيْكَ فَقَنِيْ اللَّهُمَّ بَدِإِيْمَ السَّمْوَاتِ وَالْأَرْضِ
ذَالْجَلَالِ وَالْكَرَامَةِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تَرَأْمُ أَشَالِكَ
يَا اللَّهُ يَا رَحْمَنُ بِهِ جَلَالُكَ وَلَوْسُ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ
قَلْبِيْ حِفْظَكَ كَمَا عَلَمْتَنِي وَأَشَرَّقْنِي أَنْ أَشْلُوَكَ

لہ یعنی دالقرآن الحکیم بائیسوں پارے کی آخری سورت ہے۔

۳۰ الدخان:- حمَّ وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ ه اَنَّا اَنْزَلْنَاكُمْ فِي بَيْتِ مَبَارَكَةٍ
اچیسوں پارے کی سورت ہے۔ ۳۱ اَللَّهُ تَنْزِيلُ الْكِتابِ لَا رِيبَ فِيهِ
من رب العالمین اکیسوں پارے کی سورت ہے۔ ۳۲ اَللَّهُ الْمَالِكُ - تِبْرُكُ الدَّاَى
بِيَدِهِ الْمَالِكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، انتیسوں پارے کی پہلی سورت ہے۔

عَلَى النَّحْوِ الْمُنْسَبِ إِلَيْهِ بِعَنْتِ الْمُهْمَّةِ بِذِي عَمَّ الْمُؤْمِنَاتِ
 وَالْأَمْرِ مِنْ ذَا الْجَلَلِ وَالْأَكْوَافِ وَالْعَزَّةِ الَّتِي لَا يَنْجُونَ
 أَسْمَاعُكَ يَا أَللَّهُ يَا أَرْجُونِي بِجَلَالِكَ وَنُورِكَ وَجْهِكَ أَنْ
 يَنْتَوِسَ بِكَتَابِكَ بَصَرِي فَإِنْ تَعْلَمْ بِهِ سَافِي وَإِنْ تَفْرِجْ
 بِهِ هَنْ قَلْبِي وَإِنْ تَشْرُحْ بِهِ صَدَرِي وَإِنْ تَغْسِلْ بِهِ
 بَدَنِي فَيَأْتِي إِلَيْيَنِي حَلَّ الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُخْبِرُنِي إِلَّا
 أَنْتَ وَلَا حُوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَلِيمِ۔ (ترمذی)

وہ خدا یا تو مجھے جب تک بھی زندہ رکھے اپنی رحمت سے ہیشہ
 گن ہوں سے بچنے کی توفیق دے اور زپنی رحمت سے مجھے بے مقصود
 لغواریتوں سے دور رہنے کی قوت عطا فرم۔ اور مجھے ان کاموں میں
 اچھی نظر اور بصیرت دے جیں سے تیری رضا حاصل ہو، ائے خدا! ا
 آسمانوں اور زمین کو بغیر مشاہ کے بنا نے والے، عظمت و احترام
 والے اور ایسا عظیم اقتدار رکھنے والے جس کے مقابلے میں آنے
 کارادہ بھی نہیں کیا چا سکتا، ائے خدا! ائے رحم کرنے والے! میں
 تمھے تیرنی بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر
 سوال کرنا ہوں، کہ جس طرح تو نے مجھے اپنی کتاب سکھا! اسی طرح
 مجھے اس کے حافظے کی بھی قوت دے، اور مجھے اس کتاب کو پڑھنے
 کی اس طرح توفیق دے جیں سے تیری رضا حاصل ہو، ائے آسمانوں
 اور زمین کے موجود اعظمت و احترام والے، اور ایسا اقتدار رکھنے

دالے جس کے مقابلے کا ازادہ بھی نہیں کیا جاسکتا، اسے خدا بے
پایاں حجم کر دیا لے اب میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے لور کا واسطہ دَ
کر تجدید سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی کتاب کی برکت سے میری آنکھوں
کو روشن کر دے اور میری زبان پر اس کے الفاظ باری کر دے
اور میرے دل سے غم اور گھٹن دوڑ کر دے، اور اس کی برکت سے
اس نے لئے میرے سینے کو کھول دے لہا اور اس کی برکت سے بہرہ
جسم کو دھو کر پاک صاف کر دے تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو حق
کے معاملے میں میری نصرت و حمایت کر سکے، حق سے نوار نے والا
بس تو ہی ہے گناہوں سے بادر ہنے کی قوت اور نیکی پر جسمنے کی
طااقت خدا ہی سے مل سکتی ہے، جو بڑا ہی بلند اور بہت ہی عظمت

والا ہے ۷

فہم قرآن کی دعا

قرآن حکیم کی تلاوت اور اس کے مطابق پر خود و فکر مون کی محبوب عبادت ہے۔ قرآن سے شغف خدا سے تعلق کی دلیل بھی ہے اور خدا سے تعلق کا ذریعہ بھی۔ قرآن میں تدبیر اور تفکر سے مومن کو روحانی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے اس پر حکمت کے دردرازے بھی کھلتے ہیں۔

قرآن حکیم بلاشبہ نہایت آسان کتاب ہے جہاں تک اس سے بدایت حاصل کرنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے کا تعلق ہے اس کی تعلیمات نہایت سادہ، واضح اور ہر چنگل سے پاک ہیں، البتہ اس کے اسرار و رمز اور اس کی حکمتوں کو پانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ فہم قرآن کے تمام آداب و شرائع کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں، سچی طلب کے ساتھ اس پر سوچیں اور کسی وقت بھی اس سے غفلت اور بے نیازی نہ برتیں، برا بر مطالعہ رہتے رہیں اور زندگی مجرکر رہتے رہیں۔

یہ بالکل فطری ہات ہے کہ مطالعہ کے دوران بعض اپیشیشکل مقامات بھی آئیں گے جہاں گہرے غور و فکر کے باوجود بھی کسی مطلب پر آپ کا ذہن مطہن نہ ہو گا اور آپ سخت الہمین محسوس کریں گے۔ لیکن اگر آپ واقعی نرآن کے طالب علم ہیں تو آپ ہرگز مایوس اور شکستہ غاطر نہ ہوں۔ نہ قرآن پر

معترض ہونے کا بے چا خیال دل میں لا یں۔ اور نہ آکتا کہ قرآن میں غور و تذیر ترک کریں، بلکہ پوری یکسوئی کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہوں، اور کامل سپردگی کے ساتھ خدا سے اس مشکل کے حل میں مدد کے طالب ہوں، قرآن کی آیات میں اپنی خواہش اور اپنی رائے سے تاویل کرنے یا اپنا من پسند مطلب مکالنے کی بیہودہ جمارت ہرگز نہ کریں، بلکہ ایک طالب حق گی طرح اس مفہوم پر جمی ہیں جو قرآن پاک کے الفاظ سے سمجھ میں آ رہا ہو، اور پھر انتہائی عاجزی اور بے چارگی کے ساتھ خدا سے دعا کریں کہ خدا یا اسی میں اس الجمن کو دوڑ فرمائجھ پر صحیح مفہوم کا فیضان فرم۔ اور میرے دل کو اس تاویل اور مفہوم پر اطمینان عطا کر جو داعی صحیح ہے، اس مقصد کے لئے شب کے زوال میں ذرا آواز سے شیر شیر کر تلاوت بھی کیجئے اور نیچے لکھی ہوئی دعا بھی ٹڑھتے رہیں۔ خدا سے توقع ہے کہ یہ دعاء نافع ثابت ہوگی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بندہ بھی اپنے کسی فکر و غم میں یہ دعا پڑھے گا۔ خدا اس کے فکر و غم کو در فرمائے خوشی و مسترست سے نوازے گا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، إِنِّي أَنَا بِنْتُكَ، إِنِّي أَمْتَنِدُكَ نَاصِيَةً
بِيَدِكَ، مَا أَصِنُ فِي حَكْمِكَ، عَدْلٌ فِيْ نَعْلَمُكَ أَسْأَلُكَ
بِكُلِّ أَسْمِيْمُ هُوَ لَكَ، سَمِيَّتِ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ
فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوْ أَسْتَأْثَرْتَ
بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ

قَلْبِيْ، وَلُؤْسِ صَدَارِيْ، وَجَلَّاعُ حُرْزِيْ فِي وَذَهَابِ هَتَّىْ وَغَنْمِيْ۔

(سنداحمد، ابن حبان)

محمد ایا ایں تیرا بندہ ہوں تیر سے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی
کا بیٹا ہوں، تیری پیشائی تیری سٹھی میں ہے، مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے۔
تیر سے حق میں تیر افیصلہ عین الصادق ہے، میں تجھ سے تیر سے ہر اس نام
کے واسطے سے جو تیر سے لئے سزا دار ہے جو تو نے اپنے لئے رکھا ہے،
یا تو نے اپنی کتاب میں آثارا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو تباہا ہے
یا تو نے اپنے ہاس اپنے خزانہ خوبیں اُسے پوچھ پیدہ ہی رہنے دیا ہے
یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار،
میرے سینے کا لور، میرے غم کا مدارا اور میری فکر و پریشانی کا علاج
بنادے ۔

حدیث کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا «بہم اس دھا کو سیکھ لیں؟» تو آپ نے ارشاد فرمایا
شخص بھی اس دعا کرنے والہ ضرور اس کو سیکھے اور ضرور یاد کرے ۔

جماعہ کا خطبہ

اسلامی بذریات کو انجام دینے، ایمان کو تازہ رکھنے، اور تذکیرہ یاد رکھنے کے فریضے کو تسلیم اور ترتیب کے ساتھ انعام دینے کے لئے جماعت کا خطبہ انتہائی موثر اور منظم فرمایا ہے۔ فطری انداز میں ہر سفٹ مسلمانوں کو ان کے فرائض یاد دلانے، وین کے تقاضے سمجھائے اور اسلام کے لئے کچھ کرنے کی طبق پیدا کرنے کے لئے یہ ایک ایسا دینی انتظام ہے، جس کی کوئی نظریہش نہیں کی جاسکتی۔ لیکن اس سے خاطر خواہ فائدہ آپ اسی وقت اٹھا سکتے ہیں جب آپ سامعین کو ان کی اپنی زبان میں بھی خطاب کریں۔

جہاں تک خطبہ ثانیہ کا تعلق ہے وہ تو عربی زبان ہی میں ہونا چاہیے۔ البتہ پہلا خطبہ آپ اس زبان میں بھی دیں جس سے سامعین واقف ہوں، اچھا تو یہ ہے کہ آپ حالات حاضرہ کو سامنے رکھتے ہوئے دین کے تقاضوں پر مختصر اور جامع تقریر بطورِ خود تیار کریں، اور ہر سفٹ مسلم اور ترتیب کے ساتھ ذہن کو بنلانے اور عمل پر انجام دینے کی کوشش کریں۔ لیکن کسی وہ سے اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو کم از کم اتنا ضرور کیجیے کہ کوئی بھی عربی خطبہ پڑھ کر اس کا مطلب خیز تر جمہر اس زبان میں بھی پیش کریں جس کو سامعین

سمجھتے ہوں۔ عربی خطبے کے انتخاب میں بھی زیادہ مناسب یہ ہے کہ آپ خود
نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاءٰ راشدین کا کوئی خطبہ منتخب کریں۔ فیل میں ہم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستند جملے نقل کرتے ہیں۔ ایک ترجمہ تاریخی خطبہ
ہے جو ہجرت کے بعد آپ نے مدینے میں پہلے جمعہ کو دریافت کیا۔ اور دوسرا دہ
جس میں آپ نے مسلمانوں کو پڑیے ملیخ انداز میں اکھارا ہے کہ وہ قرآن سے
گھری والی تکمیل پیدا کریں اور برابر اس میں غور و فکر کرتے رہیں۔ اس لئے کہ اس
سے تعلق جوڑے بغیر دین سے تعلق قائم رکھنا محکم نہ ہیں۔

مدینے میں پہلا خطبہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ أَكْمَدُهُ وَأَسْتَغْفِرُهُ وَ
أَسْتَهْدِيُهُ وَأُؤْمِنُ بِهِ وَلَا أَكُفَّرُهُ وَلَا أَعْادُهُ مَنْ
يَكُفُّرُهُ . وَأَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . أَسْأَلُهُ
بِالْهُدًى وَالنُّورِ وَالْمُوْفَّةِ عَلٰى فَتْرَةِ مِنَ الرُّسُلِ
وَقِيلَةٍ مِنَ الْعِلْمِ وَنَسَلَةٍ مِنَ النَّاسِ وَالْقِطَاعِ وَمِنْ
الزَّمَانِ وَذُكْرٍ مِنَ السَّاعَةِ وَثَرِيبٍ مِنَ الْأَجَلِ - وَ
مَنْ يُطِيعُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ سَرَّشَدَ وَمَنْ يَعْصِيهِمَا
فَقَدْ غَوَى وَفَرَّطَ وَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا أُوْصِيَّكُمْ
بِتَفْوِي اللّٰهِ فَيَا أَيُّ مَا أَوْمَلَ لِلّٰهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمُ أَنْ
يَحْضُّهُ عَلٰى الْآخِرَةِ وَأَنْ يَأْمُرَهُ بِتَفْوِي اللّٰهِ فَإِنْ هُدَى رُدَّ

مَا حَدَّرَ كُمُّ اللَّهِ مِنْ نَفْسِهِ وَلَا أَفْعَلَ مِنْ ذَالِكَ تَعْبِيْحَةً
 وَلَا أَفْعَلَ مِنْ ذَالِكَ ذِكْرًا فَإِنَّ تَقْوَى اللَّهِ لِمَنْ هَمَّ
 بِهِ عَلَى وَجْهٍ وَمَخَافَةً مِنْ رَبِّهِ عَوْنَوْ صَدِيقٌ عَلَى مَا
 يَبْغُونَ مِنْ أَفْرَادِ الْأُخْرَاءِ وَمِنْ يَصْلِحُ الْأَذْنَابَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
 اللَّهِ مِنْ أَمْرٍ وَفِي التِّسْرِ وَالْعَلَانِيَةِ لَا يَتَوَسَّلُ بِذَالِكَ إِلَّا
 وَجْهَ اللَّهِ يَكُونُ لَهُ ذِكْرًا فِي عَاجِلٍ أَمْرٍ وَذُخْرًا فِيهَا
 بَعْدَ الْمَوْتِ حِينَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ إِلَى مَا قَدَّمَ وَمَا حَانَ
 مِنْ يَوْمٍ يَكُونُ لَهُ ذِكْرًا كَوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمْدَأْ بَعِيدًا
 وَيَحْدِرُ كُمُّ اللَّهِ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَوْفٌ بِالْعِبَادِ وَالَّذِي
 صَدَقَ قَوْلَهُ وَأَنْجَنَ رَهْدَةً لَا خَلِفَ لِهِ إِلَكَ فَيَأْتِه
 يَقُولُ عَزَّ وَجَلَّ مَا يَبْدَأُ الْقَوْلُ لَدَّنِي وَمَا أَنَا بِظَلَامٍ
 لِلْعَيْبِيْدِ فَإِنَّ قَوْلَ اللَّهِ فِي عَاجِلٍ أَمْرٌ كُمُّ وَاجِلٌ فِي التِّسْرِ
 وَالْعَلَانِيَةِ فَيَأْتِهِ مَنْ يَتَسَقَّى اللَّهُ يَكْفِرُ عَنْهُ مَسِيَّاتِهِ وَ
 يُعْظِمُ لَهُ أَجْرًا - وَمَنْ يَتَسَقَّى اللَّهُ فَقَدَّا فَازَ نُوشَّا عَظِيمًا
 فَرَأَنَّ تَقْوَى اللَّهِ يُؤْتَى عَفْوَيْتَهُ وَيُؤْتَى سُحْطَةً، فَرَأَنَّ
 تَقْوَى اللَّهِ يُبَيِّضُ الْوُجْهَةَ - وَيُؤْخِذُ الرَّبَّ وَمَيْرَفَعُ
 الدَّارَجَةَ -
 خُذُوا بِحَظْكُمْ وَلَا تَفْرُطُوا فِي جَنْبِ اللَّهِ وَقَدْ عَلِمْتُمُ اللَّهَ
 كِتَابَهُ - وَنَهَجَمْ لَكُمْ سَبِيلَهُ لِيَعْلَمَ الَّذِينَ صَدَّاقُوا وَلِيَعْلَمَ

حَمْكَمْ دلائل و براين سے مزین، متعدد و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الكافرین۔ فَإِنْ حُسِنَ أَكْمَانُهُ حُسِنَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَعَادُوا
أَهْدَاءً لَهُ - وَجَاهُهُ دُلَالٌ فِي اللَّهِ مَحْقَّ جَهَادُهُ - هُوَ الْمُجْتَبَى
وَسَيِّدُكُمُ الْمُسْلِمِينَ لِيَهُدِّى مَنْ هَلَكَ عَنْ أَبْيَانِهِ وَيُحْيِى
مَنْ سَعَى عَنْ أَبْيَانِهِ وَلَا قُوَّةَ لِلْأَكْلَى بِاللَّهِ -

فَأَكْثِرُوا ذِكْرَ اللَّهِ وَاعْمَلُوا إِعْمَالَ الْيَوْمِ فَإِنَّهُ
مَنْ يَعْمَلْ فِيمَا يَبْيَنُهُ وَبَيْنَ اللَّهِ يَكْفُرُ بِاللَّهِ مَا يَبْيَنُهُ
وَبَيْنَ النَّاسِ -

ذَلِيلٌ بِأَنَّ اللَّهَ يَقْضِيُ عَلَى النَّاسِ وَلَا يَقْضُونَ عَلَيْهِ
وَيَسِّيلٌ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا
قُوَّةَ لِلَّهِ الْمُظْلِحُوْهُ (طبعی جلد ۲ ص ۲۵۵)

دو شکر و تعریف اللہ کے ہے، میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں، اس
کے مدعا پاہتا ہوں، اسی سے صفت کا طالب ہوں اور اس سے
ہدایت کا خواہ چکر ہوں اور اس پر ایمان لا آئیں، اور اس کے ساتھ
کفر نہیں کرنا۔ اور اس کو اپناؤں تحریک ہوں، جو اس سے کفر کرتا ہے
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ میکتا ہے
اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ نہ کے بندے
اور اس کے رسول ہیں، جن کو نہ لئے ہدایت، تو را درصیحت دے کر
اپے دوڑیں رسول بنایا جب کہ مدعا دراز سے دڑلوں کے آئے کا
سلسلہ مندرجہ تھا حقیق، ملک کی روشنی تا نذرِ رب کی حقیقی۔ مگر گواہی کا دوڑ دارہ تھا۔

نظامِ حرمی در بھم بر بھم ہو رہا تھا۔ قیامتِ سر دل پر آگئی تھی۔ اور شخص
کی اجل اس کے سر پر منڈ لارہی تھی۔

پس جس نے رسولؐ کو مان کر، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت
کی وہ بدایتہ یا پہلو۔ اور جس نے درستالت کا انکام کر کے خدا اور
رسولؐ کی نافرمانی کی وہ مگر اہم تھا اور کوتہ اندیشی میں گھر گی اور را حق
سے بھٹک کر گمراہی میں دور جا پڑا۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہو، ایک
سلمان دوسرے سلمان کو جو بہترے بہتر نصیحت کر سکتا ہے وہ یہی
ہے کہ وہ اُسے ذخیرہ آخرت فراہم کرنے پر اکباد ہے اور خدا سے
ڈرتے رہنے کی تلقین کر کے پس اللہ سے ڈرد بیساکہ اس نے اپنی
ذات سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا ہے، اس سے بہتر کوئی اور
وصیت نہ ہے اور نہ اس سے بہتر کوئی اور یادداہی ہو سکتی ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ خدا کا تقریبی بندے کے لئے جو خدا سے
ڈرتے رہنے زندگی گزارے، اُنہوں کے چون انہام کا حقیقی معادن
ہے جس کے تم خواہش مند ہو، اور جو شخص غلوصِ نیت کے ساتھ مغض
رضاءِ الہی کی غاطر خدا سے اپنے معلمانے کو کھلے چھپے ہر حال میں درست
کر لے۔ تو اس کا فوری صبلہ دنیا میں یہ ہے کہ وہ نیک نام ہو گا اور سوت
کے بعد کی اس گمراہی میں وہ مالا مال ہو گا۔ جب کہ ہر شخص اپنے ان نیک
اعمال کا انتہائی محتاج ہو گا۔ جو اس نے اس وقت کے لئے کئے ہوں گے

ادر ان کے سرا جو برے اعمال ہوں گے اُن کے بارے میں وہ تکتا
 کرے گا کہ کاش یہ اعمال مجده سے انتہائی درد ہوتے اور خدا تم کو اپنی
 ذات سے ڈرتا تا ہے، اور خدا اپنے بندوں پر انتہائی فخر بان ہے۔
 قسم ہے اس ذات کی جس کا قول سچا اور وعدہ وفا ہو کر رہتا
 ہے کہ یہ بات ہو کر رہے گی کیونکہ خود وہ بزرگ درستہ ارشاد فرماتا ہے
 ”میرے حضور بات بدالی نہیں جاتی۔ اور میں اپنے بندوں پر فرما جی
 ظلم کرنے والا نہیں ہوں، اپنی خدا سے ڈرتے رہو، دنیا اور آخرت
 کے سارے کھلے اور چھپے معاملات میں حقیقت یہ ہے کہ جو خدا کے
 غذب سے ڈرتا ہے، خدا اس کے گناہوں کو اس سے جھاؤ دیتا ہے
 اور اس کے اجر کو زیادہ سے زیادہ بڑھاتا ہے۔ اور جو اس سے ڈرتا
 رہا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور اچھی طرح جان لو کہ خدا
 کا خوف بندہ کو اس کی خفگی سے دور رکھتا ہے، اس کے عذاب سے
 محفوظ رکھتا ہے اور اس کی ناراضی سے بچاتا ہے، اور اس حقیقت کو
 بھی اچھی طرح سمجھو لو کہ خدا کا تقویٰ چہروں کو روشن اور ہاردنق بناتا ہے
 مالک کو اپنے بندے سے خوش رکھتا ہے، اور بندے کے مرتبے
 کو بلند رکھتا ہے۔

دیکھو، اپنے اپنے نصیب کی نیکیاں سبیٹ لو اور خدا کی جناب
 میں ہرگز کوتاہی نہ کرو۔ جبکہ اس نے نہیں اپنی کتاب کا علم دے
 کر اپنا سیدھا راستہ تم پر واضح فرمادیا ہے تاکہ وہ سماں لے ان لوگوں

کو جو اپنے ایمان کے دھوے میں سچے ہیں اور ان کو جو بھوٹے ہیں۔ پس تم بھی لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ جیسا کہ اس نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کیا ہے۔ اور اس کے ڈھننوں کو اپنا ڈھن سمجھو۔ اور اس کی راہ میں ایسا جہاد کرو کہ جہاد کا حق ادا ہو جانے اس نے تمہیں اپنے دین کے لئے منتخب کیا ہے، اور تمہارا نام ”مسلم“ رکھا ہے تاکہ چے ہلکا ہونا ہے وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے، اور طاقت و قوت کا اغترہ صرف خدا کی ذات ہے۔

پس خدا کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے رہو، اور آج کے بعد آنے والے کل کے لئے عمل کرتے رہو کیونکہ جو بندہ اپنے اور خدا کے مابین معاملہ کو سنوار لیتا ہے، خدا اس کے لئے اُن سارے معاملات میں کافی ہو جاتا ہے جو اس کے اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ خدا ہی بندوں کے لیے فرماتا ہے۔ بندے اس کا فیصلہ نہیں کرتے۔ وہ انسانوں کی ہر چیز کا مالک ہے اور انسان کے تباہی میں اس کی کوئی پیش نہیں وہ سب سے بڑا ہے اور قوت و طاقت صرف اسی کے

پاس ہے ۷
قرآن پاک سے شفقت کی تلقین

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ أَكْبَرُ وَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَعْمَلُونَ
مِنْ شَرٍّ وَمِنْ أَنْفُسِنَا وَمِنْ مَسْيَّاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَرْهَدُ إِلَيْهِ

اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ دَمَنْ يَعْتَلِهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ -

إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَكُلُّ أُفْلَعَ مِنْ رَيْبِهِ
اللَّهُ فِي قُلُوبِهِ وَأَذْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ، وَأَنْهَتَرَهُ
عَلَىٰ مَا سِرَّا لَهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ - إِنَّهُ أَمْدَقُ الْحَدِيثِ
وَأَبْلَغُهُ - أَجِبُوا مِنْ أَحَبَّتِ اللَّهَ قَاءَجِبُوا اللَّهَ مِنْ كُلِّ
قُلُوبِكُمْ وَلَا تَمْلُؤُوا كُلَّمَرِ اللَّهِ ذِكْرَكُمْ، وَلَا تَقْسُوا عَلَيْهِ
قُلُوبِكُمْ -

أَعْبُدُ رَبِّ اللَّهِ وَلَا شَرِيكَ لَهُ شَيْئًا، إِنَّقُوا اللَّهَ حَقَّ
نَفْتِيهِ وَصَدِّقُوا صَاحِبَ حَمَّ مَا تَعْمَلُونَ يَا أَنْوَاهِكُمْ وَخَائِبَاتِ
يَرْوِحُ اللَّهُ بَيْتَكُمْ - وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَسَلَامٌ مِّنَ اللَّهِ
(را عجائب القرآن)

”بِالْأَشْبَهِ شَكْرٌ وَتَعْرِيفُ الْمُدْرِي“ کے لئے ہے، میں اس کی حمد و
تعزیت کرتا ہوں اس سے مدد چاہتا ہوں، اور ہم اس کے دامنِ غفران
میں پناہ چاہتے ہیں، لنس کی شرارتیوں سے اور بد اعمالیوں کی پارادش
سے اجس کو خدا ہدایت دے۔ (اور وہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو واقعی
ہدایت کا طالب ہو) تو اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا
راہ راست سے بھٹکا دے، (اور وہ اسی کو بھٹکاتا ہے جو راہ راست
کا طالب نہیں ہوتا) تو اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا
ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سب سے بہتر کلام خدا کی کتاب ہے، اُن شخص
کا میاپ ہو گیا۔ جس کے دل میں کتاب اللہ کی رونق ہے اور جس کو
کفر کے بعد اللہ نے اسلام سے مشرف فرمایا۔ اور جس نے سارے
انسانی کلاموں کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کو اپنے لئے منتخب فرمایا۔
بے شک خدا کا کلام سرتاسر سچائی ہے۔ انتہائی پُر اثر ہے۔ جو اس
سے شفعت رکھے تمہیں اس سے محبت رکھو۔ اور اپنے قلوب کی ساری
توہیر کے ساتھ خدا سے حقیقی محبت پیدا کرو۔ اور اس کے کلام کی
تلادت اور اس کی یاد سے کبھی نہ اگتا تو۔ اور نہ کبھی تمہارے قلوب
کلام اللہ کی طرف سے ہے نیاز اور سخت ہوں۔ پس خدا ہی کی نیندگی
کرو۔ کسی کو اس کے ساتھ ذرا بھی شریک نہ بناؤ۔ اور اس سے
ڈرتے رہو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اپنے نیک
اعمال کی تصدیق زبان سے بھی کرتے رہو، (یعنی زبان سے وہی
کہو جو تمہارے شایان شان ہو) اور خدا کی رحمت اور دین کی
بُنیاد پر آپس میں محبت رکھو۔ والسلام علیکم ورحمة اللہ!

خطبہ ثانیہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدٌ أَكْثَرًا وَالْعَذْلُوُّةُ وَاللّٰهُ لَا إِلٰهَ مِنْهُ

بِإِذْنِهِ وَسَرَاجًا مُتَبَرِّأً عَلَى إِلَهٍ وَآصْحَابِهِ وَسَلَّمَ
تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا.

أَمَّا بَعْدُ : - يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! أُوْصِيَكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ فِي أَنَّ
تَقْوَى اللَّهِ مِلَائِكَةُ الْحَسَنَاتِ - وَعَلَيْكُم بِالطَّاعَةِ فَإِنَّهُ
مَنْ يُطِيعُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا - وَقَالَ
اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْمَجِيدِ - إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُوةً حَمَدِيهِ وَسَلَّمُوا
تَسْلِيمًا .

أَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ
وَآصْحَابِهِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ كَمَا فِي سَاعَةِ السُّرَّةِ - أَللَّهُمَّ
أَمْطِرْ شَاءِيْبَ رَفِيقَاتَ عَلَى السَّارِقِينَ الْأَرْلَيْنَ بَنَى
النَّهَرَاهَا جَرَيْنَ وَالْأَنْصَارِ خَصْصُوكَمَا عَلَى أَفْضَلِ الْبَشَرِ
بَعْدَ الْأَنْبِيَا وَبِالْتَّحْقِيقِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدِنَا أَبِي
بَكْرٍ وَالْعَالِيِّ رَبِّنِيِّ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
سَيِّدِنَا أَعْمَرَ وَالْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
سَيِّدِنَا هُشَّامَ أَبْنِ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَلَى
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدِنَا هَرِيَ أَبْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَمَ اللَّهُ
وَجْهَهُ وَعَلَى دَارِيِّ السَّعِيدَيْنِ سَيِّدِنَا شَبَابَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ الْمُحَسَّنِ وَالْمُحْسِنِينَ رَبِّنِيِّ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى

أَقْرَبُهُمَا سَيِّدَ الْمُسْلِمَاتِ أَهْلَ الْجَنَّةِ فَأَطْمَمَ الرَّزْهُرَ إِذْ رَضَى
اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَلَى سَائِرِ الْمُحَاجَبَةِ وَالشَّاعِرِينَ وَرَضْوَانُ
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ دِينُهُمْ أَجْمَعِينَ -

اللَّهُمَّ أَنْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِينَكَ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْدَائِ مَنْ حَدَّلَ دِينَ مُحَمَّداً
حَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِرَحْمَتِكَ
اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يَا هُرَيْرَةَ الْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ قَرَأْتَ أَذْرِ ذِي الْقَرْبَى
وَيَنْهَا عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبُغْيِ يَعْنِكُمْ لَعْنَكُمْ
شَدَّ كَرْوَنَ أَذْكُرُوا اللَّهَ يَدْكُرُكُمْ وَأَذْعُونَهُ يَسْتَجِيبُ لَكُمْ
وَلَكُنْ كَرْلَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَعْنَى وَأَذْلَى وَأَعْزَزَ وَأَجْلَى وَأَهْمَى
وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ -

نکاح کا خطبہ

نکاح کی شرعی حیثیت سمجھ لئے، اس کے تقاضوں کو ذہن لشیں کرانے اور نکاح کے تعلق سے مانند ہونے والی عظیم ذرہ داریوں کریاد دلانے کے لئے محفل نکاح میں خطبہ پڑھنا بھی مسنون ہے۔ اس موقع پر خطبہ سے پورا فائدہ اٹھانے کے لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والے خطبہ نکاح کا ترجیح اور مختصر تشریح بھی رپنی زبان میں بیش کر دیا کریں۔ تاکہ رسامعین اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر فیل میں خطبہ نکاح کے ساتھ اس کا ترجیح بھی دیا جاتا ہے۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ يَسْتَعْيِذُ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ وَكَعْدُ دُبُالِ اللَّهِ
مِنْ شَرِّ إِنْفِسَانٍ مِنْ يَرْهُدُ إِلَى اللَّهِ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ
وَمَنْ يُضْلِلُ فَلَأَهَادِي لَهُ - وَآشْهَدُ أَنَّ لَلَّهَ إِلَهٌ
اللَّهُ وَآشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً أَعْبُدُ لَهُ وَسَرْسُولُهُ -

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا أَنْتُمْ تَقُولُوْا إِنَّ اللَّهَ حَقٌّ تُقْتَلُهُ وَلَا تُمُوتُنَّ

إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ه

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا أَنْتُمْ تَقُولُوْا إِنَّ كُلَّمَنْدَمْ إِلَيْهِ مِنْ لَفْسِ
وَاحِدَةٍ وَخَلْقَهُ يُنْهَا زُوْجَهَا وَبَشَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا

وَنِسَاءٌ إِذْ قَاتَلُوكُمْ أَتَدْعُونَهُنَّ بِهِ وَالاَذْرَحَامُ رَأَيْتَهُنَّ
اللَّهُمَّ كَانَ حَدِيقَكُمْ وَرَأَيْتَهُنَّ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا تَنْعَمُوا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فَقُولُوا قُولًا سَدِيدًا
يَعْلَمُكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَيَعْلَمُكُمْ ذَنْبُكُمْ مَوْلَانَا مَنْ يُعْلِمُ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ (مشکوہ)

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ
لَا خَشَاكُمْ لَهُ وَلَا ظُنُوكُمْ لَهُ وَلَا كُنْتُمْ آمُونَ وَلَا ظُنُوكُمْ وَلَا كُنْتُمْ
وَلَا قُدُّوسًا وَلَا شَرَوْبَمَ الْإِنْسَانَ فَمَنْ دَرَغَ عَنْ سُنْنَتِنِي فَلَيُسْأَلَ
وَسُنْنَتِي۔ (رجاری)

”شگرد تعریف خدا ہی کے لئے ہے، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں، اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور برائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتے ہیں (حقیقت یہ ہے کہ جس کو خدا سیدھی راہ چلائے (ادرودہ اسی کو سیدھی راہ پر چلاتا ہے جو ہلنے کا داثقی ارادہ رکھتا ہو) تو اس کو کوئی بھی نہیں سکت۔ اور جس کو خدا مگراہ کرتا ہے (ادرودہ اسی کو مگراہ کرتا ہے جو مگراہ، ہونا چاہتا ہے) تو اس کو کوئی سیدھی راہ پر لانہیں سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ کے پندے اور اس کے رسول ہیں۔“

اُسے ایمان والوں اٹھیکے بٹھیکے اللہ کا تزویں اختیار کر داد مرستے

ذمہ تکب خدا کی وفاداری اور اطاعت شعاراتی پر قائم رہو۔
 ائے لوگو! اپنے رب کے خضب سے ذردوں نے تمہیں ایک
 جان سے پیدا کیا۔ اور اسی جان سے اس کا بھڑا پیدا فرمایا۔ اور پھر
 ان دولوں کے ذریعے بہت سے مرد اور عورتوں پہنچا دیں اس پالنے
 والے اللہ کی ناراضی سے بچنے رہنا، جس کا داسٹرد سے کر تھم ایک
 دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتہ داروں کے
 حقوق کا پاس دلخواہ رکسو۔ یقین جانو! خدا تمہاری بھگوانی کر
 رہا ہے۔

ائے ایمان و المؤمنو! اللہ سے ذرتے رہو، اور زنجی تلی مصبوط باتیں بان
 سے نکالو، تو اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور گناہوں پر معافی کا
 پردہ ڈال دے گا۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور
 فرمانبرداری کریں گے وہ عظیم کامیابی سے سرفراز ہوں گے۔
 ”خدا کی قسم میں تم سب میں خدا سے زیادہ ذرتے والا، تم سب میں زیادہ
 اس کی ناراضی سے بچنے والا ہوں، لیکن میرا حال یہ ہے کہ میں کبھی فضلِ روز سے
 رکھتا ہوں، کبھی بغیرِ روز سے کے رہنہا ہوں۔ راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں،
 اور سوتا بھی ہوں، اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس جو میری اس سنت
 سے منہ پھیرسے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

استخارہ

زندگی کے اہم معاملات مثلاً سفر، نکاح، مالامت اور تجارتی امور وغیرہ میں استخارہ کر لیا کیجئے۔ استخارہ کے معنی ہیں خیر اور بھلائی طلب کرنا جن اہم اور جائز کاموں میں آپ پر خیر کا پہلو واضح شہروان میں استخارہ کا اصرار و اعتماد کیجئے اور پھر جس طرف قلب کا سیلان محسوس ہواں اس کو قضاۓ الہی سمجھ کر اختیار کر لیجئے۔ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی غیر معمولی کام درپیش ہو تو مکروہ اور حرام اوقات کے علاوہ جب بھی چاہیں دو رکعت نفل ادا کیجئے اور پھر استخارہ کی دعا پڑھیجئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ ربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سندا سے استخارہ کرنا اولاد آدم کی سعادت ہے اور قضاۓ الہی پر راضی ہو جانا بھی اولاد آدم کی سعادت ہے اور اولاد آدم کی ہدیجتی یہ ہے کہ وہ خدا سے استخارہ نہ کرے اور خدا کی قضاۓ پر ناخوش ہو (سنداحمد) اور ربی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔

استخارہ کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ اور شورہ کرنے والا کبھی نادم نہیں ہوتا اور کفایت سے کام لینے والا کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔
(طبرانی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے اسی طرح ہر کام میں استخارہ کرنے کی بھی تعلیم دیتے تھے فرماتے ہے جب تم میں سے کوئی کسی اہم معااملے میں غکر مند ہو تو دو کو دعویٰ فضل ٹپھے سے اور پھر یہ دعا پڑھے۔ (بخاری ۲)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ لِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِيرُكَ بِعِلْمِكَ
وَأَسْتَغْلِظُ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ أَنْتَ أَعْلَمُ وَلَا أَشْعُرُ
وَلَا تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ خَلَّا مِنَ الْغَيْوبِ،
اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ تَعْذِيرَانِ هَذَا الْأَمْرُ حَيْثُ لَمْ يَرَهُ دِينِي وَمَعْيَشِي وَعَاقِبَةِ
أَمْرِي فَلَا تَعْذِيرَانِ وَيَقِنَّيْ شَرَبَادَ لِغَنِيَّتِي وَرِيشِي وَلَا كُنْتُ تَعْذِيرَانِ هَذَا الْأَمْرُ
شَرَبَتِي وَدِينِي وَمَعْيَشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَلَا مُوْفِدَ عَنِي وَلَا مُوْفِقَيْ عَنِي
وَأَنْتَ أَنْتَ الْغَيْوَى حَيْثُ كَانَ تَعْذِيرَانِ دِينِيَّ بِهِ۔

”ندایا ایں تجوہ سے تیرے علم کے واسطے سے نیکا طلبگار ہوں،
اور تیری قدرت کے ذریعے تجوہ سے تیرے خلیم فضل کا سوال کرتا ہوں، اس
لئے کہ تو قدرت والا ہے، اور مجھے ذرا قدرت نہیں تو علم والا ہے اور مجھے
علم نہیں اور تو غیب کی ساری باتوں کو خوب ہانتا ہے۔
خدا یا اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے بہتر ہے۔ میرے دین در

لے یہاں هذَا الْأَمْرُ کے بجائے اپنی حاجت کا نام لے کر اسے بیان کرے یا هذَا
الْأَمْرُ کہتے وقت اپنی دریش حاجت کا تصور کرے۔

دنیا کے لحاظ سے اور انعام کے لحاظ سے تو میرے لئے اُسے مقدر فرم۔
 اور میرے لئے اس کو آسان کر اور میرے لئے اس کو سارک بنادے
 اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے برائے۔ میرے دین اور دنیا کے
 لحاظ سے اور انعام کے لحاظ سے تو اس کام کو مجھ سے دور رکھو اور مجھے اس
 سے بچائے رکھو اور میرے لئے خیر اور بخلائی مقدر فرم اجھاں کہیں بھی ہو اور
 پھر مجھے اس پر اصنی اور کیسو بھی فرمادے۔

اسماے حسنی

تذکرہ نفس اور طہانیت قلب کا استندر اور محفوظ ذفر الحیرہ ہے کہ آپ ذکر الہی سے اپنی زبان ترد کیں، اس کی صفات کا درد کریں ان صفات کے تقاضوں پر خود کریں اور ایمان و شعور کے ساتھ ان صفات کو دل و دماغ پر طاری رکھنے کی عادت ڈالیں، قرآن کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ بِذِكْرِ أَكْثِيرٍ وَ اذْسِبِحُوا

بِكَرْرَةٍ وَ اذْسِبِحُوا (الاحزاب ۳۲)

”ایمان والوں اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو، اور صحیح و شام

اس کی تسبیح میں لگئے رہو“

اور سورہ اعراف میں ہے۔

وَإِلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ مَنْ هَنَا۔

” اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں۔ لہس ان اچھے ناموں سے

اُس کو پکارتے رہو“

ان ناموں کی تفصیل اور ان کے وسیع تفاسی فرآن میں بھی وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان صفات کی تقدیروں تفصیل اور ان کو محفوظ کرنے کا عظیم مصلحت بتاتے ہوئے ان کے درد

کی ترغیب و مہی ہے، آپ کا ارشاد ہے،
خدا کے نام سے — ایک کم پورے سو نام ہیں، جو شخص ان کو
محفوظ کرے گا۔ بیت ہیں داخل ہر گما ॥ (بخاری)

صفات الٰہی کو محفوظ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کو سمجھیں، ان
کو جذب کریں، ان کے تقاضوں پر عمل کریں اور ان کے مطابق اپنی زندگی
کو ڈھانے کی کوشش کریں — اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ فوتوں
و شوق کے ساتھ تلاوت کیجیے، قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالئے
اور پابندی کے ساتھ اس میں غور و تدریز کو اپنے اور پر لازم کریجیے۔ پھر ان سنن
اساہیت کا مطالعہ بھی توبہ اور انہاک کے ساتھ کیجیے جن ہیں ان صفاتِ الٰہی
کا مفہوم اور تقلیل سے ذہن نشین کرائے گئے ہیں۔ نیز ان مسنون اذکار اور دعاؤں
کو بھی طبیعت کی حاضری اور کیسوئی کے ساتھ پڑھنے کا التزام کیجیے جو بالعموم
ان صفاتِ الٰہی پر مشتمل ہوتی ہیں — قرآن پر نظر رکھنے والے علماء نے
قرآن ہی سے ان نہائی سے اسماے حسنى کو جمع کیا ہے۔

۱۔ اللہ :- یہ خالق کائنات کی ذات کا نام ہے، جو تمام اعلیٰ صفات
اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے، یہ نام اس کے سوانح کبھی کسی کے لئے بولا گیا اور
نہ بولنا صحیح ہے۔ اللہ ہی آپ کی محبتوں کا حقیقی مرکز ہے، وہی آپ کی عبادت
و قربانی کا تنہا مستحق ہے، اور وہی تمام خطرات سے حفاظت کی واحد پناہ گاہ
ہے، لہس اسی کی محبت سے دل کو آہاد رکھیے، اسی کی مخلصانہ عبادت کیجیے
اور اسی پر اعتماد اور بھروسہ رکھیجیے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُ حُبًّا لِّلَّهِ۔ (البقرہ)

”او رایان رکھنے والے مونین اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔
إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ، بِالْحَقِّ فَإِنَّمَا يُبَدِّلُ اللَّهُ مُخْلِصًا إِلَهًا
الَّذِينَ آلَاهُوا إِلَيْهِ الْأَرْضَ إِنَّمَا يَعْلَمُ الْخَافِيْنَ۔ (الزمر ۲)

”اے نبی ایہ کتاب ہم نے آپ کی طرف برحق نازل کی ہے، پس
اللہ ہی کی عبادت کیجئے اطاعت کو اس کے لئے غالب کرتے ہوئے۔
اچھی طرح سمجھو لیجئے کہ اطاعت اور زندگی صرف اللہ ہی کا حق ہے۔
فَلَنِ إِنَّمَا أَمْرِنَا أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكُ بِهِ۔

”کہہ دیجئے کہ مجھے تو بس یہی حکم ٹلا ہے کہ یعنی اللہ ہی کی عبادت کروں
اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ بناؤ۔
وَعَلَى اللَّهِ فَلَيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ۔

”او بھروسہ کرنے والے اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

۲۔ **الرَّحْمَنُ** :- وہ ذات جس کی رحمت میں انتہائی جوش و خروش
ہے اور جو بے پایاں رحم کرنے والی ہے جس نے اپنی رحمت سے انسان کو
عظیم ترین نعمتوں سے نوازا ہے۔

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ إِلَا نَسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔

”رحمت نے یہ قرآن سلکھا یا انسان کو پیدا کر کے قوت گویا ہی سے نوازا۔“
خدا کی رحمانیت کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ اس نے انسان کو قرآن جیسی
عظیم نعمت بخشی اور پھر انسان کو قوت گویا ہی سے نواز کر دوسری مخلوقات میں ا

خصوصی اقیاز عطا فرمایا۔

۳۔ **آل رَحْمَةِ جِهَنَّمٍ**:- وہ ذات جس کی رحمت پہیجہ موری ہے، جس کی دائمی رحمت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ دنیا میں بھی اس کی مسلسل رحمت کے ساتھ ہی میں انسان پر ورش پار رہا ہے، ترقی کر رہا ہے، نیکیوں کی راہ پر بڑھ رہا ہے، عمل کی ہدایت پار رہا ہے، اور آخرت میں بھی مومنین اس کی اسی صفت کی برکت سے جنت جیسی آرامگاہ میں عیش و سکون کی زندگی پائیں گے۔

وَإِنْ تَعْدُ فَإِنْعَدَ اللَّهُ لَا تَخْصُصُهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ

”د اور اگر تم خدا کی نعمتوں کا حساب لگانا پا ہو تو حساب نہیں لگا سکتے یعنی خدا کی بے پایاں اور یہی نعمتوں کا شمار محکن نہیں، انسان زندگی کے لمحے میں خدا کی رحمت و توجہ کا محتاج ہے اور اس کی رحمتوں کی بارش سلسل ہو رہی ہے“

**هُوَ الَّذِي يَصْلِي عَلَيْكُمْ وَمَذْعُوكُتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنِ
الظُّلْمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْأَمْرِ مِنِّيَّنَ رَحِيمًا هُمْ
يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَآهَدَ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا۔**

”دہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے، اور اس کے فرشتے تھے اسے لئے دھائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں میں سے بکال کر رoshنی میں لائے۔ وہ مومنوں پر بہت ہی رحم فرمانے والا ہے، جس روز وہ اس سے ملاقات کریں گے تو ان کا استقبال سلام سے ہو گا۔

اور ان کے لئے خدا نے عزت واکرام کا صلمہ دہیا کر رکھا ہے“

۱۔ الْمَلِكُ : - کائنات کا حقیقی بادشاہ، جس کی حکمرانی دنلوں جہاں میں ہے۔

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ -

”دیں بالا در بر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی“

۲۔ الْقَدُّوْسُ : - تمام عیوب اور غلطیوں سے سراسر پاک اس لئے اسی کا بصیرا ہوا قالون ہر خطاب سے محفوظ ہے۔

۳۔ الْسَّلَامُ : - تمام نقاصل اور کمزوریوں سے سلامت اور محفوظ۔

۴۔ الْمُؤْمِنُ : - تمام آفات اور عذاب سے امن و امان میں رکھنے والا۔

۵۔ الْمَهَيِّئُ : - مخلوق کی بھگائی کرنے والا۔ اور خطاؤں سے محفوظ رکھنے والا۔

۶۔ الْعَزِيزُ : - عزت و اقتدار کا واحد سرچشمہ، جس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔

إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا - (یوں)

”عزت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے۔“

۷۔ الْجَبَّارُ : - زبردست غلبے اور زور والا، مخلوق کی بھگائی بنانے والا۔

۸۔ الْمُتَكَبِّرُ : - عظمت و کبریائی کا سرچشمہ، جس کی کبریائی میں

کوئی شریک نہیں۔

**هُوَ اللَّهُ أَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَجَ الْمَلِكُ الْفَدَّاعُ
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُرْفَعُ مِنَ الْغَنَمِ الْجَبَارُ الْمُتَكَبِّرُ بِمَنْهُنَّ
اللَّهُ هَمَّا يُشَوِّرُ كُوْنَهُ (الحضر ۲۲)**

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معین نہیں۔ بادشاہ حقیقی، پاک
ذات، ہر قص سے سلامت، امن و امان میں رکھنے والا۔ نگہبان سب
پر غالب، زبردست بڑائی والا۔ پاک دربار ہے اللہ ان چیزیں سے
جن کریں لوگ اس کا شریک قرار دیتے ہیں۔“

۱۲۔ **الْخَالِقُ**:- مناسب حال قوتیں اور صلاحیتوں سے آزاد استاد
بہترین وجود بخشنے والا۔

۱۳۔ **الْبَارِقُ**:- ہر چیز کو صدم سے وجود میں لانے والا بے مثال
موجود۔

۱۴۔ **الْمُصَوِّرُ**:- مخلوقات کی صورت گزی کرنے والا۔

هُوَ الَّذِي يَصْوِرُ كُلَّ فِي الْأَرْضِ كَمَرَ كَيْفَ يَعْلَمُ دَارِ الْحَمْدِ

”وہی ہے جو رماؤں کے رحموں میں بھی پاہتا ہے تمہاری

صورتیں بناتا ہے۔

وَصَوَرَ كُلَّ فَأَحْسَنَ صَوْرَ كُلَّ

دعاں نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہترین صورتیں بنائیں۔

هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِقُ الْمُصَوِّرُ رَبُّ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنَى

”وَهِيَ اللَّهُمَّ هَبْ كَاسَاتَ كَاخَالَقَ، اِيجَادَ وَاخْتَرَاعَ كَرْنَےِ وَالا۔

صُورَتِیں بنَنےِ والا۔ اسی کے لئے ہیں اسچے نام۔

۱۵۔ **الْغَفَّارُ** : سبھت زیادہ معاوض فرمانے والا اور بخششے والا۔
فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُ وَارْجُمَارَتَكَانَ غَفَّارًا۔ (فوج)

”اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت چاہو، وہ بہت زیادہ
معاوض فرمانے والا ہے۔

۱۶۔ **الْقَرِّئَارُ** : اپنی مخلوق پر کامل غلبہ اور اختیار کرنے والا۔

۱۷۔ **الْوَاحِدُ** : اکیلا جس کی ذات و صفات تدریت و حقوق میں
کوئی شریک نہیں۔

لِمَنِ الْمُدْكُتُ الْيُوْمَرِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

”آج کس کی حکومت ہے، اللہ کی جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔

۱۸۔ **الْتَّوَابُ** : بندوں کے حال پر توجہ فرمانے والا اور گنہگاروں
کی توبہ قبول کرنے والا۔

ثُرَّتِكَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتَوَبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ۔

”پھر خدا نے ان پر توبہ فرمائی کہ یہ توبہ کریں۔ بیشک اللہ ہی بہت
زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

۱۹۔ **الْوَهَابُ** : اسے غرض بخشش اور سخاوت کرنے والا۔

وَهَبَ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَابُ۔

(آل عمران)

”ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرم۔ بیشک تو بہت بڑا فیاض ہے۔“

۲۰۔ الْخَلَاقُ : سہر طرح، ہر وقت ہر چیز کو پیدا کرنے والا، صفت

تخلیق میں کامل۔

أَوْلَئِنَّ الَّذِينَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مَنْ يُقْدِرُ إِلَيْهِ عَلَى
أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بِلِيٍّ وَهُوَ الْخَلَاقُ الْعَلِيمُ۔

”کیا دہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اس پر قادر نہیں ہے
کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے۔ کیوں نہیں وہ بڑا پیدا کرنے والا اور علم لکھنے
والا ہے۔“

۲۱۔ الْرَّزَاقُ : اپنی مخلوق کو خوب ہی روزی دینے والا۔ حاجت دوا۔

۲۲۔ الْمَتِينُ : نہایت مضبوط و قوانا۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَاقُ ذُو الْفُوْزِ الْمُتِينُ۔

”بیشک اللہ ہی خوب رذق دینے والا، زور آور اور مضبوط و قوانا ہے۔“

۲۳۔ الْفَتَاحُ : مخلوق کے درمیان صحیح فیصلہ کرنے والا۔ مشکل گشا۔

۲۴۔ الْعَدِيلُ : بندوں کے ہر قول و عمل اور جذبہ و خیال کا براہ راست

جاننے والا۔

قُلْ يَعْمَلُ بِمَا كَانَ إِنَّمَا يُفْتَحُ بِمَا كَانَ يَأْتِي حِلْقَ وَ هُوَ
الْفَتَاحُ الْعَدِيلُ

”دو کہیئے، دو ہمارا رب ہم کو جمع کرے گا۔ پھر ہمارے درمیان بیشک تھیک

فیصلہ کرے گا۔ بیشک وہ بڑا منصفانہ فیصلہ کرتے والا، اس کو کچھ جاننے

والا ہے۔

۲۵۔ **الْمُجِيْطُ**:- ساری مخلوقات کا احاطہ کرنے والا۔ کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں ہے،
وَاللَّهُ مِنْ دَوْرَتِهِ لَا يَعْلَمُ بَعْدَهُ.

و اور خدا ان کوہ طرف سے گیرے ہوئے ہے۔

۲۶۔ **الْقَدِيرُ**:- ہر چیز پر پوری پوری قدرت اور اختیار رکھنے والا۔
إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدَّ أَحَاطَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عِلْمًا۔

”یہ کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ خدا ہبھے علم سے ہر چیز کا
احاطہ کئے ہوئے ہے۔“

۲۷۔ **الْحَلِيلُ**:- عذاب ویسی میں ہلدی نہ کرنے والا، بندوں کو
سنپھلنے کا موقع دینے والا، بُرُود پار

۲۸۔ **الْغَفُورُ**:- بہت زیادہ درگز فرمانے والا اور پردہ پوشی کر دیوارا۔

۲۹۔ **الْعَفُوُ**:- بہت زیادہ معاف فرمانے والا۔

۳۰۔ **الشَّكُورُ**:- مخلوق کے اعمال صالح کا انتہائی قدر داں۔

إِنَّ اللَّهَ يُمُسِّكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْ أَنْ تَرَوْلَاهُ وَلَكِنْ

ذَالِكَانُ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيلًا

غَفُورًا۔ (الماطر ۳۴)

و صحیحت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹھیک کرنے سے

رد کے ہوئے ہے اور اگر وہ مل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا،
انہیں تخلی منے والا نہیں ہے بلکہ خدا بڑا ہی در گزر کرنے والہ اور
بُردا ہے۔

حَسْنَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوا عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهَا فَكُوٰشاً -
”بُرید نہیں کہ خدا ان کو معاف فرمادے اللہ امداد کرنے والہ
اور در گزر فرمائے والہ ہے۔

وَقَالُوا لِلَّهِ مُهَمَّدٌ رَّبُّ الْأَنْبَىٰ إِذْ هُبَّ عَنْهُ الْحَنْنَنُ طَرَانَ رَبَّنَا
لَعْفُوٰ شَكُونِيٰه (الفاطر: ۲۳)

”اور وہ کہیں گے خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے ختم کر دیا۔
بیوک ہمارا رب بہت زیادہ چشم پوشی کرنے والہ اور قدر فرمائے
والا ہے۔“

۲۱۔ الْعَظِيمُ:- اپنی ذات و صفات میں عظمت و بزرگی والہ۔
كَيْتَمُ بِإِسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ - (الواقعة: ۹۶، ۹۷)

مدتو تم اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔

۲۲۔ الْوَاسِعُ:- نہایت وسعت والہ۔ بندوں پر نہایت فراخی
کے ساتھ احسان کرنے والہ۔

وَاللَّهُ ذَارِسٌ عَلِيِّمٌ لَّيُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ
يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ حَيْزًا كَثِيرًا - (البقرہ: ۲۴۹، ۲۵۰)

”اللہ نہایت فراخ وسعت اور دنما ہے جس کو چاہتا ہے محکت عطا

کرتا ہے اور جس کو حکمت میں اس کو حقیقت میں عظیم دولت مل گئی،
 ۳۳۔ **الْحَكِيمُ**:- نظام کائنات اور بندوں کے معاملے میں انہائی
 دانائی کے ساتھ فیصلہ کرنے والا۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْهِ حِلْمٌ أَحَقُّ بِهِ الْحِلْمَةَ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ
 وَالظَّالِمُونَ أَعْدَدُ لَهُمْ عَذَابًا أَبْيَانًا (الْيُمَاهَ (الدرہ: ۲۱))

جسے شک التبریث ہانے والا اور دانائی کے فیصلے کرنے والا ہے
 جس کو چاہتا ہے اپنی حرمت میں داخل فرمائیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس
 نے تو کہ دینے والا غرائب تیار کر رکھا ہے۔

۳۴۔ **الْحَجِيجُ**:- زندگی کا سرچشمہ، موت، زیندار اور اونگھ سے پاک۔
 وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَجِيجِ الَّذِي لَا يَمُوتُ۔

”اور بہرہ سمجھیجے اس رندہ رہنے والے پر جس کو کبھی حرمت نہ آئے گی“
 ۳۵۔ **الْقَيُّوبُ**:- کائنات کے ظلم کو سنبھالنے اور قائم رکھنے والا۔
 أَللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْقَيُّوبُ لَا تَأْخُذْ لَا سَنَةً وَلَا نُوْمًا۔

”اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں وہ زندہ جا وید نظام کائنات کو سنبھالے
 ہوئے ہے۔ نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ زیندگی (البقرہ: ۲۵۵)“

۳۶۔ **الْسَّمِيعُ**:- بندوں کی سننے والا، بندوں سے پوری طرح والفت۔
 ۳۷۔ **الْبَصِيرُ**:- بندوں کے اعمال و معاملات پر نگاہ رکھنے والا۔ تاکہ ان
 کے درمیان صحیح صحیح فیصلہ کرے۔

فَاللَّهُ يَعْصِي بِالْحَقِيقَ وَالَّذِينَ يَدْهُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَعْضُوُنَ

۲۹۵
لِشَفَاعَةٍ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَسِيرُ - (المومن ۲۰)

وہ اور اللہ شریک شریک ہے لگ نیصلہ فرمائے گا۔ وہ ہے وہ جن کو
یہ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی نیصلہ کرنے والے نہیں بھریک
اللہ ہی سب کچھ سنتے اور دیکھتے والا ہے ۷

۳۸۔ الْكَطِيفُ : - نہایت ہی باریک ہیں۔ باریک ترین تمدنیں اختیار
کرنے والا۔

۲۹۔ الْخَمِيرُ : - بندوں کی ہر بات کی پوری پوری خبر رکھنے والا۔
يَلْيُونَى إِنَّهَا لَأَنْ تَكُونَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ تِينَ خَرَقَلِ فَشَكُنْ فِي حَمْرَةٍ
أَذْنَى السَّمَوَاتِ أَذْنَى الْأَرْضِ يَأْتِ بِرَبِّهِ إِنَّ اللَّهَ لَكَطِيفٌ
خَمِيرٌ - (لقن ۱۶)

وہ پارے بیٹھے اکوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو، اور کسی چنان
میں یا آسمانوں یا زمین میں کہپی ہوتی ہو اس کو نکال لائے گا بے شک اللہ
باریک ہیں اور باخبر ہے ۸

۴۰۔ الْعَلَقُ : - انتہائی اوپنچا اور بلند مرتبے والا۔

۴۱۔ الْكَبِيرُ : - انتہائی بزرگ اور بڑائی والا جس کی بڑائی میں کوئی شریک
اور مقابل نہیں۔

۴۲۔ الْحَقُّ : - جس کا وجود بحق ہے، اور کسی کے انکار سے اس کے
بحق ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ذَلِيلٌ يَأْنَى اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُوَيْرٍ

الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ۔ (العنان ۳۰)

یہ اس لئے کہ اس کا وجد برحق ہے، اور وہ سب باطل ہیں جنہیں
اللہ کو جھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں، اور یہ کہ اللہ سی بلند اور بڑائی والا ہے۔
ہم۔ أَكُلُّمُ مُؤْمِنٍ، حق کو کھو لئے والا۔ اور حق کو حق کر دکھانے والا۔
وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ أَحَقُّ الْمُبْصِرِينَ۔ (النور ۲۵)

مدادردہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے۔ پھر کوچ کر دکھانے والا۔
ہم۔ أَلَّمْؤْلِي، موسنوں کی حمایت اور پشت پناہی کرنے والا۔ حقیقی
آقا، کارساز۔

ہم۔ أَلَّتَصِيرُ، موسنوں کی نصرت و حمایت کرنے والا۔
وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ دُرْرَمَوْلَكُمْ، فَنَعَمُ الْمُؤْلِي وَنَعَمُ النَّصِيرُ۔
(الجیحہ ۸)۔

”اور اللہ سے والبستہ ہو جاؤ۔ رہی تمہارا حقیقی آقا ہے، کیا ہی بہتری
حتمی ہے اور کیا ہی خوب مددگاری
ذَلِكَ يَا أَنَّ اللَّهَ مَؤْلِي الْأَذِيْنَ لَا مَكُوَا وَأَنَّ الْكُفَّارِ يَنْكَلِي لَا مَوْلَى
لَهُمْ۔ (محمد ۱۱)

یہ اس لئے کہ جو موسیں ہیں ان کا آقا اور کارساز خدا ہے اور کافروں
کا کوئی حامی و کارساز نہیں۔

ہم۔ أَكَرِّيْمُ، عالی طرفی کے ساتھ بخشش اور سلوک کرنے والا۔
يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا تَحْرِرُ لَقَدْ مَرَّتِلَكَ الْكَرِيْمُهُ الَّذِي

خَلَقَنَّكُمْ فَتَوَكَّلُوا عَلَىٰ اللَّهِ فِي أَعْيُنِ الْمُؤْمِنِينَ مَا شَاءَ رَبُّكُمْ هـ
 (الأنفال: ۴۷)۔

دلے انسان! تمہر کو کس چیز نے تیرے اپنے رہت کریم کے معاملے میں دھوکے میں ڈال کر کھا ہے، وہ رب جس نے تمھے پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ پھر تیری ساخت کو تیکٹھاک کیا۔ پس تمھے نہایت سوزوں بنایا۔ اور جس شکل میں چاہا تمھے ترکیب دیا۔

۸۴- الْغَنِيُّ : - مخلوقات سے ستفنی اور بے نیاز۔

۸۵- الْحَمِيدُ : - اپنی ذات میں پاکیزہ خوبیوں والا۔ جو کسی کی تعریف و ثنا کا محتاج نہیں۔

وَمَنْ يَشْكُرُ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنِفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ۔ (القمر: ۱۲)

دبوکوئی شکر کرے اس کا شکر اس کے اپنے ہی لئے مفید ہے اور

جو کفر کرے تو خدا بے نیاز اور آپ سے آپ پاک صفات والا ہے۔

۸۶- الْقَوِيُّ : - نہایت قوت والا جس کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔

۸۷- الشَّدِيدُ : - نہایت سخت پھر کرنے والا۔ جس کی پھر طب سے بچنا ممکن

نہیں۔

كَذَّابٌ أَلِفِيرٌ عَوْنَ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ طَاغُوا إِلَيْهِمْ

اللَّهُ فَأَخْدَهُ هُمُ اللَّهُ بِمَا كُوْرِهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدٌ

الْعِقَابُ -

”جس طرح الٰ فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کے ساتھ معاملہ پیش آیا ہے، انہوں نے خدا کی آیات کو مانتے ہے اسکا بخسار کیا۔ اور افسوس نے ان کے گناہوں پر انہیں بکڑ دیا۔ اللہ زیر دست قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔“

۴۵- الْرَّقِيمُب :- بندوں کے اعمال و معاملات کی بھگانی کرنے وال۔
”أَنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ بُرَقِيمًا۔ (النَّار١)

”ولَقَيْنَ جَانُوكَه خَدَا تَهَارِمِي بَحْرَانِي کر رہا ہے۔“

۴۶- الْقَرِيبُ :- بندوں سے نہایت نزدیک رہنے وال۔

۴۷- الْمُجْبِيبُ :- بندوں کی دعائیں سننے اور قبول کرنے والا۔
”وَإِذَا أَسَالَكَ عِبَادِيْ هَتَّى فَيَأْتِيَ قَرِيبٌ مُجْبِيبٌ دَفْعَةً
الْدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ (البقرہ ۱۸۶)

”اور جب میرے بندے میرے متعلق اپس سے پوچھیں تو انہیں بتلے کر میں ان سے نہایت قریب ہوں، پھر نے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔“

نَاسْتَغْفِرُ لِلَّهِ تَوْبُو إِلَيْهِ مَنِ ارْتَقَى قَرِيبٌ مُجْبِيبٌ۔

”لہ پس تم اس سے مغفرت چاہو، اور اس کے حضور توبہ کرو لیتیجا میرا رب قریب ہے اور دعاوں کو قبول کرنے والا ہے۔“

۴۸- الْوَكِيلُ :- بندوں کے کام بنا کی کی ذمہ داری لینے والا، کارزار وَ قَالُوا حَسِبْنَا اللَّهَ وَ نَعْصَمُ الْوَكِيلُ۔ (آل عمران ۱۴۲)

”اور انہوں نے کہا۔ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کار ساز ہے۔“

۵۵۔ الحسینیبُ: - بندوں سے باز پہنچ کر لے اور حساب لینے والا۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِينِيَّاً (النَّاسَار ۸۹)

”بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔“

۵۶۔ الْجَمَاعُ: جسم کے ریزوں کو اکٹھا کرنے والے اور جس کے دن بندوں کو جمع کرنے والے۔

رَبَّنَا إِنَّكَ جَارِ مُّ الْقَادِرِ لَأَنَّكَ تَعْلَمُ فِيمَا يَمْلأُ
دُنْلَبَةَ هَارِبٍ رَبِّ إِيمَانٍ فَإِنَّ الْأَنْسَارَ
آتَنَّهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (آل عمران ۹)

وَلَئِنْ يَعْلَمَ رَبُّ إِيمَانٍ فَإِنَّ الْأَنْسَارَ
آتَنَّهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (آل عمران ۱۰)

۵۷۔ الْقَادِرُ: - ہر کام کے کرنے کی طاقت و قدرت رکھنے والا۔

أَيْحُسْبَ الْإِنْسَانَ أَنْ لَنْ يَجْعَلَهُ عِنْدَمَا
مَلَىٰ أَنْ شَوَّهَ بَنَائَةَ - (القیامہ ۳، ۴)

و دیکھا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی روزیہ روزیہ بھروسی ہوئی

ہیاں اکٹھی نہیں کریں گے۔ ضرور کریں گے۔ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس

کے پورے ہر کو درست کر دیں ۔

۵۸۔ الْحَفِيظُ: - بندوں کو ہر آفت اور صیبہ سے بچانے والے۔

إِنَّ رَبِّيَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ هُفَيْظٌ

”بیشک بیرباب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔“

۵۹۔ الْمُقْيَثُ: - مخلوق کو شیک شیک حصہ دینے پر پوری طرح

قادر۔ روزی دینے والا۔

وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيدُتَاهُ

« اور اللہ ہر چیز کو تھیک حصر دینے پر قادر ہے ۔ ۴۰

- الْوَدْوَدُ : - بندول سے بے پناہ محبت رکھنے والا۔

- الْمَجِيدُ : - بزرگ اور شرف والا۔

وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدْوَدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ (البرچ ۱۵۹)

« اور وہ بہت زیادہ پردہ پوش سے بے پناہ محبت کرنے والا، صاحبِ ش

بزرگ اور شرف والا ہے ۔ ۴۱

- الْشَّرِيكُ : - ہر جگہ حاضر ناظر ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا۔

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَرِيكٌ ۔

« اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے ۔ ۴۲

- الْوَارِثُ : - ہر چیز کا طبقی مالک جس کی ملکیت کہ جائی نہیں ہوگی۔

- الْمُحْكَمُ : - مخلوق کو زندگی دینے والا۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ نَحْنُ فَخُونَ وَنَمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ - (المجر ۲۳)

« اور ہم ہی زندگی اور مرمت دینے والے ہیں اور ہم ہی اصل ارث

اور مالک ہیں ۔ ۴۳

- الْوَالِيُّ : - مومنوں کا حامی اور سرپرست۔

- الْفَاطِرُ : - ہر چیز کا بنانے والا۔

فَاطَّرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْتَ وَلَيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(یوں فہرست)

وَآسَانُوْنَ اور زمِین کے بنانے والے ا تو ہی میرا سرکست ہے
دنیا میں اور آخرت میں۔

۴۷۔ **أَلْهَدَ إِلَيْكُ** : - ہر چیز کا حقیقی مالک جس کے سامنے سب حاجزاً اللہ
بے بُس ہیں۔

مَا لِكَ يُؤْمِنُ الْدِيَنِ -

”د جزا کے دن کا مالک“

۴۸۔ **أَلْمُقْتَدِيرُ** : - ہر چیز پر پورا اقتدار رکھنے والا۔ جس کی کامیں جو نہ ہیں۔
۴۹۔ **أَلْمُلْكُ** : - کامل اختیار رکھنے والا بادشاہ۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّتٍ وَّنَهَرٍ فِي مَقْعَدِ صِدْرٍ عِنْدَ الْمُلْكِ

مُقتَدِرِہ (القرہ ۵۵)

”مستقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ کامل اختیار رکھنے والے

بادشاہ کی بارگاہ عزت میں و

۵۰۔ **الْأَوَّلُ** : - وہ جو ساری مخلوقات کی تخلیق سے پہلے موجود تھا۔

۵۱۔ **الْآخِرُ** : - وہ جو ساری مخلوقات کی فنا کے بعد موجود رہے گا۔

۵۲۔ **الظَّاهِرُ** : - جس کی خدائی ہر فرد سے سے عیاں ہے۔

۵۳۔ **الْبَاطِنُ** : - ملکاہوں سے پوشیدہ اور مختنی۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ - (المدید ۲)

”وہ سب سے پہلے سب سے پہلے اس سب پر ظاہر اور سب کی ملکاہوں

سے پڑھیں۔

۲۷۔ **الْقَاهِرُ** : بندوں پر کامل غلبہ اور انہیا رات رکھنے والا۔

ذَكُورُ الْقَاهِرِمْ فَوْقَ عَبَادِهِ۔

”اور وہ اپنے بندوں پر کامل غلبہ رکھتا ہے“

۲۸۔ **الْكَافِي** : جو بندوں کی ہر ضرورت کے لئے خود کافی ہے۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا لَّا

”کیا اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے؟“

۲۹۔ **الشَّاكِرُ** : بندوں کی سی عمل کا قدر داں۔

ذَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلَيْهَا۔

”اور اللہ قدر داں اور طیب ہے“

۳۰۔ **الْمُسْتَعَانُ** : وہ ذات جس سے مدد مانگی جائے۔

وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ۔

”اور اللہ سی سے مدد مانگی جاسکتی ہے“

۳۱۔ **الْبَدِيلُ يُعُمُّ** : بغیر کسی تظیر کے پیدا کرنے والا، اپنے مثال موجود۔

بَدِيلُ الْسَّلَوتِ وَالآسِرِ۔

”آسمانوں اور زمین کاپے مثال موجود“

۳۲۔ **الْغَافِرُ** : گناہوں کو معاف فرمائے والا۔

غَافِرُ الذَّنَبِ وَقَانِيلُ التَّوْبَ۔

”گناہ کو معاف کرنے اور توبہ قبول کرنے والا۔

۸۰۔ **الْحَكَمُ:**۔ اپنی مخلوق پر حکومت کرنے والا۔ واحد فرمانزدا اور
قانون ساز۔

إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ

«فرمانزدالی صرف خدا کا حق ہے»

۸۱۔ **الْعَالِيُّ:**۔ کامل اختیار اور پورا قابو رکھنے والا۔
وَاللَّهُ عَالِيٌّ عَلَىٰ أَهْمِّةٍ۔

«ادر اللہ اپنے کام پر پورا قابو رکھتا ہے»

۸۲۔ **الْحَكَمُ:**۔ بے الگ فیصلہ کرنے والا۔

أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِيْ حَكْمًا۔

«تو کیا میں خدا کے سوا علم تلاش کروں؟»

۸۳۔ **الْعَالِمُ:**۔ کلمہ چھپے سے پوری طرح واقع۔

۸۴۔ **الْمُتَعَالٌ:**۔ ہر حال میں بلند و بالا رہنے والا۔

عَلِمَ الْغَيْبٍ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالٌ۔ (الرعد: ۹)

«پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز سے واقع، بزرگ اور برتر»

۸۵۔ **الْرَّفِيعُ:**۔ بلند و برتر درجات والا۔

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُرُّ الْعَرْشِ۔

«بلند درجات والا، صاحب عرش»

۸۶۔ **الْحَافِظُ:**۔ آفات و حادثات سے حفاظت کرنے والا۔

فِيَاهُهُ حَفَاظٌ عَلَيْهَا۔

”لِمَنِ اتَّهَىٰ بِهِ تِبْرِءَ مَا فَطِرَ“

۸۰۔ **الْمُذَكَّرُ قُمُّ**:- اپنے اور اپنے مخلوقین کے مخنوں سے ہمدردی پہنچانا۔
فَإِنَّمَا مَنْهَا مِنَ الْجِنِّ إِنَّمَا يَعْجُزُ عَنْ مَوْلَاهُ كَانَ حَقَّاً عَلَيْنَا صَرُّ الْمُؤْمِنِينَ۔

”پھر جن لوگوں نے جرم کیا ان سے ہم نے انتقام لیا اور ہم پر یہ حق تنا
کو ہم مخنوں کی مدد کریں۔“

۸۱۔ **الْعَارِمُ بِالْقُسْطِرِ**:- مدل و انصاف کے ساتھ تدبیر و نظم کرنے والا۔

۸۲۔ **الْأَلَّةُ**:- عبور، حجی کے سورا کوئی صہادت کے ذائق نہیں۔
قَائِمًا بِالْقُسْطِرِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ۔

”مدل کے ساتھ نظم کرنے والا، واسد عبور۔“

۸۳۔ **الْهَادِيُّ**:- سیدھی راہ دکھانے والا۔ رسول اور کتاب بھیجنے والا۔

وَرَأَنَّ اللَّهَ لَهُ قَادِ الْجِنِّينَ أَمْنَوْ إِلَيْ صَرَاطَ تَسْتَقِيمَ۔

”یعنی اللہ یا ان والوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔“

۸۴۔ **الْزَوْفُ**:- بندوں پر انتہائی مہربانی کرنے والا۔

وَاللَّهُ زَوْفٌ بِالْعِبَادِ۔

”اور خدا اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے۔“

۸۵۔ **الْنُّوْرُ**:- دونوں جہاں کو روشن کرنے والا، روشنی کا سرچشمہ۔

أَللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَنِ۔

”خدا آسمانوں اور زمین کا لور ہے۔“

۸۶۔ **الْأَكْرَمُ**:- عزت اور شرف والا۔ بندوں کے ساتھ عالی ظرفی

کامعاطلہ کرنے والا۔

إِثْرًا وَ دَبَقَ الْأَكْرَمَ -

”پڑھیے اور آپ کا رب بڑے ہی کرم والا ہے۔“
۹۳۔ الْأَعْلَى۔ سب سے بلند اور بالآخر۔

صَيْحَةُ أَسْمَرَ رَبِّكَ الْأَعْلَى -

”پڑھے بلند و برتر رب کے نام کی تسبیح کیجئے۔“

۹۴۔ الْبَرُ۔ اپنی مخلوق کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے والا۔
إِنَّهُ هُوَ الْبَرُ الرَّحِيمُ۔ (الطور)

”بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا ہر ہاں ہے۔“

۹۵۔ الْكَرِبُ۔ پرورش کرنے والا۔ ہر طرح کے خطرات سے بچاتے ہوئے اور ارتقا کے تمام اسہاب فراہم کرتے ہوئے منزلِ کمال تک پہنچانے والا، آقا، مالک۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

”شکرِ اللہ، جہانوں کے رب کے لئے۔“

۹۶۔ الْحَفِيْثُ۔ مخلوق کا بہت زیادہ خیال رکھنے والا نہایت مہر ہاں۔
إِنَّهُ كَانَ إِلَيْ حَفِيْثًا -

”بے شک وہ مجھ پر نہایت مہر ہاں ہے۔“

۹۷۔ الْأَحَدُ۔ سمجھتا، سپر مثال جس کا کوئی بھرپور نہیں۔

۹۹۔ آللَّهُمَّ إِنْ بِنِيَارٍ، جُوْكِسِيْ كَا مُحْتَاجٌ نَّهْبِيْنَ اَوْ سِبْ اَسْ
كَے مُحْتَاجٌ نَّهْبِيْنَ۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۖ إِلَلَّهُمَّ إِنْ شَاءَ

كَيْفَيْهِ رَوَالِلَّهُ كَيْنَا ۖ هُوَ اللَّهُ بِنِيَارٍ ۖ هُوَ اَسْ كَے مُحْتَاجٌ نَّهْبِيْنَ